READING SECTION
Online Library For Pakistan
WWW.PAKSOCIETY.COM

READING SECTION
Online Library For Pakistan
WWW.PAKSOCIETY.COM

اکتوبر 2016

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

READING SECTION
Online Library For Pakistan
WWW.PAKSOCIETY.COM

READING SECTION
Online Library For Pakistan
WWW.PAKSOCIETY.COM

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.paksociety.com

26واں سال چھٹا شمارہ | کمر آئل آباد شرکی مرکز ویسٹ سوسائٹی

تعلیم و تربیت

پاکستان میں سب سے زیادہ پڑھا جانے والا

بچوں کا عجیب رسالہ

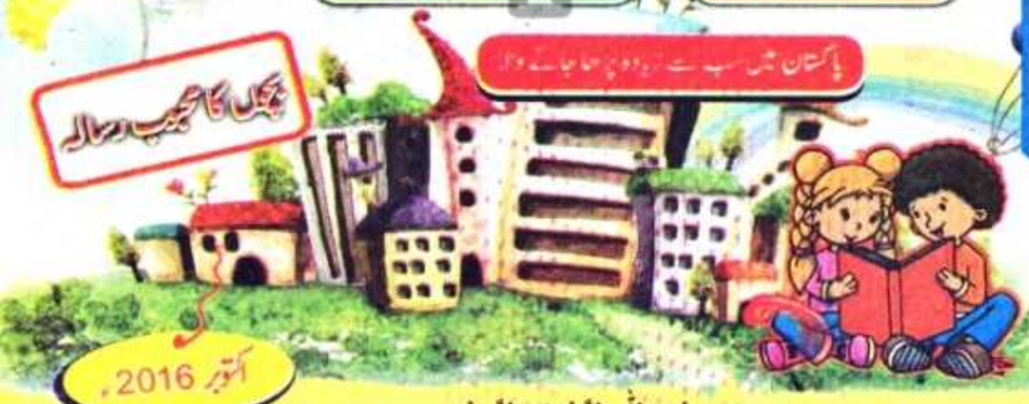

اکتوبر 2016ء

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

تانگ شان (Tang Shan) چین کا ایک تاریخی شہر ہے۔ یہ شہر بیجنگ سے 95 میل دور شمالی چین میں واقع ہے۔ 1976ء تک اس کا شمار چین کے چند بڑے صنعتی اور کاروباری شہروں میں ہوتا تھا۔ ایک اندازے کے مطابق اس وقت اس شہر کی آبادی دس سے پندرہ لاکھ تھی۔ اگرچہ یہ ایک مصروف کاروباری اور صنعتی شہر تھا لیکن 28 جولائی 1976ء کو رات تین بج کر بیالیس منٹ پر اس شہر پر زبردست قیامت ٹوٹ پڑی اور پورا شہر زلزلے کی وجہ سے زمین بوس ہو گیا۔ 1556ء کے بعد یہ دُنیا کا سب سے بڑا زلزلہ تھا۔ ریکٹر اسکیل پر اس زلزلے کی شدت 7.8 تھی۔ اس زلزلے میں تانگ شان کے چھ لاکھ پچپن ہزار لوگ مارے گئے جب کہ سات لاکھ اسی ہزار لوگ شدید زخمی ہوئے۔ اس شہر میں سات ہزار دو سو اٹھارہ خاندان ایسے تھے جن کا کوئی فرد زندہ نہیں بچا۔ یہ چین کی ایک ہزار سالہ تاریخ کا دوسرا جب کہ بیسویں صدی کا سب سے بڑا زلزلہ تھا۔ اس وقت ماؤزے تنگ زندہ تھے اور ان کی عمر 83 سال تھی۔ وہ علیل تھے لیکن وہ فوراً تانگ شان پہنچ گئے۔ انسانیت کے ناتے پوری دُنیا نے چین کو امداد کی پیش کش کی لیکن ماؤزے تنگ نے اس امداد کو ٹھکرا دیا۔ انہوں نے امداد قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ ان کا کہنا تھا۔ ”قدرت نے یہ آفت صرف چین پر اُتاری ہے۔ لہٰذا اسے چین ہی برداشت کرے گا۔“ اس دور میں کسی نے ماؤزے تنگ کو مشورہ دیا، زلزلے کے باعث تانگ شان کی زمین کمزور ہو چکی ہے لہٰذا انہیں اسی جگہ دوبارہ شہر آباد نہیں کرنا چاہیے۔ ماؤزے تنگ نے یہ مشورہ ماننے سے انکار کر دیا۔ انہوں نے کہا۔ ”ہم ٹھیک اسی جگہ ایک ایسا تانگ شان آباد کریں گے جو پچھلے شہر سے زیادہ خوب صورت اور مضبوط ہو گا۔“ اس اعلان کے چند دن بعد ماؤزے تنگ انتقال کر گئے اور ان کی جگہ ہاؤ گوفنگ کو چین کی کمیونسٹ پارٹی کا چیئرمین بنا دیا گیا۔ ہاؤ گوفنگ سیدھے تانگ شان گئے اور انہوں نے ملبے پر کھڑے ہو کر لوگوں کے سامنے اعلان کیا۔ ”ماؤ کے بیٹے اپنے باپ کے قول کا پاس کریں گے۔“ ماؤ کے بیٹوں نے واقعی اپنے باپ کے قول کا پاس کیا اور آج تانگ شان کا شمار چین کے چند بڑے شہروں میں ہوتا ہے۔ اس میں بے شمار اونچی اونچی عمارتیں، فلیٹس، فیکٹریاں اور کاروباری مراکز ہیں۔ آج دُنیا اس شہر کو چین کا بہادر شہر (Brave City of China) کہتی ہے۔

تانگ شان کے زندہ بچ جانے والے شہریوں نے دل و جان سے تعمیر نو میں حصہ لیا اور ٹھیک ایک سال بعد تانگ شان اپنے پورے آب و تاب کے ساتھ زمین پر تعمیر کھڑا تھا۔ آج جو شخص بھی تانگ شان جاتا ہے وہ شہر کی خوب صورتی اور پائیداری کو دیکھ کر حیران رہ جاتا ہے اور وہ یہ یقین کرنے پر تیار ہی نہیں ہوتا یہ شہر کبھی موت اور نعشوں کا قبرستان تھا۔

پیارے بچو! ہمیں اپنے ہر دل عزیز ہمسایہ ملک چین کی بلند ہمتی اور ملک سے سچی لگن کا اندازہ ہوتا ہے کہ انہوں نے کس طرح مل جل کر قدرتی آفت کا مقابلہ کیا اور اسی شہر کو تھوڑے عرصے میں دوبارہ آباد کر دیا۔ اللہ نہ کرے کہ ہمیں کبھی ایسی آفت سے دوچار ہونا پڑے لیکن مثال ہمارے سامنے ہے کہ مصیبت میں گھبرانا نہیں چاہیے بلکہ انفرادی اور اجتماعی طور پر مشکلات کا مقابلہ کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے حفظ و امان میں رکھے اور وطن کی بہتری اور ترقی کے لیے خلوصِ دل سے کام کرنے کی توفیق دے۔ آمین!

لیجیے، اس ماہ کا رسالہ پڑھیے اور اپنی تنقید و تجاویز سے آگاہ کریں۔ آپ خوش رہیں، شاد رہیں اور آباد رہیں۔

فی امان اللہ! (ایڈیٹر)

اس شمارے میں

اداریہ	مدیر	1
حمد و نعت	ریاض حسین قمر	2
درسِ قرآن و حدیث	محمد طیب الیاس	3
تھک	ناصر محمود فرہاد	4
جادوگر کا بھائی	جاوید اقبال	7
پیارے اللہ کے......	راشد علی نواب شاہی	9
طوطی کا چوہا	محمد فاروق دانش	11
دماغ لڑاؤ	ذہین قارئین	16
حضرت موسیٰ اور کوہِ		17
کھیل 10 منٹ کا		18
احساس	علی اکمل تصور	19
لعل ماسٹر محمد حنیف	عبدالوحید مزاج	22
مختصر مختصر	ننھے لکھاری	23
میری زندگی کے مقاصد	پُرعزم قارئین	25
سبق	ماہ نور نعیم	26
سویرا (نظم)	مبارک علی منشبدی	28
بچوں کا انسائیکلوپیڈیا	ڈاکٹر طارق ریاض	29
بوجھو تو جانیں		31
ضرب المثل کہانی		32
پاکستان کے پہلے وزیر اعظم	غلام حسین میمن	33
میری ڈائری سے	پسندیدہ اشعار	35
کھوج لگایئے	ننھے کھوجی	36
مار خور	محمد حسنات حمید	37
آیئے مسکرایئے		39
جیتا وہی جو دوسروں	عبدالمجید عابد	40
ہم سردی لگنے سے		42
روٹی	احمد عدنان طارق	43
آپ بھی لکھیے	ننھے ادیب	47
زیر زمین خفیہ خزانہ	اے حمید	51
ایڈیٹر کی ڈاک		55
سیٹھ بریانی والا	اشفاق احمد خاں	57
ذائقہ کارنر		61
کیرم اور لڈو	رانا محمد شاہد	62
بلا عنوان		64

اور بہت سے دل چسپ تراشے اور سلسلے

سرورق: سویرا

ایڈیٹر، پبلشر: ظہیر سلام

اسسٹنٹ ایڈیٹر: عابدہ اصغر

سرکولیشن اسسٹنٹ: محمد بشیر راہی

خط و کتابت کا پتا

ماہنامہ تعلیم و تربیت 32۔ ایمپریس روڈ، لاہور۔

UAN: 042-111 62 62 62 Fax: 042-36278816

E-mail: tot.tarbiatfs@gmail.com

tot tarbiatfs@live com

پرنٹر: ظہیر سلام

مطبوعہ: فیروز سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ، لاہور۔

سرکولیشن اور اکاؤنٹس: 60 شاہراہِ قائداعظم، لاہور۔

سالانہ خریدار بننے کے لیے سال بھر کے شماروں کی قیمت پیشگی بنک ڈرافٹ یا منی آرڈر کی صورت میں سرکولیشن منیجر: ماہنامہ ”تعلیم و تربیت“ 32۔ ایمپریس روڈ، لاہور کے پتے پر ارسال فرمائیں۔

فون: 36361309-36361310 فیکس: 36278816

پاکستان میں (بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک) = 1000 روپے۔

مشرقِ وسطیٰ (ہوائی ڈاک سے) = 2400 روپے۔

ایشیا، افریقا، یورپ (ہوائی ڈاک سے) = 2400 روپے۔

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا، مشرقِ بعید (ہوائی ڈاک سے) = 2800 روپے۔

قیمت فی پرچہ 35 روپے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

حمد باری تعالیٰ

تو ہے مخلوق کا مسجود یا رب
ہے جن و انس کا معبود یا رب
بظاہر جس جگہ کچھ بھی نہیں ہے
تو ہے لیکن وہاں موجود یا رب
تمہاری ذات لا محدود کتنی
ہماری سوچ ہے محدود یا رب
جو قومیں تیری نا فرمان ٹھہریں
ہوئی وہ نیست و نابود یا رب
نہ مانا حکم اک ابلیس نے جب
وہ ٹھہرایا گیا مردود یا رب
چلے جس پر ترے مقبول بندے
نہ ہو ہم پر وہ راہ مسدود یا رب
لبوں پر ہر گھڑی ہو ذکر تیرا
قمر کا ہے یہی مقصود یا رب

نعت رسولِ مقبول ﷺ

مدینے کی ایسی فضا اللہ اللہ
برستا ہے نورِ خدا اللہ اللہ
یقیناً ہے وہ بادشاہوں سے بڑھ کر
جو ہے انؐ کے در کا گدا اللہ اللہ
یہ اعجاز ہے روضۂ مصطفیٰؐ کا
سنی جائے واں ہر دعا اللہ اللہ
ہیں پہلو میں سوئے ہوئے یار دونوں
بلند ان کا ہے مرتبہ اللہ اللہ
یہ ہے بات پکی وہاں احتراماً
خراماں چلے ہے صبا اللہ اللہ
کر اپنے غلاموں پر نظر عنایت
وہ کرتے ہیں صبح و مسا اللہ اللہ
قمر خوش نصیبوں میں ہے نام تیرا
تو کرتا ہے انؐ کی ثنا اللہ اللہ

ریاض حسین قمر

مسجود: جس کو سجدہ کیا جائے، یعنی اللہ تعالیٰ
معبود: جس کی عبادت کی جائے
مسدود: بند کیا گیا

گدا: سوالی
اعجاز: معجزہ
خراماں: آہستہ آہستہ

صبح و مسا: صبح و شام
ثنا: تعریف

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

پیارے بچو! اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں سورۂ نساء آیت 36 کے اندر پڑوسیوں کی تین قسمیں بیان فرمائی ہیں:

(1) اَلْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی: یعنی وہ پڑوسی جو بالکل قریب ہو، سب سے اہم حق اس پڑوسی کا ہے۔ (2) اَلْجَارِ الْجُنُبِ: یعنی وہ پڑوسی جس کے گھر سے گھر تو ملا ہوا نہیں ہے لیکن وہ قریب ہی ہے، اسی محلے اور گلی میں دو چار گھر چھوڑ کر رہتا ہے۔ (3) اَلصَّاحِبُ بِالْجَنْبِ: جو عارضی طور پر پڑوسی بن جائے، مثلاً سفر کے دوران ساتھ بیٹھا ہوا یا کھڑا ہوا، یا کسی مجلس میں ساتھ بیٹھا ہوا یا کسی قطار میں ساتھ کھڑا ہوا، یا کلاس میں ساتھ بیٹھنے والا۔

ایک حدیث میں پڑوسیوں کی تین اقسام کو دوسرے انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پڑوسیوں کی تین قسمیں ہیں: پڑوسیوں کی ایک قسم وہ ہے جس کے تین حق ہیں، ایک قسم وہ ہے جس کے دو حق ہیں اور ایک قسم وہ ہے جس کا صرف ایک حق ہے۔ (1) تین حق والا پڑوسی: وہ رشتہ دار مسلمان پڑوسی ہے، جس کو پڑوس، اسلام اور رشتہ دار ہونا، یہ تین حق حاصل ہیں۔ (2) دو حق والا پڑوسی: وہ مسلمان پڑوسی ہے، جس کو پڑوس اور اسلام، یہ دو حق حاصل ہیں۔ (3) ایک حق والا پڑوسی: وہ غیر مسلم پڑوسی ہے، جس کو صرف پڑوس کا حق حاصل ہے۔

(شعب الایمان، اکرام الجار 9113)

قرآن و حدیث میں پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کی بے حد تاکید فرمائی گئی ہے۔ ☆ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''پڑوسیوں میں سب سے بہتر پڑوسی اللہ کے نزدیک وہ ہے جو اپنے پڑوسیوں کے لیے سب سے بہتر ہو۔'' (ترمذی، ابواب البر والصلۃ 1944) ☆ حضرت ابو شریح عدوی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرے کان (آپ ﷺ کی آواز) سن رہے تھے اور میری آنکھیں (آپ ﷺ کو) دیکھ رہی تھیں جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ ''جو شخص اللہ پر اور قیامت کے دن پر یقین رکھتا ہو اس کو چاہیے کہ اپنے پڑوسی کے ساتھ اچھے طریقے سے پیش آئے۔'' الحدیث (مسلم، کتاب اللقطۃ 1352/3) ☆ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''جبرئیل علیہ السلام پڑوسی کے حقوق کے بارے میں مجھے برابر تاکید کرتے رہے، یہاں تک کہ میں خیال کرنے لگا کہ یہ اس کو وارث قرار دے دیں گے۔'' (بخاری، کتاب الادب: 6014۔ مسلم، کتاب البر والصلۃ 2624) یعنی جب ایک پڑوسی مر جائے تو اس کے باقی ماندہ مال میں جس طرح اس کے عزیز و اقارب شریک ہیں اس کے ساتھ پڑوسی کا حصہ بھی مقرر ہو جائے۔

احادیث مبارکہ میں پڑوسی کے جن حقوق کی نشان دہی کی گئی ہے، اس میں سے چند حقوق درج ذیل ہیں: (1) اگر پڑوسی تم سے مدد چاہے تو اپنی ہمت اور طاقت کے مطابق اس کی مدد کرو۔ (2) اگر کبھی پڑوسی قرض مانگے تو اسے قرض دے دو۔ اگر وہ بالکل عاجز اور لاچار ہے تو قرض دینا لازم ہے، ورنہ مستحب ہے۔ (3) اگر پڑوسی بیمار ہو جائے تو اس کی بیمار پرسی کرو، اس طرح کہ اس کو مزاج پرسی کرنے سے راحت حاصل ہو، تکلیف نہ ہو۔ (4) اگر پڑوسی کے ہاں کوئی خوشی ہو تو اس کی خوشی میں شریک ہو۔ یہ شرکت صرف رسم نبھانے کے لیے نہ ہو بلکہ اتباعِ سنت، ثواب اور نیکی کے جذبے سے سرشار ہو کر ہو۔ (5) اگر پڑوسی کو کوئی تکلیف پہنچے تو اس سے تسلی اور ہمدردی کے ایسے بول بولو جس سے اس کے دل کو ٹھنڈک کا احساس ہو۔ (6) اگر پڑوسی کا انتقال ہو جائے تو اس کے جنازے میں شرکت کرو، اس سے ثواب بھی ملتا ہے اور غم خواری بھی ہوتی ہے۔ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ''وہ شخص جنت میں نہ جا سکے گا جس کی شرارتوں سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو۔'' (مسلم، کتاب الایمان: 46) پیارے بچو! پڑوسیوں کو ہرگز تکلیف نہ دیجیے اور ان کے حقوق کا ہمیشہ خیال رکھیے۔ ☆☆

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

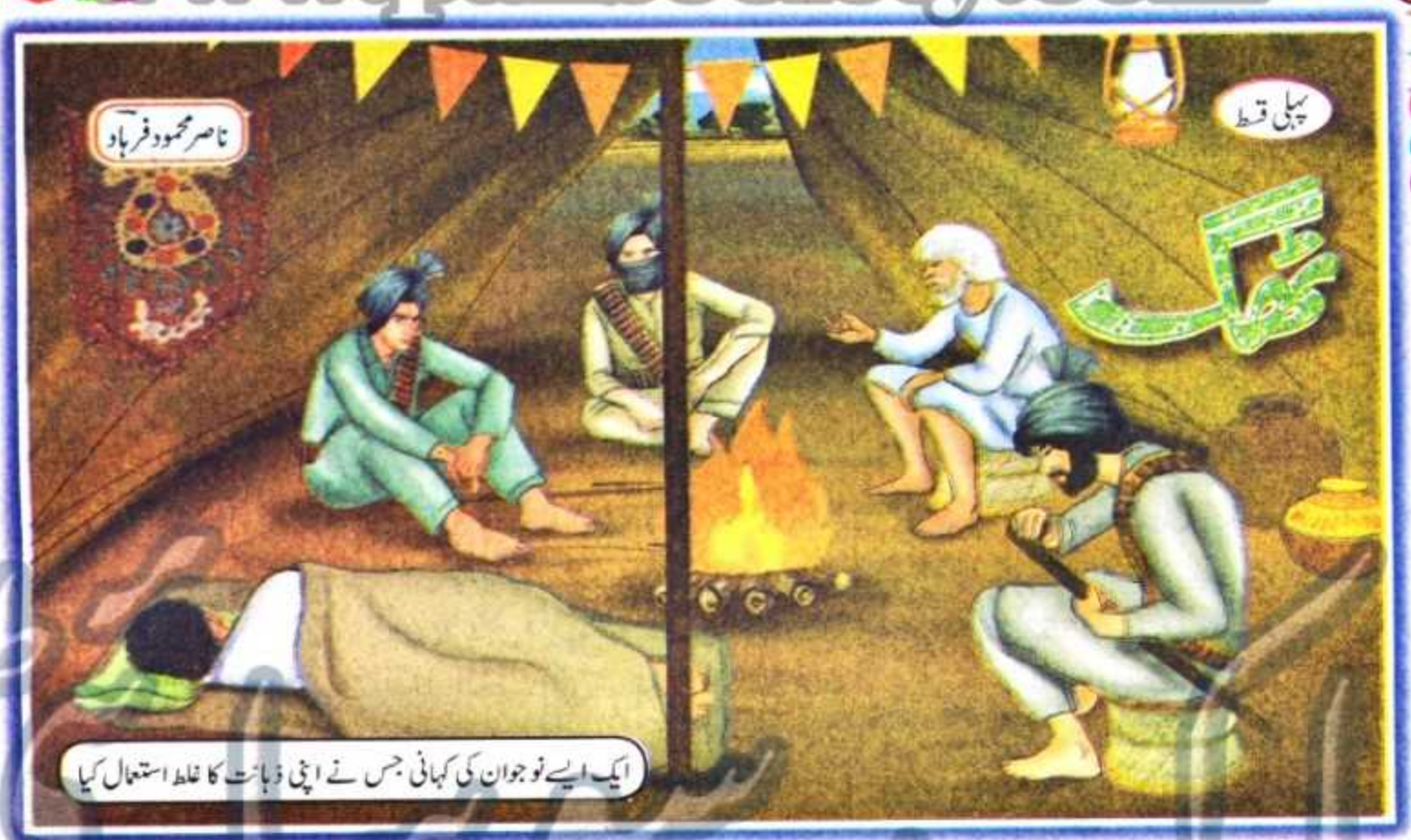

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک غریب بوڑھا آدمی کسی گاؤں کے باہر جھونپڑی میں اپنے اکلوتے بیٹے کے ساتھ رہا کرتا تھا۔ بوڑھا کھیتوں میں محنت مزدوری کر کے اپنا اور اپنے بیٹے کا پیٹ پالتا تھا۔ بوڑھے کے پاس کوئی جمع پونجی تھی نہ کھیت زمین، اس لیے جب اس کا بیٹا جوان ہوا تو باپ نے اسے مکمل اجازت دی کہ وہ جیسے چاہے اپنا روزگار کمائے اور جو مرضی چاہے پیشہ اختیار کرے۔ باپ کی یہ بات سن کر نوجوان بیٹے نے کچھ سوچا اور پھر اس نے اپنے باپ سے کہا۔ ''ابا جان! اگر آپ یہی چاہتے ہیں تو پھر مجھے اجازت دیں کہ میں اس گاؤں سے باہر جا کر کوئی کام کروں اور دولت کما کر واپس آؤں۔''

''بیٹا! تم جہاں چاہے جاؤ اور جو مرضی پیشہ اختیار کرو اور اپنے لیے دولت کماؤ، مجھے کوئی اعتراض نہیں۔'' بوڑھے باپ کی یہ بات سن کر نوجوان نے سفر کی تیاری شروع کر دی۔ تیاری کیا کرنا تھی، اس کے پاس تھا ہی کیا، بس نہایا دھویا اور باپ کو الوداع کہہ کر گھر سے نکل آیا اور جدھر کو منہ اُٹھا، ادھر چل پڑا۔

چلتے چلتے وہ ایک گھنے جنگل میں پہنچ گیا جہاں آگے بڑھنے کے لیے راستہ تلاش کرنا مشکل کام تھا۔ شام ڈھل رہی تھی اور وہ تھک بھی بہت چکا تھا۔ بھوک اور نیند کے باعث اس کا بُرا حال تھا۔ بھوک کا حل تو اس نے یہ نکالا کہ جنگلی پھل کھائے اور چشمے سے پانی پی کر گزارہ کر لیا مگر رات وہ اس خوف ناک جنگل میں گزارنے کو تیار نہ تھا۔ کبھی کبھی دُور کہیں جب کسی جنگلی درندے کی خوف ناک آواز سنائی دیتی تو اس کا دل اُچھل کر حلق میں آجاتا۔ وہ کسی انسانی آبادی کی تلاش میں تھا جہاں وہ کسی کے گھر رات گزار سکے۔ تھکاوٹ کے باعث اس کے لیے چلنا بھی دشوار تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ تھک کر کہیں گر جاتا اس کو دُور ایک روشنی ٹمٹماتی دکھائی دی۔ روشنی دیکھتے ہی اس کے قدموں کی رفتار تیز ہوگئی اور وہ قسمت آزمانے اسی طرف چل دیا۔ تھوڑی دیر بعد جب وہ روشنی کے قریب پہنچا تو اس نے دیکھا کہ جنگل کے بیچوں بیچ ایک بہت خوب صورت گھر بنا ہوا تھا اور اس کے اندر آگ جل رہی تھی۔ مکان کا دروازہ کھلا ہوا تھا، نوجوان بے دھڑک اندر چلا گیا۔ اندر ایک بوڑھا آدمی بیٹھا آگ تاپ رہا تھا۔ نوجوان نے اسے سلام کیا تو بوڑھے نے بھی خوش اخلاقی سے سلام کا جواب دیا۔

''اے بزرگ! کیا میں اس گھر میں ایک رات آرام کر سکتا ہوں۔ چلتے چلتے بہت تھک گیا ہوں۔'' نوجوان نے پوچھا۔

''نہیں، ایسا ممکن نہیں ہے۔ جن لوگوں کا یہ گھر ہے، وہ تھوڑی دیر میں واپس آجائیں گے۔ اگر انہوں نے تمہیں یہاں دیکھ لیا تو

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

تمہیں اور مجھے دونوں کو جان سے مار ڈالیں گے۔'' بوڑھے نے خوف زدہ لہجے میں کہا۔

''یہ کیسے لوگ یہاں رہتے ہیں جو اتنے ظالم ہیں۔'' نوجوان نے حیرت سے پوچھا۔

''وہ ڈاکو اور ٹھگ ہیں۔'' بوڑھے نے کانپتے ہوئے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے وہ جو کوئی بھی ہوں، مجھے اس سے کیا..... مجھے تو نیند آ رہی ہے اور میں اس ٹھنڈے موسم میں رات باہر کھلے آسمان تلے نہیں گزار سکتا۔'' نوجوان نے لاپرواہ انداز میں اس کو جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی وہ آگ کے پاس بیٹھ گیا۔ اس کا یہ انداز دیکھ کر بوڑھا مجبوراً بولا۔

''نوجوان! تم اپنی ذمہ داری پر رات یہاں ٹھہر سکتے ہو۔''

نوجوان وہیں ایک طرف آگ کے قریب لیٹ گیا اور قریب پڑی ایک چادر اوڑھ لی۔ ابھی وہ گہری نیند میں نہیں سویا تھا کہ گھر کے مالک ڈاکو واپس آ گئے اور ایک اجنبی نوجوان کو وہاں سوتے دیکھ کر وہ آگ بگولہ ہو گئے۔

''میں نے تو اس کو بہت روکا مگر یہ ضدی نوجوان مانتا ہی نہیں، زبردستی یہاں لیٹ گیا۔'' بوڑھے نے ڈاکوؤں کا غصہ دیکھ کر وضاحت کی۔

''کیا اس کے پاس کوئی سامان یا کوئی رقم بھی ہے؟'' ڈاکوؤں کے سردار نے بوڑھے سے پوچھا۔

''اس کے پاس تو میں نے کچھ بھی نہیں دیکھا، خالی ہاتھ یہاں آیا ہے۔ شکل ہی سے کنگلا لگتا ہے۔'' بوڑھا بولا۔

اب سارے ڈاکو سر جوڑ کر آپس میں مشورہ کرنے لگے کہ اس نوجوان کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔

''یہ ہمارا گھر دیکھ چکا ہے واپس جا کر کسی کو بتا نہ دے، لہٰذا اس کو مار دیا جائے۔'' ایک ڈاکو نے تجویز پیش کی۔

وہ ابھی یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ نوجوان کی آنکھ کھل گئی، وہ چپ چاپ لیٹا ان کی باتیں سنتا رہا، پھر ایک دم اُٹھ کر بولا۔

''ارے بھائی لوگو! مجھے مارنے کی کیا ضرورت ہے۔ نہ میرا کوئی گھر ہے نہ رشتے دار، نہ میرے پاس کوئی رقم ہے۔ تم ایسا کیوں نہیں کرتے کہ مجھے اپنے پاس ملازم رکھ لو، میں یہیں تمہارے پاس رہ جاتا ہوں۔''

ڈاکو اس کی بے باکی دیکھ کر اور بات سن کر حیران رہ گئے۔ ڈاکوؤں کا سردار فوراً بولا۔

''تم جانتے ہو ہم لوگوں کو لوٹتے اور ٹھگتے ہیں۔ کیا تم یہ کام کر سکتے ہو؟ گھر کی دیکھ بھال کے لیے تو یہ بوڑھا پہلے سے ہی موجود ہے۔''

''میں پیسہ کمانے کے لیے کچھ بھی کروں گا۔'' نوجوان مسکرا کر بولا۔

''کیا تم لوگوں کو ٹھگنا جانتے ہو؟'' ایک ڈاکو نے پوچھا۔

''اگر تم مجھے اپنے ساتھ رکھو گے تو جلد سیکھ جاؤں گا۔'' نوجوان نے جواب دیا۔

اس کی یہ بات سن کر سب ڈاکو کمرے کے ایک کونے میں جا کر کچھ مشورہ کرنے لگے، پھر ان کا سردار اس نوجوان کے قریب آیا اور دھیمے لہجے میں بولا۔

''تو پھر سنو! یہاں سے قریب ہی ایک گاؤں میں ایک کسان رہتا ہے جس کے پاس تین خوب صورت، تنومند اور خوب پلے ہوئے بیل ہیں۔ ہماری اطلاع کے مطابق وہ کل صبح ان میں سے ایک بیل کو فروخت کرنے کے لیے قصبے کے بازار میں لے کر جائے گا۔ اگر تم راستے میں ہی وہ بیل اس کسان سے اس طرح ہتھیا لو کہ کسان کو علم بھی نہ ہو اور اسے کوئی نقصان بھی نہ پہنچے تو پھر ہم تمہیں اپنے ساتھ رکھ لیں گے۔''

نوجوان نے تھوڑی دیر ان کی باتوں پر غور کیا، پھر ایک ڈاکو کے پاؤں میں موجود خوب صورت جوتے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا۔

''اگر تم اپنا یہ جوتا مجھے ادھار دے دو تو میں بیل تمہیں لا کر دے سکتا ہوں۔''

ڈاکوؤں نے حیرانی سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور پھر راضی ہو گئے۔ دوسری صبح وہ ڈاکو نوجوان کو ساتھ لے کر اس راستے پر پہنچے جہاں سے اس کسان نے اپنا بیل لے کر گزرنا تھا۔ نوجوان نے ڈاکوؤں کو جھاڑیوں میں چھپنے کی ہدایت کی اور خود اس نے ڈاکو کے خوب صورت جوتے کا ایک پاؤں سڑک پر کسان کے راستے میں ڈال دیا اور خود بھی جھاڑیوں میں چھپ کر کسان کا انتظار کرنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد جب وہ کسان اپنے بیل کو ہانکتا ہوا وہاں پہنچا تو اس نے دیکھا کہ سڑک پر ایک خوب صورت جوتا پڑا ہوا ہے۔ جوتا دیکھتے ہی اس کی رال ٹپک پڑی

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

اور وہ اپنے آپ سے کہنے لگا۔

''ارے یہ جوتا تو بہت خوب صورت اور نیا معلوم ہوتا ہے، اگر میں اسے اُٹھا کر گھر لے جاؤں تو میری بیوی بہت خوش ہوگی۔''

کسان کی بیوی بہت غصے والی اور جھگڑالو تھی۔ آج صبح بھی اس نے کسان کے ساتھ خوب جھگڑا کیا تھا بلکہ اس کے کان پر ایک گھونسا بھی جڑ دیا تھا جس کی وجہ سے کسان کو ابھی تک درد محسوس ہو رہا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ یہ جوتا اپنی بیوی کو تحفہ دے کر اس کا غصہ ٹھنڈا کر دے مگر پھر اچانک اس کو خیال آیا کہ یہ تو جوتے کا ایک ہی پاؤں ہے، جب تک دوسرا پاؤں نہ ملے، یہ بے کار ہے۔ اس نے اِدھر اُدھر نگاہ دوڑائی مگر جب جوتے کا دوسرا پاؤں کہیں نظر نہ آیا تو اس نے جوتا وہیں چھوڑا اور بیل کو لے کر آگے بڑھ گیا۔

اس کے آگے بڑھتے ہی نوجوان نے اپنے منصوبے کے مطابق جوتے کا وہ پاؤں اُٹھایا اور جھاڑیوں کے اندر اندر چھپتا چھپاتا اور بھاگتا اس کسان سے آگے نکل گیا۔ تھوڑا آگے جا کر اس نے اب جوتے کا دوسرا پاؤں سڑک پر ڈال دیا اور خود دوبارہ جھاڑیوں میں دبک کر بیٹھ گیا۔ جب کسان بیل کو لے کر وہاں پہنچا تو اس نے دیکھا کہ سامنے سڑک پر اسی طرح کے جوتے کا دوسرا پاؤں پڑا ہوا ہے جسے وہ بے کار سمجھ کر پیچھے چھوڑ آیا ہے۔ اسے اپنے اوپر سخت غصہ آیا کہ اس نے جوتے کا پہلا پاؤں وہاں سے کیوں نہیں اُٹھایا، اگر اُٹھا لیا ہوتا تو جوتے کا جوڑا پورا ہو جاتا۔ اب اسے واپس جا کر جوتے کا پہلا پاؤں اُٹھانا پڑے گا مگر بیل تو بہت آہستہ آہستہ چلتا ہے۔ اسے ساتھ لے کر واپس جانا بہت مشکل کام ہے کوئی اور اتنی دیر میں وہ جوتا وہاں سے اُٹھا ہی نہ لے۔ یہ سوچ کر کسان نے بیل کو ایک درخت کے تنے کے ساتھ باندھا اور خود پیچھے کی طرف بھاگا کہ کسی اور کے اُٹھانے سے پہلے ہی جوتے کا پہلا پاؤں خود اُٹھا لے تاکہ جوڑا پورا ہو جائے اور گھر جا کر اپنی بیوی کو تحفہ دے سکے۔

کسان بھاگتا ہوا پہلی والی جگہ پہنچا مگر اب وہاں کچھ بھی نہ تھا۔ پہلا پاؤں تو نوجوان اُٹھا کر وہاں سے لے گیا تھا۔ کسان کافی دیر تک اِدھر اُدھر جوتا تلاش کرتا رہا، اس دوران نوجوان نے درخت کے تنے سے بندھے اس کے بیل کو کھولا اور وہاں سے غائب ہو گیا۔ کسان مایوس ہو کر واپس اس جگہ آیا جہاں اس نے بیل باندھا تھا تو اپنا سر پیٹ کر رہ گیا کیوں کہ اب وہاں بیل تھا، نہ ہی جوتے کا دوسرا پاؤں۔ اسے سمجھ آگئی کہ وہ اپنے لالچ کے ہاتھوں لٹ گیا ہے۔ اب اسے خوف پیدا ہوا کہ اس کی جھگڑالو بیوی اس طرح بیل کے چوری ہو جانے پر اس کی جان کو آجائے گی، لہٰذا اس نے سوچا میں چپکے سے گھر واپس جاتا ہوں اور وہاں سے دوسرا بیل کھول لاتا ہوں اور اسے بازار میں فروخت کر کے اس کی رقم اپنی بیوی کو دے دوں گا۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ گھر واپس گیا، دوسرا بیل چپکے سے کھولا اور دوبارہ بازار کی طرف چل پڑا۔ (باقی آئندہ)

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

جادوگر کا بھائی

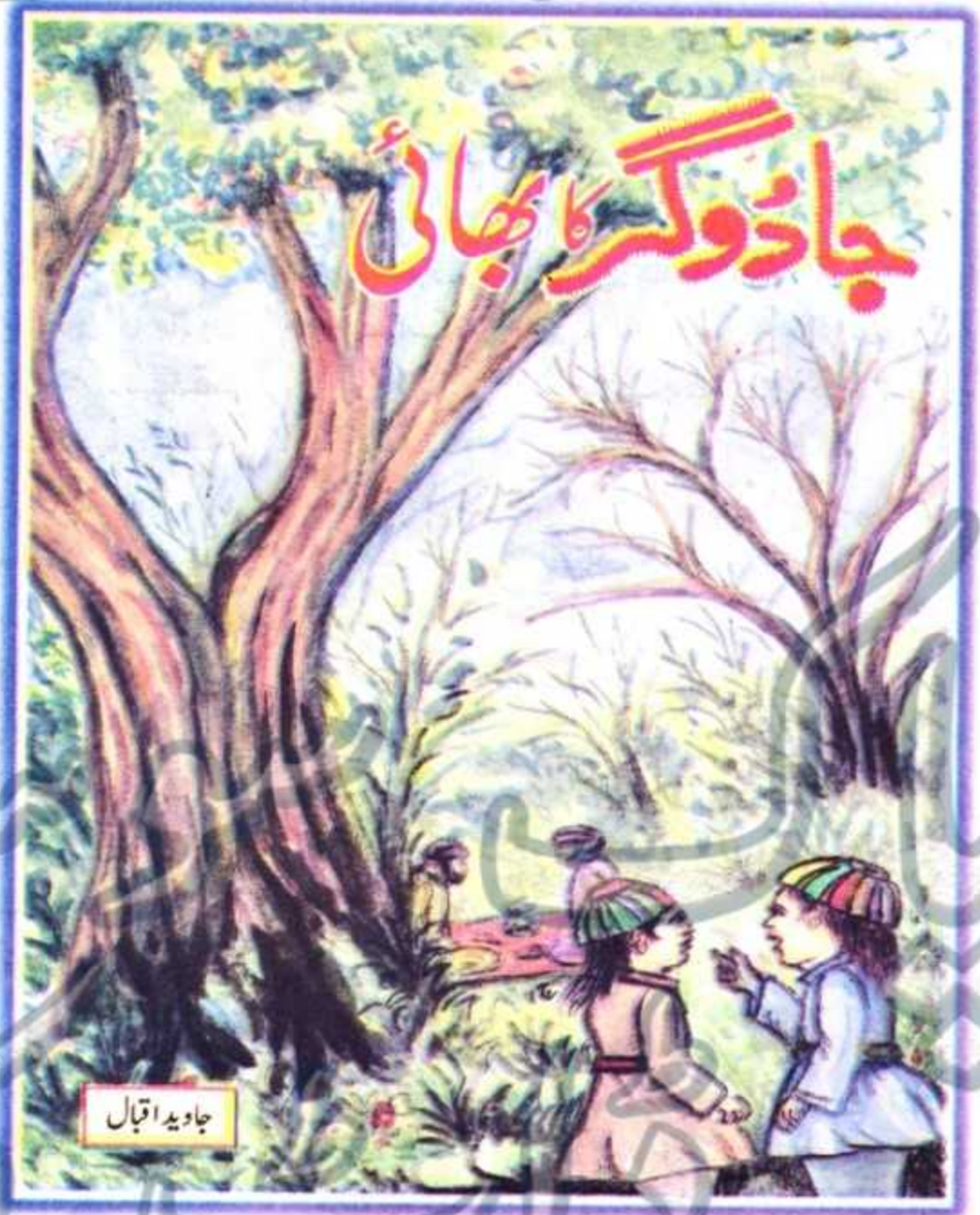

جادوگر بطروس کو اپنے بھائی جالینوس جادوگر سے ملے بہت دن ہو گئے تھے۔ آخر جب اس کا دل اپنے بھائی سے ملنے کو بہت ہی بے قرار ہو گیا تو اس نے کھانے کی کچھ چیزیں ایک پوٹلی میں باندھیں۔ بھائی کے لیے مکئی سے بنے کیک، مکھن، شہد کی ایک بوتل اور کچھ سونے چاندی کے سکے بھی ایک تھیلی میں باندھ لیے۔ اس کے بھائی کا گھر ایک پہاڑ کے دامن میں تھا۔ راستے میں کئی ندی نالے بھی آتے تھے، اس لیے وہ وقت پر بھائی کے گھر پہنچنے کے لیے صبح ہی گھر سے نکل پڑا۔

جنگل کی پگڈنڈیوں پہ چلتا، ندی نالے عبور کرتا، وہ ایک ایسی جگہ پہنچ گیا جہاں گھنے درختوں کے درمیان ایک ندی بہہ رہی تھی۔ بطروس نے سوچا کیوں نہ ان درختوں کی چھاؤں میں کچھ دیر آرام کر لوں۔ ندی کے صاف شفاف پانی سے پیاس بھی بجھ جائے گی۔ اس نے نرم نرم گھاس پہ کپڑا بچھایا، پوٹلی سے پراٹھے مکھن نکالا اور ابھی کھانے کے لیے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ اچانک جھاڑیوں کے پیچھے سے دو جوان نکل کر سامنے آ گئے۔ انہوں نے اپنے چہرے کپڑے سے چھپائے ہوئے تھے۔

''جو کچھ بھی تمہارے پاس ہے، ہمارے حوالے کر دو۔'' ان میں سے ایک نے کڑک کر کہا۔

بطروس جادوگر گھبرا کر اُٹھ کھڑا ہوا اور بولا۔ ''بھائی میں مسافر ہوں، مجھے مت لوٹو۔''

''زیادہ بات کی تو مال کے ساتھ جان بھی جائے گی۔'' دوسرے چور نے کہا اور بطروس کی گردن پر زور دار مکا رسید کیا۔ جادوگر بطروس ایک کمزور سے جسم کا چھوٹا سا بونا تھا، اس کاری ضرب کی تاب نہ لا کر منہ کے بل زمین پر جا گرا۔ خون کی پتلی سی دھار اس کے منہ سے بہہ نکلی۔ اس نے خاموشی سے سب کچھ چوروں کے حوالے کر دیا۔ دونوں چور سامان لوٹ کر جنگل میں غائب ہو گئے۔

جادوگر بطروس خون تھوکتا بھائی کے گھر پہنچا۔ جالینوس جادوگر اپنے بھائی کا پھٹا ہونٹ دیکھ کر ٹھٹک کر رہ گیا۔

''ارے، یہ کیا ہوا..... کیا کسی سے لڑ کر آئے ہو؟'' اس نے پوچھا۔

''میری یہ حالت چوروں نے بنائی ہے۔ وہ سب کچھ لوٹ کر لے گئے ہیں۔'' بطروس نے کہا۔

''اور تم ان کا منہ دیکھتے رہے۔ جادو منتر سب بھول گئے کیا؟'' بطروس بولا۔ ''جادو منتر تو سب یاد ہیں مگر کتنے افسوس کی بات ہے کہ اتنے بڑے جادوگر کا علاقہ ہو اور چور ڈاکو دندناتے پھریں۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

جالینوس کا سر جھک گیا۔ وہ بولا۔ ''بھائی کہہ تو تم ٹھیک رہے ہو، اگر ہم اپنے علاقے سے ہی بُرائی ختم نہ کرسکیں تو ہمارے جادو کا کیا فائدہ؟'' پھر اس کا چہرہ غصے سے تمتمانے لگا۔ جالینوس بولا۔ ''میں ان مجرموں کو ایسی سزا دوں گا کہ زندگی بھر یاد رکھیں گے، آؤ میرے ساتھ۔'' اس نے اپنے بھائی کا ہاتھ تھاما، کوئی منتر پڑھا، دوسرے ہی لمحے وہ دونوں جنگل میں کھڑے تھے۔ سامنے ہی گھنی جھاڑیوں کی اوٹ میں دونوں بیٹھے چوری کا لوٹا ہوا مال تقسیم کر رہے تھے۔ جادوگر جالینوس نے پھر منتر پڑھا اور نظروں سے غائب ہوگیا۔ پھر وہ چلتا ہوا چوروں کے پاس پہنچ گیا۔ چور مال کی تقسیم میں مگن تھے۔ جالینوس نے سکوں کی تھیلی اُٹھا کر ایک چور کی جیب میں ڈال دی۔ تھوڑی دیر بعد دوسرے چور کو تھیلی کا خیال آ گیا۔ ''ارے، تھیلی کہاں گئی؟'' اس نے چونک کر کہا۔ پھر وہ دونوں تھیلی ڈھونڈنے لگے۔ اسی وقت ایک چور کی جیب سے چھن کی آواز آئی۔ دوسرے چور نے شک بھری نظروں سے اسے دیکھا، پھر اس کی جیب میں ہاتھ ڈال کر تھیلی نکال لی۔

''ارے، یہ یہاں کیسے پہنچ گئی؟'' چور نے گھبرا کر کہا۔

''خود ہی چل کر آ گئی ہوگی، اس کے پاؤں جو ہیں۔'' دوسرے چور نے طنز کرتے ہوئے کہا۔

''مجھے تو یہ تمہاری حرکت لگتی ہے۔ مجھ پر الزام لگا کر تم اکیلے سارا مال ہضم کرنا چاہتے ہو۔'' تھیلی بھی تم ہی نے میری جیب میں ڈالی ہے۔'' پہلے چور نے غصے سے کہا۔

''چوری بھی اور سینہ زوری بھی۔'' دوسرے چور نے کہا اور پہلے کا گریبان پکڑ لیا۔

جالینوس جادوگر کو اسی لمحے کا انتظار تھا۔ اس نے اُچھل کر ایک چور کے منہ پر مکا مارا۔ چور سمجھا دوسرے چور نے مارا ہے۔ اس نے گریبان چھوڑ کر اس پر مکّوں کی بارش کر دی، پھر تو گھمسان کا رن پڑا۔ دونوں چور ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہو گئے۔ جالینوس بھی اس جنگ میں شریک ہوگیا۔ وہ اُچھل اُچھل کر مکّے برسا رہا تھا۔ کچھ ہی دیر میں دونوں چور نڈھال ہو کر گر پڑے۔

جالینوس نے منتر پڑھا اور اپنی اصلی حالت میں آ گیا۔ اسے اچانک نمودار ہوتے دیکھ کر دونوں چور ڈر گئے۔ ''کون ہو تم؟'' انہوں نے گھبرا کر کہا۔

میں بگڑے ہوؤں کو راہِ راست پر لانے والا خدائی خدمت گار ہوں۔'' جالینوس نے کہا اور ایک منتر پڑھا جس سے دونوں چور رسیّوں میں جکڑے گئے۔

اتنے میں جادوگر بطروس بھی وہاں پہنچ گیا۔ چوروں کا بُرا حال دیکھ کر اسے ان پر رحم آ گیا۔ اس نے کہا۔ ''بھائی انہیں کافی سزا مل گئی ہے، اب انہیں کھول دو۔''

''اگر یہ ایسی غلطی تسلیم کر کے اپنے کیے کی معافی مانگ لیں اور آئندہ ایسے کاموں سے توبہ کر لیں تو انہیں معاف کیا جا سکتا ہے۔'' جالینوس نے کہا۔

''خدا کے لیے ہمیں معاف کر دو، ہم نے بے روزگاری سے تنگ آ کر چوری چکاری کا پیشہ اختیار کیا ہے لیکن اپنے کیے پر شرمندہ ہیں۔'' چوروں نے گڑگڑا کر کہا۔

جادوگر بطروس نے ان کی رسیّاں کھول دیں، پھر سکوں کی تھیلی انہیں دے کر کہا۔ ''جاؤ اور محنت کر کے اپنی روزی کماؤ۔'' انہوں نے سکوں کی تھیلی لے لی اور خوش خوش وہاں سے چلے گئے۔

جالینوس جادوگر نے اپنے بھائی کا ہاتھ پکڑ کر منتر پڑھا اور وہ دونوں بھی اپنے گھر پہنچ گئے۔ ☆☆☆

ظلم کا انجام

ایک بے رحم شخص جسے خدا نے قوت اور اختیار دے رکھا تھا، غریبوں سے وہ لکڑیاں چھین کر جو وہ جلانے کے لیے لاتے تھے، امیروں کے ہاتھ فروخت کر دیا کرتا تھا۔ غریب اس کی زیادتی پر بہت واویلا کرتے تھے لیکن وہ پرواہ نہ کرتا تھا۔

اسے یہ ظلم کرتے دیکھا تو ایک دن اس کے ایک دوست نے اس سے کہا کہ تجھے چاہیے کہ غریبوں اور کمزوروں کے ساتھ یہ ظلم نہ کرے لیکن اس نے اپنے اس دوست کی نصیحت پر کان نہ دھرا، بدستور اپنے دھندے میں لگا رہا۔

کرنا خدا کا کیا ہوا کہ ایک دن اس کے باورچی خانے میں آگ بھڑک اُٹھی اور چشم زدن میں اس کا سارا گھر جل کر راکھ کا ڈھیر بن گیا۔ وہ اپنے جلے ہوئے گھر کے سامنے بیٹھا آہ و بکا کر رہا تھا کہ اتفاق سے اس کا وہی شناسا ادھر سے گزرا جس نے اسے غریبوں کو نہ ستانے کی نصیحت کی تھی۔ اس نے اپنے اس دوست کو دیکھا تو کہنے لگا۔ ''معلوم نہیں میرا گھر کس طرح جل گیا؟'' دوست نے فوراً جواب دیا۔ ''یہ غریبوں کی آہوں کے دھوئیں سے جلا ہے۔ کیا میں نے تجھے منع نہیں کیا تھا کہ غریبوں کو ستا کر ان کی بددعائیں نہ لے۔'' .....☆.....

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

پیارے اللہ کے پیارے نام

راشد علی نواب شاہی

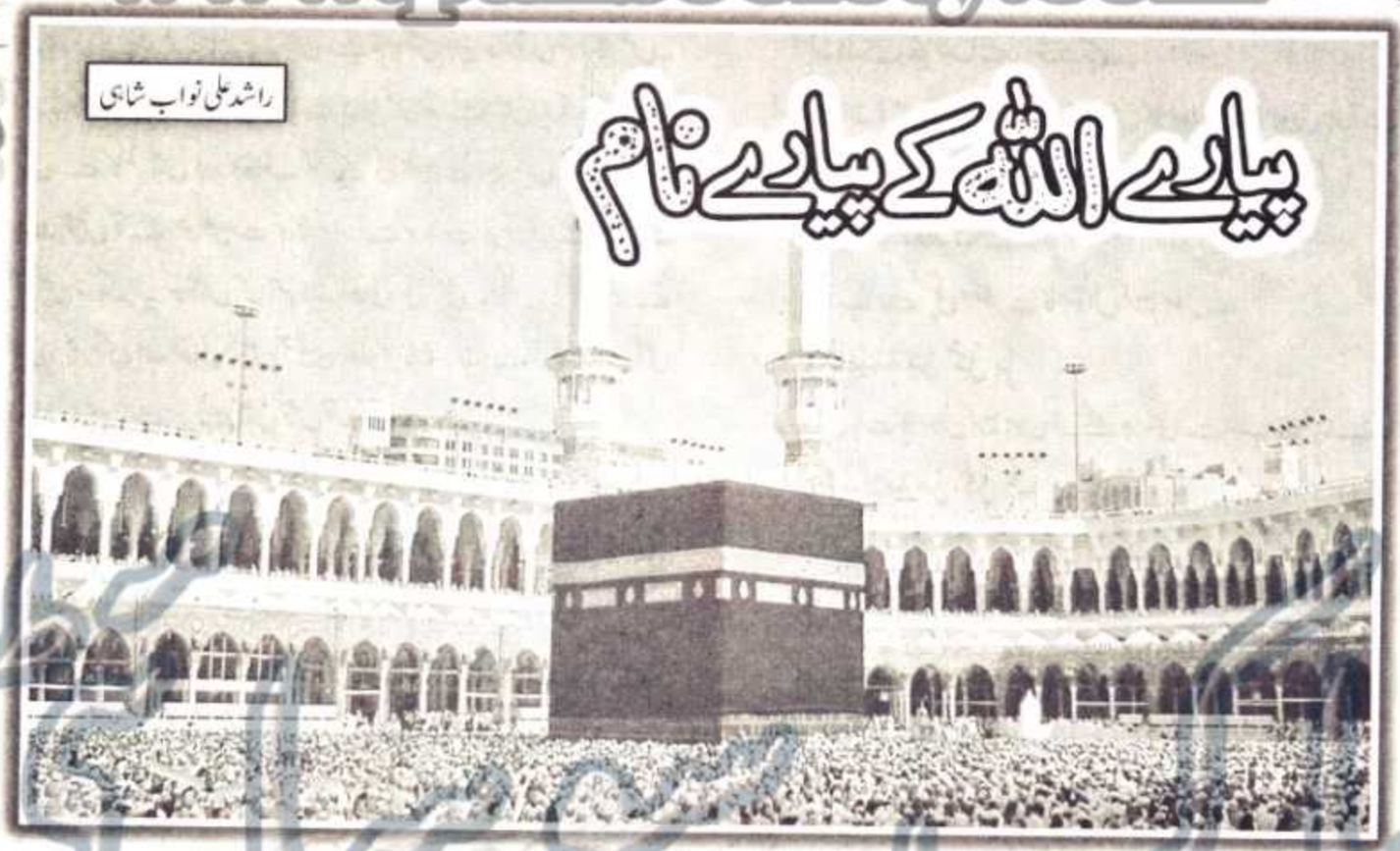

اَلْحَلِیْمُ جَلَّ جَلَالُہٗ

(نہایت بردبار)

اَلْحَلِیْمُ جَلَّ جَلَالُہٗ وہ ہے جو نرمی کرنے والا ہے اور اپنے بندوں کو گناہوں پر عذاب دینے میں تاخیر کرنے والا ہے۔

قرآن کریم میں یہ مبارک نام گیارہ مرتبہ آیا ہے۔

اللہ تعالیٰ بہت بردبار ہیں۔ کچھ لوگ ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کو ہی نہیں مانتے، اس کی نافرمانیاں کرتے ہیں، لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ انہیں پانی، روٹی، صحت اور عافیت کی نعمت دیتے ہیں اور دوسروں کی نظروں سے ان کی برائیاں چھپاتے ہیں اور انہیں دُنیا میں معاف کرتے رہتے ہیں۔

ایک مرتبہ کا ذکر

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ عرب کے قبیلہ عبدالقیس کا ایک وفد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے لیے مدینہ طیبہ آیا۔ وفد میں بہت سارے لوگ تھے۔ یہ لوگ جیسے ہی مدینہ شریف پہنچے تو اپنے اونٹوں، گھوڑوں اور خچروں سے کود کود کر آپؐ کے پاس پہنچ گئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے۔ قبیلہ عبدالقیس کے سردار کا نام ''منذر'' تھا۔ انہوں نے ایسا نہیں کیا جیسا ان کی قوم نے کیا، بلکہ انہوں نے جلدی کرنے کے بجائے سارا سامان ایک جگہ محفوظ کیا۔ چوں کہ یہ قبیلہ لمبا سفر کر کے آیا تھا، اس لیے یہ پہلے نہائے، لباس تبدیل کیا اور بڑے وقار سے آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؐ نے سردار کے اس رویّے کو بہت پسند فرمایا۔ اسی موقع پر آپؐ نے اس سردار سے ارشاد فرمایا:

''تم میں یہ دو اچھی عادتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کو بہت پیاری ہیں۔

۱۔ حلم (بردباری) غصے میں اپنے آپ پر قابو رکھنا۔

۲۔ جلد بازی اور بے صبری نہ کرنا، بلکہ ہر کام اطمینان سے انجام دینا۔''

جلد بازی

ایک حدیث شریف کا مفہوم ہے:

''ہر کام کو اطمینان سے پورا کرنا اچھی عادت ہے اور یہ عادت اللہ تعالیٰ کی توفیق سے نصیب ہوتی ہے، اس کے برعکس جلد بازی ایک بُری عادت ہے اور اس میں شیطان کا دخل ہوتا ہے۔''

ایک بات یہ بھی ذہن میں رکھنے کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نرمی اور

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

بردباری کو پسند فرماتا ہے۔ اس لیے ہم بھی ان عادتوں کو اپنائیں۔ اگر چھوٹا بھائی یا بہن ہماری بات نہ مانیں تو غصے میں نہ آئیں، بلکہ نرمی سے کام لیں اور معاف کرنے کی طبیعت اپنائیں یا کوئی ایسی بات پیش آئے جو طبیعت کو ناگوار ہے تو اسے دیکھ کر غصے میں نہ آئیں، بلکہ یہ سوچیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کی کتنی باتوں پر عمل کرتے ہیں، پھر بھی اللہ تعالیٰ ہمیں نعمتیں عطا فرماتا رہتا ہے تو پھر ہمیں بھی ذرا ذرا سی بات پر غصے میں نہیں آنا چاہیے۔

دعائے حاجت

اب ہم ایک ایسی دعا کا ذکر کرتے ہیں جس میں اَلْحَلِیْمُ جَلَّ جَلَالُہٗ کا نام ہے۔ حضور ﷺ نے یہ دعا ہمیں تلقین فرمائی:

''جب کوئی ضرورت ہو تو دو رکعت نماز پڑھ کر یہ دعا مانگیں تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے وہ ضرورت پوری فرما دیں گے۔''

اس دعا کو یاد کرنا ہماری بہت بڑی ضرورت ہے اور کوشش کرنے سے یاد کرنا آسان ہو جائے گا۔ اس دعا میں دس جملے ہیں، روزانہ ایک جملہ یاد کریں تو دس دن میں ان شاء اللہ تعالیٰ مکمل دعا یاد ہو جائے گی۔

اگر نماز کا موقع نہیں اور کوئی ضرورت فوری پیش آ گئی تو یہ دعا پڑھ کر دل سے مانگیں، چاہے جوتے کا تسمہ بھی ٹوٹ جائے، وہ بھی اللہ تعالیٰ ہی سے مانگنا ہے۔

عزیز ساتھیو! اس دعا نے قبولیت کا راستہ دیکھا ہوا ہے، کیوں کہ جو دعا آپؐ نے خود فرمائی وہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں ضرور قبول ہو گی۔

وہ دعا یہ ہے:

''لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ.....''

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں جو حلیم کریم ہے۔

''سُبْحَانَ اللّٰہِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ.....''

اللہ تعالیٰ پاک ہے جو عرش عظیم کا مالک ہے۔

''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ.....''

تمام تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔

''اَسْاَلُکَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِکَ.....''

اے اللہ! میں آپ سے ان چیزوں کا سوال کرتا ہوں جو آپ کی رحمت ملنے کا سبب ہوں۔

''وَعَزَآئِمَ مَغْفِرَتِکَ.....''

اور آپ سے پکی مغفرت کا سوال کرتا ہوں۔

''وَالْغَنِیْمَۃَ مِنْ کُلِّ بِرٍّ.....''

اور اس بات کا سوال کرتا ہوں کہ مجھے ہر نیکی سے حصہ عطا فرمایئے۔

''وَالسَّلَامَۃَ مِنْ کُلِّ اِثْمٍ.....''

اور اس بات کا سوال کرتا ہوں کہ مجھے ہر گناہ سے محفوظ رکھیے۔

''لَا تَدَعْ لِیْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَہٗ.....''

میرے ہر گناہ کو معاف فرما دیجیے۔

''وَلَا ھَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَہٗ.....''

اور ہر قسم کے غم سے خلاصی عطا فرما دیجیے۔

''وَلَا حَاجَۃً ھِیَ لَکَ رِضًا اِلَّا قَضَیْتَھَا، یَآاَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ!''

''اور ہماری ہر وہ ضرورت، جس میں آپ راضی ہوں، ایسی نہ چھوڑیئے کہ اس کو آپ نے پورا نہ فرما دیا ہو۔''

یہ دعا پڑھ کر دھیان اور توجہ سے اَلْحَلِیْمُ جَلَّ جَلَالُہٗ سے اپنی ضرورت کا سوال کریں تو یقیناً اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ضرور قبول فرمائیں گے۔

یاد رکھنے کی باتیں

1- پہلی بات تو یہ ہے کہ اس دعائے حاجت کو یاد کرنے کی کوشش کر لیں۔ کوشش سے ہر مشکل کام بھی آسان ہو جاتا ہے۔ اس دعا کو یاد کرنے کا طریقہ دعا کے شروع میں عرض کیا جا چکا ہے کہ روزانہ ایک جملہ یاد کریں تو آسانی سے دعا یاد ہو جائے گی اور عمر بھر کام آئے گی۔

2- کسی بھی کام میں جلد بازی نہ کریں۔ کام فوری کرنا، اور ہوتا ہے اور جلدی جلدی کرنا، اور ہوتا ہے۔ فوری کرنا یہ ہے کہ کام کو ٹالا نہ جائے، بلکہ پہلے یہ دیکھیں کہ یہ کام ابھی اور اسی وقت کرنے کا ہے تو اسی وقت کریں اور جو کام کر رہے ہوں اسے اطمینان اور ذمہ داری سے پورا کریں۔ ☆☆☆

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

طوبیٰ کا چوہا

محمد فاروق دانش

''ارے .....دیکھو، یہ مجھے کاٹ لے گا..... ہُش .....ہُش .....امی بچاؤ......اسے بھگاؤ ....'' طوبیٰ کے شور کی آواز دوسرے کمرے میں بآسانی سنی جا سکتی تھی۔

''ہاں .....میں آتی ہوں میری جان ،کیا ہوگیا ،کون آگیا،کون کاٹ لے گا تمہیں....''

طوبیٰ کی امی نے کمرے سے دھڑام دھڑام کی آوازیں سن کر اپنی تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا اور جلدی سے اپنی اسفنج کی چپل پہن کر طوبیٰ کے کمرے کا رُخ کیا۔ جتنی دیر میں وہ اس کے کمرے تک پہنچ پاتیں ،ایک زور دار آواز کے ساتھ طوبیٰ کمرے سے باہر صحن میں آ کر گری۔

''ہائے میری بچی..... کیا ہوگیا..... کون کم بخت ہے..... میں آگئی ہوں۔''

انہوں نے اپنی لاڈلی کو دیکھا جو شدّتِ خوف سے اپنے بیڈ سے اُچھل کر فرار ہونے کی کوشش کے دوران فرش پر آگری تھی۔

اسے سہارا دے کر اُٹھایا اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرنے لگیں۔

والدہ کو قریب پا کر اس کا حوصلہ بڑھا اور اپنی آنکھوں کو کھولتے ہوئے گھبرائے ہوئے حیرت اور خوف کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ بیڈ کی دوسری جانب کمرے کی دیوار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''وہ.....امی ....وہ ... چوہا....میری ٹانگ پر کاٹ لیتا، اس کے دانت بھی کتنے تیز ہوں گے؟''

''نہیں ... !تمہیں کوئی نہیں کاٹ سکتا۔ میں اس چوہے کو ابھی دیکھتی ہوں ،کہاں گیا یہ مردود! میری بچی کی ایسی حالت بنا کر۔''

انہوں نے دوبارہ اسے اطمینان دلانے کی کوشش کرتے ہوئے بیڈ کے اطراف کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔

''امی یہیں کہیں چھپا بیٹھا ہوگا وہ!''

اس کا خوف اب بھی برقرار تھا۔ اس نے اپنی ماں کی گود سے سر اُٹھا کر بیٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

طوبیٰ کی امی نے اپنی لاڈلی گڑیا کو اطمینان دلانے کے لیے کمرے کی دیوار سے لگے پردے ہٹا کر اور اردگرد اچھی طرح دیکھ لینے کے بعد کہا۔

''بیٹا! یہاں تو مجھے کوئی چوہا نظر نہیں آیا۔''

''نہیں امی! وہ..... یہیں کہیں چھپا ہوا ہوگا۔ اس نے میرے بیڈ کے ساتھ والی دیوار میں اپنا بل بنا رکھا ہے۔ وہ دیکھیں، وہ رہا اس کا بل...... وہ مجھے کاٹ لے گا۔''

اس نے اپنی والدہ کو بیڈ کے قریبی دیوار میں ایک چھوٹا سا

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

سوراخ دکھاتے ہوئے کہا۔

''ارے ہاں ! ان چوہوں نے تو ہماری زندگی اجیرن کردی ہے۔ انہیں بھگانے کے لیے ہمیں بلی پالنی پڑے گی ۔تم اطمینان رکھو اور چلو میرے کمرے میں آ جاؤ۔ وہاں یہ چوہا نہیں آسکے گا۔'' طوبیٰ کی والدہ نے اطمینان دلانے کی کوشش کی۔

طوبیٰ نے اپنی والدہ کے کمرے میں جانے میں ہی عافیت جانی اور فوراً اپنے کمرے سے باہر نکل آئی۔ انہوں نے طوبیٰ کا کمرا باہر سے بند کردیا۔اب طوبیٰ کو کسی حد تک اطمینان ہوگیا۔

طوبیٰ اپنے والدین کی اکلوتی اور لاڈلی بیٹی تھی۔وہ بارہ برس کی تھی۔ اسے کاکروچ، چھپکلی، پسو، ٹڈے اور چوہے سے بے حد خوف آتا تھا۔ وہ اس خوف کے سبب اکثر بے ہوش بھی ہو جایا کرتی تھی۔ طوبیٰ تھی بھی فربہ جسم کی مالک۔ اس کی خوش خوراکی اور زیادہ وزنی جسم ہونے کے سبب اس کی والدہ کو اس کی فکر لگی رہتی تھی ۔ وہ کسی بھی ممکنہ نقصان سے اسے بچانے کی پوری کوشش کرتی تھیں۔

طوبیٰ کی دوست اور اس کی کلاس فیلوز بھی اس کے اس طرح اچانک ڈر جانے اور شور مچانے پر اس کا مذاق اُڑاتیں اور اسے ڈرپوک کہتیں لیکن طوبیٰ کا خوف تھا کہ وہ وقت گزرنے کے ساتھ بڑھتا ہی جا رہا تھا۔ وہ گھر کے باہر کسی تفریحی مقام پر دوستوں کے ساتھ سیر کر رہی ہوتی اور اس کی نظر کسی بھنورے یا ٹڈے پر پڑ جاتی تو وہ سب کچھ بھول جاتی اور اپنی دوستوں کو اس جگہ سے فوری طور پر کہیں دوسری جگہ چلنے کی تجویز دیتی۔ ایسے موقعوں پر وہ اپنے دونوں کانوں پر ہاتھ رکھ کر زور سے چلاتی ہوئی اِدھر اُدھر بھاگنا شروع کر دیتی، جس کے سبب اس کی دیگر دوست اس پر ہنستیں۔

طوبیٰ کے والد مستقیم احمد نے اپنی لاڈلی بیٹی کو اس خوف سے نجات دلانے کی خاطر اپنے گھر کے کونے کونے میں کیڑے مار ادویات چھڑک رکھی تھیں اور ان کی سر توڑ کوششوں کے سبب چھپکلیوں، پسوؤں، بھنوروں کا ان کے گھر میں مکمل صفایا ہو گیا تھا۔ ایسے حشرات الارض ان کے گھر کا رُخ خوب سوچ سمجھ کر کیا کرتے تھے۔ ایسا اطمینان اور سکون میسر آنے کے سبب طوبیٰ کی خوش خوراکی بھی پہلے سے بڑھ گئی تھی۔

وہ اپنی والدہ کے ہاتھوں تیار کیا جانے والا کھانا کھانے کے بجائے بازار کی چپس، بسکٹس، آئس کریم وغیرہ کھاتی۔ طوبیٰ کی والدہ اپنی بیٹی کے اس طرح فربہ ہو جانے پر فکرمند تو تھیں لیکن وہ اپنی لاڈلی کو نظر بد لگانا نہیں چاہتی تھیں۔ یوں وہ اس کی خوش خوراکی پر شاداں ہوکر اس کی بلائیں لیتیں تھیں لیکن آج کل ایک بھوری رنگت والے چھوٹے سے چوہے نے طوبیٰ کی زندگی میں ہل چل مچا دی تھی۔ وہ اسے دیکھ کر خوف زدہ ہو جاتی تھی جس کے سبب اس کی والدہ کے بھی اوسان خطا ہو جایا کرتے تھے لیکن وہ چوہا تھا کہ ایک دو روز بعد اچانک اس کے سامنے نمودار ہو جاتا۔ اس کی دوست اس کے دل و دماغ سے خوف نکالنے کی خاطر اسے چوہے بلی کی کہانیاں سناتیں اور اسے یہ باور کراتیں کہ چوہا ایک بے ضرر اور ڈرپوک مخلوق ہے، وہ اس کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا لیکن وہ ان باتوں کو کہاں سمجھتی تھی۔

اس کے والد کی آمد سے قبل اس کی عزیز دوست حنا نے اس کے گھر کی کال بیل بجائی تو اس نے والدہ کے کمرے کے دروازے سے باہر قدم نکالا۔ باہر آکر پہلے تو طوبیٰ کو خوف کا احساس ہوا لیکن پھر اس نے بلند ہمتی کا مظاہرہ کرکے آگے بڑھنے کا فیصلہ کیا۔ جوں جوں طوبیٰ زینے کے قریب ہوتی جارہی تھی، اس کی دل کی دھڑکن تیز ہوتی جارہی تھی۔

اسی اثناء میں اس نے پہلے جھانک کر زینے کے ابتدائی حصے کا جائزہ لیا اور اس بات کا اطمینان کر لینے کے بعد کہ زینے کے ابتدائی حصے میں کوئی موجود نہیں ہے، اس نے کسی توقف سے کام لیے بغیر جلدی سے قدم اُٹھانا شروع کیے۔ پھر اچانک تین سیڑھیاں اُترتے ہی اس کے قدم کسی پُراسرار خوف کے احساس سے منجمد ہو گئے۔ وہ کچھ دیر ساکت کھڑی کسی اچانک اور غیر معمولی نقل و حرکت کا انتظار کرنے لگی۔ چند لمحے گزرنے پر اس نے دوبارہ نیچے جانے کے لیے قدم بڑھایا۔ساتویں زینے پر پہنچ کر اس کے قدم ایک بار پھر ساکت ہوگئے اور آنکھیں حیرت اور خوف کے ساتھ پھیل گئیں کیوں کہ اس نے بھورے چوہے کو عین اپنے قدموں پر پایا۔ شدّتِ خوف سے اس کی اوپر کی سانس اوپر اور نیچے کی نیچے رہ گئی۔ چوہے سے بچنے کے لیے طوبیٰ نے واپسی کی راہ لینے کی ٹھانی اور نیچے کی طرف بڑھنے والے قدم ایک بار پھر واپسی کے لیے اوپر جانے کے لیے مجبور ہونے لگے۔ وہ اس چوہے کو اتنا قریب موجود دیکھنے کا تصور نہیں کرسکتی تھی ،لیکن آج وہ بھورا چوہا اسے کسی صورت

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

معاف کرنے کو تیار دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے اپنی پوزیشن نہایت تیزی سے تبدیل کی اور اب وہ طوبیٰ کے عقب میں اس کی واپسی کا منتظر تھا۔

طوبیٰ نے یہ منظر دیکھا تو اس سے کچھ بن نہ پایا، اس نے پلٹ کر نیچے کی جانب چھلانگ لگا دی۔ چوہے نے بھی اس پر جست لگا دی۔ اس کے منہ سے ایک دل خراش چیخ نکلی جو گھر کے کونے کونے میں پھیل گئی۔

''ہائے میری بچی .....ارے اب کیا ہوا؟''

اس کی والدہ چلاتی ہوئیں بدحواس، کمرے کے مرکزی دروازے سے زینے کی جانب دوڑیں۔

''بچاؤ..بچاؤ.... ہائے میں مرگئی۔'' وہ بدحواسی میں زینے سے نیچے جا گری تھی۔ وہ خوف اور کرب کے عالم میں چلا رہی تھی۔ اس کی والدہ نے اپنی بیٹی کو اس حال میں دیکھا تو ان کے منہ سے بھی ہلکی سی چیخ نکل گئی۔

''ہائے، میری بچی ... یہ مردود چوہا۔''

طوبیٰ کی والدہ نے اپنی چیختی بیٹی کو سینے سے لگایا اور حواس بحال کرنے لگیں۔ انہوں نے چوہے پر لعن طعن شروع کر دی۔

''ارے تجھے ستانے کے لیے میری بچی ہی ملی ہے، دَم ہے تو سامنے آ ...دیکھ میں تجھے کیسا مزا چکھاتی ہوں ....ڈرپوک چوہے۔''

طوبیٰ کو سہارا دے کر کمرے میں صوفے تک پہنچایا۔ انہوں نے دیکھا کہ چوہے کی مہربانی سے اس کے پیر میں چوٹ لگ چکی تھی، وہ لنگڑا کر چل رہی تھی۔طوبیٰ کی سہیلی حنا کو اس کی والدہ نے بتایا کہ چوہے کی وجہ سے وہ سیڑھیوں سے گر گئی ہے۔اس کے پیر میں موچ اور چوٹ آگئی ہے۔اس کی دوست نے اس سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''اس کا مطلب ہے یہ شرارتی چوہا تمہیں تنگ کرنے کے ساتھ ساتھ گھر میں ہر طرف گندگی پھیلا رہا ہوگا۔''

''کوئی گندگی نہیں پھیلائی اس نے اب تک ...بس میری بچی کے پیچھے پڑ گیا ہے، اسے ہی ہر وقت تنگ کرتا رہتا ہے۔''

اس کی والدہ نے اپنی لاڈلی بیٹی کے بالوں میں ہاتھ سے کنگھی کرتے ہوئے کہا۔

''اور...آپ کے کچن میں رکھی کھانے پینے کی چیزیں بگاڑتا ہو گا۔'' حنا نے دوبارہ چوہے کے بارے میں معلوم کیا۔

''نہیں بیٹا! یہی تو مسئلہ ہے کہ وہ ہمارے کھانے پینے کی چیزوں میں بھی منہ نہیں ڈالتا اور کوئی نقصان بھی نہیں کر رہا۔''

طوبیٰ کی والدہ نے چوہے پر دانت بھینچتے ہوئے کہا۔

''حیرت ہے وہ کوئی نقصان بھی نہیں کرتا اور نہ ہی کہیں گندگی پھیلاتا ہے تو پھر وہ طوبیٰ کو تنگ کیوں کر رہا ہے۔ عجیب چوہا ہے..... یہ بھورا چوہا۔'' حنا نے اپنی حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ ''مجھے تو لگتا ہے کہ وہ طوبیٰ سے دوستی کرنا چاہتا ہے۔'' حنا نے

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

اپنی ماہرانہ رائے کا اظہار کیا۔

''ارے، کیسی بات کرتی ہو؟ اس چوہے سے دوستی .....میری بچی تو نہایت نفاست پسند ہے، سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔''

اس کی امی نے جذباتی ہوتے ہوئے کہا۔

''اچھا دیکھیں ....اگر طوبیٰ اس سے دوستی نہیں کرنا چاہتی تو پھر ایک طریقہ ہے اس سے نجات حاصل کرنے کا...''

حنا نے تجویز دینے والے انداز میں کہا۔

''ہاں بیٹی! جلدی بتاؤ کون سا طریقہ ہے؟'' انہوں نے دل چسپی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''مناسب طریقہ یہ ہے کہ ذائقہ دار کیک لگا کر چوہے کا پنجرہ طوبیٰ کے کمرے میں رکھ دیا جائے، جیسے ہی یہ چوہا کیک کھانے آئے گا اس پنجرے میں قید ہوجائے گا۔'' حنا نے طوبیٰ کی والدہ کی پریشانی کو دیکھتے ہوئے تجویز دے ڈالی۔

''اے ہے....بیٹا! ایسا تو ہم کئی مرتبہ کر چکے ہیں، لیکن وہ تو ایسا مکار اور فریبی ہے کہ اس پنجرے میں بھی نہیں جاتا اور کیک بھی لے اُڑتا ہے۔''

طوبیٰ کی والدہ نے اس کی چالاکی بیان کی تو حنا سوچ میں پڑ گئی کہ آخر اس کی ہر دل عزیز سہیلی کو چوہے سے کس طرح نجات دلائی جائے لیکن کافی دیر تک سوچتے رہنے کے بعد بھی اسے کچھ سمجھ نہ آیا۔

''آنٹی ....آپ نے اس شرارتی چوہے سے نجات کے لیے کیا پروگرام بنایا ہے؟''

''بھئی، پروگرام کیسا؟ میں تو طوبیٰ کے والد کا انتظار کر رہی ہوں۔''

حنا نے ان کی بات سے اتفاق کیا اور طوبیٰ کی والدہ کے ہاتھوں سے تیل لے کر طوبیٰ کے پیر پر موچ والی جگہ آہستہ آہستہ لگانے لگی ۔اس کا دھیان بدلنے کے لیے مختلف موضوعات پر تبادلہ خیال کرنے لگی۔ حنا کی موجودگی سے طوبیٰ کو کچھ ڈھارس ملی۔ وہ کچھ دیر گپیں لگانے کے بعد طوبیٰ سے اجازت لے کر اپنے گھر چلی گئی۔

''چوہا....دوستی....نہیں ....نہیں ....ایسا کیسے ہوسکتا ہے۔''

طوبیٰ نے سر جھٹکتے ہوئے سرگوشی والے انداز میں خود سے کہا۔ وہ خواب میں بھی کسی چوہے سے دوستی کا سوچ نہیں سکتی تھی ۔پھر ایسا کس طرح ممکن ہوسکتا تھا کہ ایک مکار اور شرارتی چوہا اس کا دوست کسی طرح بن سکتا تھا.... وہ دیر تک بستر میں دبکی سوچتی رہی۔ حنا کی کہی ہوئی بات اس کے کانوں میں سرگوشی بن کر گردش کرنے لگی۔

طوبیٰ کے والد مستقیم احمد کے گھر میں گھستے ہی طوبیٰ کی والدہ ان ہی پر برس پڑیں۔ انہوں نے طوبیٰ کی والدہ کی جانب سے ملنے والے چیلنج کو دل و جان سے قبول کرلیا اور اپنی لاڈلی بیٹی کی خاطر سب کچھ کر گزرنے کا اعلان کیا۔ گویا بھورے چوہے کے خلاف ایک بار پھر طبلِ جنگ بجنے لگا۔ طوبیٰ نے محسوس کیا کہ وہ مسلسل خوف زدہ رہنے کے باوجود اب اس مکار چوہے کے بارے میں مختلف انداز سے سوچنے پر مجبور ہورہی ہے، لیکن کسی چوہے سے دوستی کا وہ اب بھی تصور نہیں کرسکتی تھی۔ اس لیے اس نے اس مکار چوہے سے بچنے کے قابلِ عمل طریقوں پر بھی غور کرنا شروع کر دیا۔

پیر کی موچ صحیح ہوتے ہی اس نے طوبیٰ کو پھر پریشان کرنا شروع کر دیا۔طوبیٰ گھر میں جس جگہ جاتی ، چوہا بھی وہیں آجاتا۔ چوہے اور طوبیٰ کا یہ مقابلہ اس کی سہیلیوں میں بھی مشہور ہونے لگا۔ گرمی کی شدت میں اضافہ ہوتے ہی اسکول انتظامیہ کی جانب سے تعطیلات کا اعلان کردیا گیا۔ گرمیوں کی چھٹیاں طوبیٰ کی والدہ نے اس کی نانی کے گھر جا کر گزارنے کا پروگرام بنایا ،جس کے سبب طوبیٰ کو اس مکار چوہے کے شر سے نجات مل جانے کا بھی یقین ہوگیا تھا۔

اسی دوران رمضان کا بابرکت مہینا آ گیا۔ طوبیٰ کے والد پورے روزے رکھتے اور عبادت میں وقت گزارتے تھے۔ طوبیٰ کی والدہ شوگر کی مریضہ تھیں اور انہیں تواتر سے دوائیں کھانا ہوتی تھیں، اس لیے وہ روزے پابندی سے نہیں رکھ پاتی تھیں۔ تاہم طوبیٰ بھی رمضان کے روزے رکھتی اور نماز بھی پابندی سے پڑھتی تھی۔سحری کے وقت وہ باورچی خانے میں چائے گرم کر رہی تھی کہ دفعتاً سامنے رکھے برتنوں کی اوٹ سے بھورا چوہا نمودار ہوا۔ اس نے چیخنے کے لیے منہ کھولنا ہی چاہا تھا کہ چوہا دوبارہ برتنوں کی اوٹ میں غائب ہوگیا۔ اس نے برتن اِدھر اُدھر کرکے اطمینان کیا اور کام میں مصروف ہوگئی۔ اسی اثناء میں چوہا طوبیٰ کی بائیں جانب سے نمودار ہوکر اس کے سامنے آکر رُک گیا۔ چوہے کو اس طرح نقل و حرکت کرتا دیکھ کر طوبیٰ کی سانسیں بھی رُک گئیں۔ وہ ساکت کھڑی اس کے ٹل جانے کا انتظار کرنے لگی۔وہ کچھ دیر اس کے سامنے رہنے کے بعد اسی سمت غائب ہوگیا جہاں سے نمودار ہوا تھا۔اب طوبیٰ

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

پاک سوسائٹی خاص کیوں ہیں:-

ہائی کوالٹی پی ڈی ایف

ایک کلک سے ڈاؤنلوڈ

کتاب کی مُختلف سائزوں میں اپلوڈنگ

ایڈ فری لنکس

ڈاؤنلوڈ اور آن لائن ریڈنگ ایک پیج پر

ناولز اور عمران سیریز کی مُکمل رینج

Click on http://paksociety.com to Visit Us

پاک سوسائٹی کو فیس بُک پر جوائن کریں http://fb.com/paksociety

پاک سوسائٹی کو ٹوئٹر پر جوائن کریں http://twitter.com/paksociety1

پاک سوسائٹی کو گُوگل پلس پر جوائن کریں https://plus.google.com/112999726194960503629

ہمیں وزٹ کرنے کے لئے ہمارا ویب ایڈریس براؤزر میں لکھیں یا گُوگل میں پاک سوسائٹی تلاش کریں۔

اپنے دوست احباب اور فیملی کو ہماری ویب سائیٹ کا بتا کر پاکستان کی آن لائن لائبریری کا ممبر بنائیں۔

اِس خوبصورت ویب سائٹ کو چلانے کے لئے ہر ماہ کثیر سرمایہ درکار ہوتا ہے، اگر آپ مالی مدد کرنا چاہتے ہیں تو ہم سے فیس بُک پر رابطہ کریں۔۔۔

ہمیں فیس بُک پر لائک کریں اور ہر کتاب اپنی وال پر دیکھنے کے لئے امیج پر دی گئی ہدایات پر عمل کریں:-

http://paksociety.com

www.paksociety.com

نے جیسے ہی آٹے کی پتیلی کو ہاتھ لگایا، وہ داہنی جانب سے ایک برتن کے عقب سے نمودار ہوا اور اسی سرعت سے چلتا ہوا طوبیٰ کے سامنے آکر رُک گیا۔ وہ سمجھ گئی تھی کہ وہ کسی شرارت کے سوا ٹلنے والا نہیں، اس لیے اس نے جیسے ہی ہش ...ہش کرنا شروع کیا، وہ اپنے پچھلے پیروں پر کھڑا ہوگیا اور سر کو مخصوص انداز میں ہلانے لگا۔ ان حرکات کو دیکھ کر ڈرکم ہونے لگا۔ وہ اسے ہٹنے کا اشارہ کرتی تو وہ مخصوص انداز میں حرکتیں کرنا شروع کردیتا۔ طوبیٰ کی دل چسپی کو دیکھ کر وہ کبھی قلابازیاں کھاتا تو کبھی ڈانس کرکے اسے متاثر کرنے لگا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ طوبیٰ اس چوہے کو باورچی خانے میں موجود پاکر بھی شور نہیں مچا رہی تھی۔ وہ اس چوہے کی جسامت اور خوب صورتی سے متاثر ہونے لگی۔

اس نے سوچا کہ یہ عجیب چوہا ہے جو کچن میں گندگی کرتا ہے، نہ ہی ان کے کھانے پینے کی چیزوں اور برتنوں میں منہ ڈالتا ہے، وہ یقیناً اس سے دوستی کرنا اور اس کے قریب رہنا چاہتا ہے۔ یہ چوہا ان کے گھر میں رہ رہا تھا اور ان کا اچھا دوست بن گیا تھا لیکن طوبیٰ اس کی دوستی کے اس انداز کو سمجھ نہیں پائی تھی۔ کچھ ہی دنوں میں وہ طوبیٰ کا دوست بن گیا۔ اب وہ جس جگہ موجود ہوتی، چوہا بھی وہیں چلا آتا۔ طوبیٰ، چوہے کو دیکھ کر شور مچانے کی بجائے اسے اشارے کرتی جس پر وہ کرتب دکھانے لگ جاتا۔ طوبیٰ اسے بسکٹ اور کیک کھانے کو دیتی جنہیں وہ مزے لے لے کر خوب جھوم جھوم کر کھایا کرتا۔ اب وہ اسے اپنا دوست سمجھنے لگی تھی۔

چوہے اور طوبیٰ کی دوستی دیکھ کر طوبیٰ کے والدین بے حد خوش ہوئے۔ حنا ہی نہیں، طوبیٰ کی تمام دوست خوش تھیں۔ اسے چوہے کی دوستی کے بعد اس بات کا بھی خیال نہ رہا کہ پہلے چوہے کے خوف میں کی جانے والی بھاگ دوڑ کے سبب اس کا جسمانی وزن گھٹ کر نصف رہ گیا تھا۔ اب اس نے باہر کے کھانے اور چپس کھانے سے گریز کرتے ہوئے گھر کی اشیاء کھانا شروع کردی تھیں جس کے سبب اس کا وزن پہلے کی طرح بڑھ نہیں رہا تھا۔ اب وہ سلم اور اسمارٹ ہونے کے بعد اپنے والدین اور اپنی دوستوں کو ہی نہیں، بلکہ اپنے دوست بھورے چوہے کو بھی اچھی لگنے لگی تھی۔ ☆☆☆

(بقیہ: مارخور)

جب بچے جوان ہو جاتے ہیں تو ماں پھر اپنے گروپ میں شامل ہو جاتی ہے۔ مارخور کی طبعی عمر 12 تا 13 سال ہوتی ہے۔

برطانوی راج کے دنوں میں مارخور کو مشکل ترین شکار کا جانور تصور کیا جاتا تھا کیوں کہ یہ دشوار گزار راستوں اور پہاڑی سلسلوں میں پائے جاتے تھے۔ اگرچہ افغانستان میں ان کا شکار غیر قانونی ہے لیکن نورستان اور لغمان کے علاقوں میں ان کا شکار روائتی طور پر کیا جاتا رہا ہے۔ بھارت میں پاکستانی سرحد کے قریب اب بھی ان کا شکار کیا جاتا ہے۔ تاجکستان، ازبکستان اور ترکمانستان میں مارخور کا شکار خوراک کے علاوہ ان کے سینگوں کی وجہ سے بھی کیا جاتا ہے جنہیں مختلف دیسی ادویات میں استعمال کیا جاتا ہے۔

شمال مغربی سرحدی علاقوں کے شکاری مارخور کا اکثر شکار کرتے ہیں کیوں کہ ان کے پیچ دار سینگ بہت خوب صورت ہوتے ہیں۔ ان کے سر کو سینگوں کے ساتھ حنوط کرکے آفیسر میس (Officer Mess) کی دیواروں پر آویزاں کیا جاتا ہے۔ دیوان خانہ کی دیواروں کو بھی ان کے سینگوں سے سجایا جاتا ہے۔ مارخور کی کھال سے لباس بھی تیار کیے جاتے ہیں اور کئی اقسام کے جیکٹ بھی بنائے جاتے ہیں۔

جنگلات کی کٹائی، آبادی میں سرعت کے ساتھ اضافہ اور مارخور کے بے تحاشا شکار کی وجہ سے ان جانوروں کی تعداد آئے دن گھٹتی جارہی ہے۔

قدرت اور قدرتی وسائل کے تحفظ کی عالمی تنظیم (UCN) کے مطابق اس نوع کو ان جانوروں میں شامل کیا جاتا ہے جن کا وجود خطرے میں ہے۔ یعنی اگر ان کی حفاظت کے لیے مناسب اقدامات نہ کیے گئے تو مستقبل قریب میں یہ نسل کرۂ ارض سے ہمیشہ کے لیے ختم ہوسکتی ہے۔ مارخور پاکستان کا قومی جانور ہونے کے علاوہ آئی ایس آئی تنظیم کا بھی سرکاری نشان ہے۔

مارخور کی زندگی کو ان خطرات سے بچانے کے لیے پاکستان کی مرکزی حکومت نے 1972ء میں وائلڈ لائف پروٹیکشن ایکٹ شیڈول-1 کا نفاذ کردیا تاکہ ان خوب صورت اور نایاب جانوروں کو ناپید ہونے سے بچایا جاسکے۔

☆☆☆

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

درج ذیل دیئے گئے جوابات میں سے درست جواب کا انتخاب کریں۔

1۔ فتح مبین کسے کہتے ہیں؟

i۔ فتح مکہ ii۔ صلح حدیبیہ iii۔ فتح خیبر

2۔ قدیم یونان کا مشہور شاعر ہومر

i۔ اندھا تھا ii۔ بہرہ تھا iii۔ گونگا تھا

3۔ سائنس کس زبان کا لفظ ہے؟

i۔ یونانی ii۔ لاطینی iii۔ انگریزی

4۔ اس واحد اسلامی ملک کا نام بتائیں جس کے قومی ترانے میں الفاظ کی بجائے فرانسیسی موسیقی کی دھنیں استعمال کی گئی ہیں؟

i۔ گنی ii۔ ایران iii۔ انڈونیشیا

5۔ حضرت شمس تبریزی کا مزار کہاں ہے؟

i۔ ملتان ii۔ گجرات iii۔ بہاول پور

6۔ یہ شعر بانگِ درا سے لیا گیا ہے۔ مکمل کیجیے:

آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے، لب پہ آ سکتا نہیں

.....

7۔ قیامِ پاکستان کے بعد کراچی کس سن تک ملک کا صدر رہا؟

i۔ 1960ء ii۔ 1961ء iii۔ 1962ء

8۔ اسکوائش کے آفاقی شہرت یافتہ ریکارڈ ہولڈر جہانگیر خان کے والد کا نام بتایئے؟

i۔ ہاشم خان ii۔ روشن خان iii۔ رحمت خاں

9۔ بحیرہ قلزم کا دوسرا نام کیا ہے؟

i۔ بحیرۂ کارا ii۔ بحیرۂ احمر iii۔ بحیرۂ منجمد شمالی

10۔ سگریٹ کے دھوئیں کے ذریعے کون سا زہریلا مادہ خون میں شامل ہو جاتا ہے؟

i۔ کافین ii۔ نکوٹین iii۔ کیلکوسس

جوابات علمی آزمائش اگست 2016ء

1- گیارہ 2- کیپٹن محمد سرور شہید 3- کانسی 4- سورۃ طٰہٰ
5- خان پور 6- پھر ان شاہین بچوں کو بال و پر دے 7- امتیاز علی تاج
8- فارسی 9- حضرت یعقوبؑ 10- بابل

اس ماہ بے شمار ساتھیوں کے درست حل موصول ہوئے۔ ان میں سے 3 ساتھیوں کو بذریعہ قرعہ اندازی انعامات دیئے جا رہے ہیں۔

☆ عبدالرافع خان، اسلام آباد (150 روپے کی کتب)
☆ محمد عثمان غنی، سرگودھا (100 روپے کی کتب)
☆ صدیق یتیم، قصور (90 روپے کی کتب)

دماغ لڑاؤ سلسلے میں حصہ لینے والے کچھ بچوں کے نام بہ ذریعہ قرعہ اندازی:

محمد رمیز بٹ، لاہور۔ محمد عمر فاروق، سیال کوٹ۔ صباحت فاطمہ، اوکاڑہ۔ طلحہ محمود ملک، لاہور۔ مقدس چوہدری، راول پنڈی۔ مصباح شاہد، لاہور۔ جویریہ خالد، اسلام آباد۔ ردابٹ، لاہور۔ محمد منیب ستار، سیال کوٹ۔ سمیعہ توقیر، کراچی۔ مریم اعجاز مریم، لاہور۔ انعام علی، شیخوپورہ۔ سید محمد حسین شاہ، حیدر آباد۔ علی شیر، کھڈیاں خاص۔ ملک محمد احسن، راول پنڈی۔ عدن سجاد، جھنگ۔ عاشر الاسلام، لاہور۔ علینا اختر، کراچی۔ قریشہ فاطمہ فاروقی، رحیم یار خان۔ محمد ارشد، لیہ۔ اسد اللہ سنبل، کوٹ ادو۔ حلیمہ اسحاق، جہلم۔ محمد قمرالزمان صائم، خوشاب۔ محمد ارقم، میانوالی۔ عائشہ ذوالفقار، لاہور کینٹ۔ عائشہ افتخار، واہ کینٹ۔ عبدالرحمٰن، قصور۔ محمد آصف، موچھہ۔ محمد صدیق، قصور۔ ندا خان، پشاور۔ خنسا، حسینی، کلورکوٹ۔ محمد بلال صدیقی، کراچی۔ ثمر نثار، راول پنڈی۔ مریم منیر، چونیاں۔ حذیفہ اظہر، فیصل آباد۔ رفیق احمد ناز، ڈیرہ غازی خان۔ ایاز احمد، لاہور۔ محمد احمد غوری، جویریہ غوری، بہاول پور۔ نجم السحر، منڈی بہاؤ الدین۔ سیدہ تحریم مختار، لاہور۔ ریاض حسین قمر، منگلا ڈیم۔ محمد شمعون بٹ، لاہور۔ شہریار کفیل، گوجرانوالہ۔ علی طاہر، ٹوبہ ٹیک سنگھ۔ عبداللہ ساجد، گوجرانوالہ۔ محمد اسد، کراچی۔ مائرہ حنیف، بہاول پور۔ سجاد حیدر، کراچی۔ ثوبیہ سلیم، لاہور۔ رانا عبداللہ، ملتان۔ صفدر الحسن، خانیوال۔ بشریٰ بتول، رسال پور۔ نور الامین، اسلام آباد۔ مرزا ندیم بیگ، نوشہرہ۔ محمد سلیمان بٹ، ساہی وال۔ عثمان حیدر، پشاور۔ سرفراز احمد، لاہور۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

حضرت موسیٰ علیہ السلام

حضرت یوسف سولہویں فرعون کے زمانے میں مصر تشریف لائے۔ فرعون نے ایک خواب دیکھا جس کی تعبیر یہ بتائی گئی کہ بنی اسرائیل کا ایک لڑکا تیری حکومت کے زوال کا باعث ہوگا۔ اس پر فرعون نے حکم دیا کہ بنی اسرائیل میں جو لڑکا پیدا ہو اس کو قتل کر دیا جائے۔ اسی زمانے میں حضرت موسیٰ عمران کے گھر میں پیدا ہوئے۔ خداوند کریم نے آپ کی والدہ کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ اس معصوم بچے کو صندوق میں ڈال کر دریائے نیل میں بہا دو۔ حضرت موسیٰ کی والدہ نے ایسا ہی کیا۔ جب یہ صندوق تیرتا ہوا شاہی محل کے قریب پہنچا تو فرعون کے گھرانے کی عورتوں میں سے ایک نے اس کو دیکھ کر باہر نکلوا لیا۔ فرعون کے کوئی اولاد نہ تھی۔ جب اس کی بیوی آسیہ نے ایک حسین وجمیل بچے کو دیکھا تو بہت خوش ہوئیں۔ بچے کی پرورش کے لیے فرعون کی بیوی نے بہت سی دایہ بلائیں مگر حضرت موسیٰ نے کسی کا دودھ نہ پیا۔ حضرت موسیٰ کی بہن یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی، اس نے کہا کہ میں ایک ایسی دایہ کو جانتی ہوں جو اس خدمت کے بہت موزوں اور مناسب ثابت ہوگی۔ فرعون کی بیوی نے حکم دیا کہ فوراً اس دایہ کو لایا جائے۔ حضرت موسیٰ کی بہن گھر پہنچیں۔ بیٹی نے والدہ کو یہ مژدہ جانفزا سنایا تو والدہ فوراً فرعون کے محل میں پہنچیں۔ حضرت موسیٰ نے فوراً ان کا دودھ پینا شروع کر دیا۔ حضرت موسیٰ فرعون کے گھر میں پل کر جوان ہوئے۔ ایک دن حضرت موسیٰ بکریاں چراتے ہوئے دور نکل گئے۔ آپ کو آگ کی تلاش ہوئی۔ ادھر اُدھر دیکھا، سامنے کوہ سینا پر چمکتا ہوا شعلہ نظر آیا۔ آپ قریب تھے کہ واپس ہو جائیں کہ آواز آئی۔ ''اے موسیٰ میں تیرا پروردگار ہوں۔ اپنا جوتا اتار دے۔ یہ طویٰ کی مقدس وادی ہے۔ میں نے تجھ کو رسالت کے لیے چن لیا ہے۔''
حضرت موسیٰ مصر آئے اور اپنے بھائی کو ساتھ لے کر فرعون کے دربار میں گئے اور فرعون سے کہا کہ خدا نے مجھے اپنا پیغمبر اور رسول بنا کر تیرے پاس بھیجا ہے۔ ہم تم سے دو باتیں کہتے ہیں، ایک تو خدا واحد پر ایمان لے آؤ۔ دوسرے بنی اسرائیل پر ظلم وستم سے باز آؤ اور ان کو غلامی سے نجات دو۔ فرعون نے جب سنا تو کہنے لگا۔ ''موسیٰ! آج تو میرے سامنے بنی اسرائیل کی رہائی کا مطالبہ کرتا ہے۔ کیا تو بھول گیا ہے کہ تو نے میرے ہی گھر میں پرورش پائی ہے۔'' فرعون سے کافی باتیں ہوئیں۔ حضرت موسیٰ نے پیار ومحبت سے فرعون کو سمجھانے کی بہت کوشش کی۔ فرعون پھر دھمکی دینے لگا کہ اگر تو نے میرے سوا کسی اور کو عبادت کے لائق سمجھا تو میں تجھ کو قید خانے میں ڈال دوں گا۔ حضرت موسیٰ نے کہا کہ میں اپنی صداقت میں تیرے پاس ظاہر نشان لایا ہوں۔ فرعون نے کہا۔ ''اگر تیرے پاس کوئی نشان ہے تو ہمیں بھی دکھا۔'' حضرت موسیٰ نے اپنی لاٹھی زمین پر پھینک دیا اور وہ ایک خوفناک اژدھا بن گئی۔ پھر اپنا ہاتھ گریبان کے اندر لے گئے۔ جب نکالا تو وہ ایک روشن ستارے کی طرح چمک رہا تھا۔ حضرت موسیٰ نے خدا کے حکم سے اپنی قوم اور دوسرے ایمان لانے والوں سے کہا کہ تم اپنے مکان قبلہ رخ بناؤ اور ان میں نماز پڑھا کرو اور جو ایمان لائے ہیں، ان کو کامیابی کی بشارت دو۔ حضرت موسیٰ نے خدا کی بارگاہ میں دعا کی کہ اے اللہ! یہ لوگ اس وقت تک یقین نہ کریں گے جب تک دردناک عذاب کو اپنے سامنے نہ دیکھ لیں گے۔ اللہ نے فرمایا۔ ''موسیٰ! ہم نے تیری دعا قبول کر لی ہے۔'' آخر جب مصریوں کی سرکشی اور نافرمانی حد کو پہنچ گئی تو حضرت موسیٰ نے خدا کے حکم سے فرعون کو مطلع کر دیا کہ تم پر عذاب الٰہی نازل ہونے والا ہے۔ اب حضرت موسیٰ کوہ طور پر خدا کے حکم کے لیے تشریف لے گئے تو آپ نے خدا سے عرض کی کہ اپنا جلوہ تو دکھا دو۔ خدا نے کہا۔ ''موسیٰ تم میرے جلوے کی تاب نہ لا سکو گے۔'' خدا نے فرمایا کہ اچھا ہم اپنی تھوڑی سی تجلی پہاڑ پر ڈالتے ہیں۔ چناں چہ خدا کی تجلی پہاڑ پر پڑی تو وہ ریزہ ریزہ ہو گیا اور حضرت موسیٰ بے ہوش ہو گئے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو توریت عطا کی۔ بنی اسرائیل حجت بازی میں بہت ہوشیار تھے اور بات بات پر اعتراض کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا کہ تم اپنے باپ دادا کی سرزمین میں داخل ہو جاؤ لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔ حضرت موسیٰ نے ہر چند یقین دلایا کہ خدا کی فتح ونصرت تمہارے ساتھ ہوگی مگر وہ نہ مانے۔ اس پر حضرت موسیٰ نے دعا کی کہ اے اللہ میں اور میرا بھائی ہارون اس قوم سے الگ ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ یہ لوگ چالیس سال تک اس وادی میں بھٹکتے پھریں گے۔ اس کے بعد ان کی اولاد نبیوں کی سرزمین میں داخل ہوئی۔

کھوج لگائیے

ہر حل کے ساتھ کوپن چسپاں کرنا ضروری ہے۔ آخری تاریخ 10 اکتوبر 2016ء ہے۔

نام: ________
شہر: ________
مکمل پتا: ________
____
موبائل نمبر: ________

دماغ لڑاؤ

ہر حل کے ساتھ کوپن چسپاں کرنا ضروری ہے۔ آخری تاریخ 10 اکتوبر 2016ء ہے۔

نام: ________
مقام: ________
مکمل پتا: ________
موبائل نمبر: ________

ہونہار مصور

اکتوبر کا موضوع ''خوب صورت پرندے'' ارسال کرنے کی آخری تاریخ 08 اکتوبر 2016ء ہے۔

نام ________ عمر ________
مکمل پتا: ________
____
موبائل نمبر: ________

میری زندگی کے مقاصد

کوپن پُر کرنا اور پاسپورٹ سائز رنگین تصویر بھیجنا ضروری ہے۔

نام ________ شہر ________
مقاصد ________
____
موبائل نمبر: ________

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

چ	ڈ	ص	ع	ے	م	و	ط	ر	خ
ظ	پ	ک	ر	ا	چ	ی	ء	ش	ل
ہ	م	خ	گ	ن	ا	گ	ا	ٹ	چ
ٹ	س	ل	ز	ظ	و	ل	ء	ڑ	ف
د	ق	و	ک	غ	ب	غ	د	ا	د
م	ط	ب	ڈ	ہ	ح	ن	ض	م	ج
ش	ژ	ن	غ	ت	و	ر	ی	ب	ض
ق	ء	ت	ذ	ص	ے	گ	چ	ع	ا
ڑ	ص	س	ق	ل	ب	ا	ک	ل	ی
ث	گ	ا	ح	ض	م	ذ	ف	پ	ر

آپ نے حروف ملا کر دس اسلامی ملکوں کے شہروں کے نام تلاش کرنے ہیں۔ آپ ان ناموں کو دائیں سے بائیں، بائیں سے دائیں، اُوپر سے نیچے اور نیچے سے اُوپر تلاش کر سکتے ہیں۔ آپ کے پاس وقت دس منٹ کا ہے۔ جن ناموں کو آپ نے تلاش کرنا ہے وہ یہ ہیں:

کراچی، ریاض، کابل، مسقط، چٹاگانگ، بیروت، استنبول، بغداد، دمشق، خرطوم

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

احساس

علی اکمل تصور

''اُٹھو متین بھائی..... اسکول جانے کا وقت ہو رہا ہے۔'' یاسین نے اسے بازو سے پکڑ کر ہلا دیا۔

''اوہو..... سونے دو ناں!'' متین خمار بھری آواز میں بولا۔ یاسین مسکرایا۔

''متین بھائی! اسکول.....'' اس نے متین کے کان میں سرگوشی کی۔

''کیا.....؟'' متین اُچھل کر کھڑا ہو گیا اور پھر غسل خانے کی طرف بھاگا۔ متین پڑھائی اور اسکول سے بہت دل چسپی رکھتا تھا۔ اسے سمجھ ہی اب آئی تھی کہ اسے اسکول جانے کے لیے جگایا جا رہا ہے۔ یہ روزانہ کا معمول تھا۔ متین رات دیر تک لکھتا پڑھتا رہتا تھا۔ اس لیے ہمیشہ ہی صبح وقت پر جاگنا اس کے لیے مشکل ثابت ہوتا تھا۔ اسکول کے نام پر وہ اُٹھ تو جاتا تھا مگر ہوش ٹھنڈے پانی کے چھینٹوں سے ہی آتا تھا۔ جلدی جلدی نہا دھو کر وہ تیار ہوتا۔

ابو جان اپنی موٹر سائیکل پر سوار گلی میں ہمیشہ انہیں تیار ملتے۔ دونوں بھائی موٹر سائیکل پر سوار ہوتے۔ ابو انہیں اسکول چھوڑ کر اپنے کام پر چلے جاتے۔ آج بھی ابو نے جب موٹر سائیکل اسکول کے سامنے روکی تو اُترتے ہوئے متین نے اسکول کے سامنے ایک خالی کونے کی طرف دیکھا۔ وہاں تو کوئی بھی موجود نہیں تھا مگر نہ جانے کیوں متین کے چہرے پر ناگواری کے تاثرات نظر آنے لگے۔ یاسین اس کیفیت کو سمجھتا تھا۔ وہ جلدی سے بولا۔

''چل بھائی، دیر ہو رہی ہے۔'' وہ اسکول کے اندر چلے گئے اور ابو اپنے کام پر روانہ ہو گئے۔ متین اپنے اسکول کا سب سے اچھا طالب علم تھا۔ اپنی کلاس میں وہ ہمیشہ پہلی پوزیشن حاصل کرتا۔ جہاں وہ اساتذہ کا چہیتا تھا، وہاں وہ گھر والوں کی آنکھ کا تارہ بھی تھا۔ اس پیار اور توجہ نے اسے تھوڑا سا خود سر اور تھوڑا سا مغرور بنا دیا تھا۔ دوسری طرف یاسین کا مزاج قدرے مختلف تھا۔ اس کی فطرت میں اخلاق اور خوش مزاجی جیسے اوصاف موجود تھے۔ البتہ وہ زیادہ پڑھاکو نہیں تھا۔ وقت پر سوتا تھا، وقت پر اُٹھتا تھا اور اس کے بہت سارے دوست بھی تھے۔ اسکول میں بھی اور محلے میں بھی..... متین کو یاسین سے کسی کے ساتھ دوستی پر اعتراض نہیں تھا، مگر ایک لڑکا ایسا تھا جس کے ساتھ یاسین کی دوستی اسے ایک آنکھ نہیں بھاتی تھی۔ اس لڑکے کا نام ریحان تھا اور وہ ہمیشہ بریک ٹائم میں آتا تھا۔ یاسین اس کے ساتھ ہنستا، کھیلتا تو جانے کیوں متین کو جلن کا احساس ہوتا۔

ٹھیک ایک بجے بریک ٹائم کے لیے گھنٹی بجی تو لڑکے کلاسوں سے یوں باہر نکلے جیسے ابھی ابھی قید سے آزاد ہوئے ہوں۔ یہاں بھی متین سب سے پیچھے تھا۔ جلد بازی کی ضرورت ہی کیا تھی۔ متین اسکول سے باہر نکلا تو اسے نظر آنے والا منظر اس کے لیے نیا نہیں تھا۔ صبح اسکول آتے ہوئے متین نے جو کونا خالی دیکھا تھا، اب وہ خالی نہیں رہا تھا۔ یہ خالی کونا اب آباد ہو چکا تھا بلکہ یہاں

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ماہنامہ داستانِ دل ساہیوال

ادب کی دنیا میں ایک نیا نام

نئے لکھنے والوں کے لئے ایک بہترین پلیٹ فارم

اگر آپ لکھاری ہیں اور تحریر کسی مستند ادارے میں بھیجنا چاہتے ہیں تو ابھی داستانِ دل کو بھیجیں۔ آپ کی تحریر قریب کے شمارے میں پبلش کی جائے گی۔ آپ اپنے افسانے، ناولٹ، ناولز، کہانیاں، جگ بیتیاں، آپ بیتیاں، غزلیں یا پھر نظمیں ہمیں ای میل کے ذریعے، ڈاک کے ذریعے یہاں تک کہ وٹس ایپ کے ذریعے بھی بھیج سکتے ہیں۔ بس آپ کی تحریر اردو میں لکھی ہونی چاہیئے۔ اگر آپ نئے لکھاری ہیں تو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، آپ اپنی تحریر ہمیں بھیجیں ہم اس کو صحیح کر کے اپنے شمارے کا حصہ بنائیں گے۔ اگر آپ لکھنا نہیں جانتے تب بھی آپ کو فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں آپ ہمیں کوئی بھی اچھی سی غزل یا اقوال زریں انتخاب کے لئے بھیج سکتے ہیں۔ وہ بھی داستانِ دل کا حصہ بنے گا۔ اس کے علاوہ آپ اپنی تحریر موبائل پر بھی میسج کر سکتے ہیں بس اردو میں تحریر ہو۔

ہمارے داستانِ دل کے سلسلے کچھ اس طرح سے ہیں

محبت نامے، ملک کی ممتاز شخصیات کا انٹرویو، افسانے ناولز، ناولٹ، غزلیں، نظمیں، حمد، نعت اور انتخاب

اس کے علاوہ آپ کی ہر تحریر کو ہمارے شمارے میں خاص جگہ دی جائے گی۔ آپ ہمارے سارے شمارے پاک سوسائٹی ڈاٹ کام پر پڑھ سکتے ہیں اور پڑھ کر اپنی رائے دے سکتے ہیں

ہمارا ایڈریس ہے۔

ندیم عباس ڈھکو چک نمبر L۔5/79 ڈاکخانہ 5.L/78 تحصیل و ضلع ساہیوال

وٹس ایپ نمبر:03225494228

ای میل ایڈریس ہے abbasnadeem283@gmail.com

www.paksociety.com

لڑکوں کا میلہ لگا ہوا تھا۔ تمام لڑکوں نے ریحان کو گھیر رکھا تھا اور یاسین ان سب میں پیش پیش تھا۔

''مجھے دو ریحان بھائی.....''

''مجھے بھی دو، ریحان بھائی! بس ایسی ہی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ ایسے میں یاسین نے متین کو دیکھ لیا۔

''آجاؤ بھائی.....'' اس نے شوخی سے آواز لگائی۔ ریحان بھی مسکرایا مگر متین نے ناگواری سے منہ پھیر لیا۔

بریک ٹائم میں ریحان یہاں نان چنے کی ریڑھی لگاتا تھا۔ وہ ایک غریب لڑکا تھا۔ ابو کا سایہ سر پر نہیں تھا۔ امی چنے بنا دیتی تھیں۔ نان وہ نان بائی سے خرید لیتا تھا۔ یوں روزی روٹی کا وسیلہ بنا ہوا تھا۔ ریحان اعلیٰ ظرف کا مالک تھا۔ بریک ٹائم میں بچوں کو بھوک ستاتی تھی تو سب ریحان کے نان چنے کھاتے تھے۔ جن بچوں کے پاس جیب خرچ نہیں ہوتا تھا، ریحان انہیں بھی ایک نان اور تھوڑے سے چنے دے دیا کرتا تھا۔ یاسین کی ریحان کے ساتھ دوستی پہلے دن ہی ہوگئی تھی۔ اب وہ بریک ٹائم میں ریحان کی مدد کرتا تھا۔ پیالی میں چنے ڈال دیئے۔ ریحان جھوٹے برتن دھوتا تو یاسین اتنی دیر میں نئے آنے والے گاہکوں کو سنبھالتا۔ کسی کو دس روپے کے چنے دیتا تو کسی کو بیس روپے کے..... یاسین کی یہ ادا ریحان کو تو پسند تھی مگر متین کو سخت ناپسند۔

''آجاؤ بھائی..... کھانا کھالو'' یاسین نے متین کو پھر سے آواز دی۔ متین نے نفی میں سر ہلایا اور غصے سے بولا۔

''مجھے اسپتال جانے کا شوق نہیں ہے۔'' اس کی بات سن کر ریحان الجھ کر رہ گیا۔ وہ سوچنے لگا۔

''میرے نان چنے کھا کر کوئی اسپتال کیسے پہنچ سکتا ہے۔ یہ تو گھر میں میری امی کی بنائی ہنڈیا ہے۔''

متین کا خیال کچھ اور تھا۔ اسکول میں جب بھی کوئی طالب علم بیمار ہو جاتا تو متین بس ایک ہی بات کہتا۔

''اور کھاؤ ریحان کے نان چنے.....'' اس نے کتنی بار اپنے اساتذہ سے بات کی کہ اسکول کے سامنے سے ریحان کی ریڑھی ہٹا دی جائے کیوں کہ اس کے ہاتھ آلودہ ہوتے ہیں، اس کے برتن جراثیموں والے ہوتے ہیں، اس کے نان چنے بیماری کا گھر ہیں مگر اساتذہ نے اس کی بات نہیں مانی۔ ایک تو کم خرچ میں بچوں کو کھانے پینے کا سامان مل جاتا تھا، دوسرے اسکول کی انتظامیہ ریحان کے متعلق جانتی تھی۔ وہ کسی غریب سے اس کی روزی روٹی چھین لینے کا گناہ اپنے سر نہیں لے سکتے تھے مگر متین ہر بات سے غافل تھا۔ اگر اسے بھوک لگتی تو وہ بیکری سے پیکٹ بند اشیاء لے کر کھاتا۔ رفتہ رفتہ ریحان کے ساتھ اس کی نفرت میں اضافہ ہی ہوتا چلا جا رہا تھا۔ یاسین ساری بات سمجھتا تھا مگر خاموش رہتا تھا۔

اسکول میں متین کے چند ہم خیال لڑکے بھی موجود تھے۔ ایک دن متین کو پریشان دیکھ کر اس کے دوستوں کا گروپ اس کے پاس چلا آیا۔ ''کیا بات ہے متین.....'' انہوں نے متین سے پوچھا۔

''سوچ رہا ہوں کہ اس ریحان کی چھٹی کیسے کروائی جائے۔ جانے کیوں اسے دیکھ کر غصہ آتا ہے اور کبھی کبھی تو پڑھنے میں بھی دل نہیں لگتا۔''

''یہ کون سی مشکل بات ہے۔'' اس کا ایک دوست بولا۔

''کل ہی دیکھو.....'' متین فکرمند ہو کر بولا۔

''مگر میں لڑائی جھگڑا نہیں چاہتا۔''

''چند کام پیار محبت سے بھی ہو جاتے ہیں، فکر مت کرو۔ ہم تو گاتے گاتے ریحان کی چھٹی کروا دیں گے۔''

''کیا مطلب؟'' متین حیرت سے بولا۔

''کل دیکھ لینا.....''

''جانے کل کیا ہونے والا ہے.....'' متین اندازے لگا رہا تھا مگر اس کے ہاتھ کوئی سرا نہیں لگ رہا تھا۔ پھر وہ لمحہ آیا جس کا متین کو انتظار تھا۔ بریک ٹائم کی گھنٹی بجی تو لڑکے ریحان کی ریڑھی کی طرف لپکے۔ آج بھی یاسین، ریحان کے ساتھ تھا۔ پھر متین کے دوست آگے بڑھے۔ انہوں نے ریحان کو گھیر لیا۔ اب وہ تالیاں پیٹ رہے تھے۔ پھر ایک لڑکا بے سری آواز میں بولا۔

''کھالو چنے کرارے.....
پیٹ میں بھر لو شرارے.....
درد سے ہوگا حال بُرا.....
جاؤ گے تم سب مارے.....
کھالو چنے کرارے.....
ہم ہیں امی، ابو کے سہارے.....
پڑھنا، لکھنا بھی ہے پیارے.....
گر کھاؤ گے ریحان کے چنے.....
بے موت مارے جاؤ گے سارے.....
کھالو چنے کرارے.....

متین اسکول کے گیٹ پر کھڑا یہ تماشا دیکھتے ہوئے مسکرا رہا

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

تھا۔ اس ذلت سے ریحان گھبرا گیا۔ اس نے جلدی سے اپنی ریڑھی آگے بڑھا دی مگر اس کی آنکھوں میں موجود آنسو یاسین نے دیکھ لیے تھے۔ یاسین سمجھ گیا کہ یہ متین اور اس کے دوستوں کی ملی بھگت ہے۔ اب یاسین کو چپ لگ گئی۔ اسے متین کی یہ حرکت انتہائی ناگوار محسوس ہو رہی تھی۔

رات بارہ بجے کے قریب ابو جان گھر واپس لوٹے۔ متین اس وقت بھی ہوم ورک میں مصروف تھا۔ ابو کو دیکھ کر یاسین بستر سے باہر نکل آیا۔ اس نے ابو کو ساری کہانی سنائی کہ کس طرح متین نے اپنے دوستوں کے ساتھ مل کر ایک غریب لڑکے کو ذلیل کیا جب کہ متین اپنی بات پر اڑا ہوا تھا۔ ابو نے دونوں طرف کی بات سنی اور پھر آہ بھر کر بولے۔

''اب سو جاؤ، سب ٹھیک ہو جائے گا۔ ابو کے جواب پر یاسین کو حیرت ہوئی۔ انہوں نے متین کو کچھ بھی تو نہیں کہا تھا۔ اگلے دن معمول کے مطابق دونوں بھائی ابو کے ہمراہ اسکول کو روانہ ہوئے۔ اسکول کے سامنے پہنچ کر ابو نے موٹر سائیکل روکی۔

''یاسین تم اسکول جاؤ، متین میرے ساتھ جائے گا۔ مجھے کچھ کام ہے۔'' ابو کی بات سن کر دونوں بھائیوں کو حیرت ہوئی۔

''جی ابو۔'' یاسین چلا گیا۔ ابو نے موٹر سائیکل آگے بڑھا دی۔

''ابو کیا کام ہے؟'' متین نے پوچھا۔

''ذرا ٹھہر جاؤ! سب سمجھ جاؤ گے۔'' ابو متین کے ہمراہ چوراہے پر موجود ایک ہوٹل میں چلے آئے۔ متین نے محسوس کیا کہ یہاں سب ابو کے واقف تھے۔

''تم یہاں بیٹھو، میں ابھی آیا۔'' ابو ہوٹل کے اندرونی حصے میں چلے گئے۔ اب متین دیکھ رہا تھا۔ ہوٹل کے ہال میں بہت سے لوگ بیٹھے ناشتا کرنے میں مصروف تھے، پھر متین نے ایک ایسا منظر دیکھا کہ ایک لمحے کے لیے اس کا دل جیسے دھڑکنا بھول گیا ہو۔ ابو اس کے پاس آئے، اب ان کا لباس بدل چکا تھا۔ وہ اس وقت ویٹر کی وردی میں تھے۔

''متین کوئی سوال مت پوچھنا، بس دیکھتے رہو۔'' متین کوئی سوال پوچھنے کے قابل ہی کب رہا تھا۔

''آیا، صاحب.....'' کسی گاہک نے ابو کو بلایا۔ ابو دوڑ کر اس کے پاس پہنچے، متین دیکھ رہا تھا۔ ایک گاہک نے اپنے ہاتھ میں موجود روٹی ابو کی طرف اُچھالی۔

''اندھے ہو کیا..... جلی روٹی لے آئے۔ سفید روٹی لے کر آؤ!''

''جی صاحب.....'' متین کا کلیجہ پھٹ کر رہ گیا۔ جانے کتنی ہی برساتیں اس کی آنکھوں میں اُتر آئیں۔ وہ روزانہ رات کو اپنے ابو سے پوچھتا تھا۔

''ابو! آپ اتنی دیر سے کیوں آتے ہیں؟''

''بیٹا! چھٹی تو پانچ بجے ہو جاتی ہے، مگر میں اضافی وقت دیتا ہوں۔''

''ابو! آپ اتنا کام مت کیا کریں۔''

''کرنا پڑتا ہے بیٹا، تم سب کے لیے۔''

متین یہ تو جانتا تھا کہ ابو ملازمت کرتے ہیں، مگر ملازمت کہاں کرتے ہیں، یہ اس نے آج جانا تھا۔

دن گزرا، پھر رات بھی گزر گئی۔ گھر کا کوئی فرد نہیں جانتا تھا کہ متین پر کیا گزری۔ اگلے دن ابو دونوں بھائیوں کو اسکول چھوڑ کر کام پر چلے گئے۔ متین نے اسکول کے سامنے خالی کونے کی طرف دیکھا۔ وہاں کوئی نہیں تھا۔ آج متین کا پڑھنے میں بھی دل نہیں لگ رہا تھا۔ جانے وہ کہاں کھویا ہوا تھا۔ پھر بریک ٹائم کی گھنٹی بجی۔ بچے شور مچاتے باہر کو لپکے۔ متین سب سے آخر میں باہر نکلا۔ ریحان نان چنے کی ریڑھی کے ساتھ اپنی جگہ پر موجود تھا۔

''کیوں..... کیا خیال ہے؟ آج پھر سے گیت گائیں۔'' متین کے دوست اس کے پاس چلے آئے۔

''رُکو! آج جو کرنا ہے، مجھے کرنا ہے۔'' متین آگے بڑھا۔ ریحان گھبرا گیا۔ یاسین حیرت سے متین کی طرف دیکھ رہا تھا۔ کوئی نہیں جانتا تھا کہ متین کیا کرنے والا ہے۔ متین ریڑھی کے پاس آ کر رُکا۔

''بھوک لگی ہے مجھے بھی نان چنے دو۔'' کہتے کہتے جانے کیوں متین کی آنکھیں بھر آئیں۔

''ابھی لو بھائی.....'' ریحان نے جلدی سے پیالی میں چنے ڈالے اور ایک نان متین کی طرف بڑھا دیا۔ متین نے نوالہ بنایا اور منہ میں رکھ لیا۔ کھانے میں ماں کے ہاتھوں سے بنائے کھانے کی لذت موجود تھی۔ متین کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے۔

''کیا ہوا بھائی..... مرچیں زیادہ تو نہیں۔'' ریحان پریشان ہو گیا۔

''نہیں تو..... میٹھے ہیں۔'' اس نے بڑی مشکل سے بات مکمل کی۔ اس کی بات کوئی بھی سمجھنے کے قابل نہیں تھا۔ اس کے دل میں احساس جاگ اٹھا تھا اور یہ احساس جگانے والا کوئی اور نہیں..... اس کے ابو تھے۔

☆☆☆

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

لی جنڈری کرکٹر
لٹل ماسٹر حنیف محمد

عبدالوحید مزاج

لی جنڈری کرکٹر لٹل ماسٹر حنیف محمد بھی داغِ مفارقت دے گئے، اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور ان کے درجہ جات بلند کرے۔

دُنیائے کرکٹ کے عظیم بیٹسمین حنیف محمد 22 دسمبر 1934ء کو جونا گڑھ بھارت میں پیدا ہوئے۔ ان کا قد 5 فٹ اور 3 انچ تھا اے جی اسکول جونا گڑھ اور سندھ مدرسہ اسکول کراچی میں تعلیم حاصل کرنے والے حنیف محمد کو بچپن سے ہی کھیلوں کا شوق تھا کیوں کہ ان کے والد خود بھی اسپورٹس مین تھے۔ ان کے والد شیخ اسماعیل محمد وکٹ کیپر اور بہترین کلب کرکٹر تھے۔ ان کی والدہ امیر بی بی جونا گڑھ بھارت میں قیامِ پاکستان سے پہلے متحدہ ہندوستان کی بیڈمنٹن اور ٹینس چیمپئن تھیں۔

حنیف محمد اپنے بھائیوں وزیر محمد، رئیس محمد، مشتاق محمد اور صادق محمد کے ساتھ شام کو بجلی کی روشنی میں محلے کے لڑکوں کے ساتھ فرضی ٹیسٹ میچ کھیلا کرتے۔ چنانچہ یہ شوق انہیں آگے پروان چڑھنے میں فائدہ دے گیا۔ 1948ء میں جب یہ خاندان ہجرت کرکے کراچی آیا تو سندھ مدرسہ کے کوچ ماسٹر عبدالعزیز نے ان کی صلاحیتیں فوراً بھانپ لیں۔ روبی شیلڈ انٹر اسکول ٹورنامنٹ میں حنیف محمد نے کے جی اے گراؤنڈ پر چرچ مشن اسکول کے خلاف کھیلتے ہوئے ساڑھے سات گھنٹے کریز پر رہتے ہوئے 305 رنز اسکور کیے تو ان کی صلاحیتیں مزید نکھر کر سامنے آئیں اور پاکستان کی ٹیم میں شامل کر لیے گئے۔ دورۂ بھارت کے لیے ان کا نام جب ٹیم میں آیا تو 1952-53ء میں امرتسر میں نارتھ زون کے خلاف اپنے پہلے ہی میچ کی دونوں اننگز میں سنچریاں اسکور کر کے یادگار بنا دیا اور پھر اپنے پہلے ہی ٹیسٹ میچ میں کھیل کر نصف سنچری اس وقت بنائی جب پاکستانی ٹیم کے کھلاڑی آؤٹ ہوئے جا رہے تھے لیکن انہوں نے 3 گھنٹے اور 40 منٹ وکٹ پر کھڑے ہو کر 51 رنز اسکور کیے۔

حنیف محمد کو اسی دوران لٹل ماسٹر کا ٹائیٹل مہاراج کمار آف نگرم نے دیا۔ دورۂ بھارت کے بعد انگلینڈ میں بھی حنیف محمد نے شاندار بیٹنگ کی اور اپنی صلاحیتوں کا اظہار کیا اسی طرح 58-1957ء کے ویسٹ انڈیز دورے میں بھی انہوں نے اعلیٰ کارکردگی کا مظاہرہ کیا اور 337 رنز کی لافانی اننگ کھیلی جو ریکارڈ 16 گھنٹے 39 منٹ پر مشتمل تھی۔ قائداعظم ٹرافی میں کراچی کی جانب سے بہاولپور کے خلاف 499 رنز بھی ان کی عظمت کا منہ بولتا ثبوت تھے۔

1964-65ء میں آسٹریلیا کا دورہ کیا تو میلبورن میں 104 اور 93 رنز اسکور کیے۔ حنیف محمد اپنے بھائیوں مشتاق محمد اور صادق محمد کے ہمراہ ایک ہی ٹیسٹ میں ایک ساتھ کھیلے جو کہ ایک منفرد اعزاز تھا۔ دو دہائیوں تک راج کرنے والے حنیف محمد نے بالآخر 70-1969ء میں ریٹائرمنٹ کا اعلان کر دیا۔ انہوں نے 55 ٹیسٹ میچز کھیلے، 3915 رنز بنانے والے مایہ ناز بیٹسمین نے 12 سنچریاں اور 15 نصف سنچریاں اسکور کیں جب کہ بطور فیلڈر، وکٹ کیپر کے 40 کیچز پکڑے، تاہم وہ صرف ایک ہی وکٹ حاصل کر سکے۔

نومبر 1959ء میں شادی کرنے والے حنیف محمد کے دو بیٹے کرکٹر شعیب محمد اور شاہ زیب محمد کے علاوہ ان کی بیٹی سیماں ہیں۔

دُنیائے کرکٹ کی تاریخ جب بھی مرتب کی جائے گی، حنیف محمد کا نام سنہری حروف میں لکھا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ حنیف محمد کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور لواحقین و سوگواران اور مداحین کو صبرِ جمیل دے۔ آمین!

☆☆☆

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

شجر

شجر جتنے گھنے چھتنار ہوں گے
تو پھر اتنے ہی سایہ دار ہوں گے
شجر ہوں گے تو پھر سایہ بھی ہو گا
ہمارے پاس سرمایہ بھی ہو گا
ہر اک شاخِ شجر کہتی ہے ہم سے
مجھے نسبت ہے اِک باغِ ارم سے
کریں گے صاف یہ آب و ہوا کو
پھلوں سے یہ بڑھائیں گے غذا کو
مرے بچو شجر تم بھی لگاؤ
خود اپنے گھر میں اک پودا اگاؤ
بڑھاؤ قدر و قیمت اپنے گھر کی
اسی میں ہے بھلائی ہر بشر کی

(کرامت بخاری، لاہور)

آپ تو نحیف نظر آتے ہیں.....

قائداعظمؒ سے کسی نے بڑے ادب سے پوچھا۔ ''قائداعظم! دیکھنے میں آپ اس قدر نحیف سے آدمی نظر آتے ہیں لیکن یہ بات بالکل سمجھ میں نہیں آتی کہ آپ اپنی قوم کی خاطر اس قدر مشقت کس طرح برداشت کر رہے ہیں۔ براہِ کرم یہ سمجھا دیجیے کہ آپ اس حالت میں اتنا کچھ کیوں کر لیتے ہیں؟'' قائداعظمؒ نے برجستہ جواب دیا۔ ''دو وجہ سے، ایک تو اس لیے کہ میں بہت کم کھاتا ہوں اور دوسرے اس لیے کہ میرے دل کے اندر کوئی چور نہیں ہے۔''

(احور کامران، لاہور)

تین شرارتی بچے

تین شرارتی بچے پیارے
عنبر ، عبداللہ ، نصر
سب کو ہنسانے میں
نہیں چھوڑتے کوئی کسر
جتنا مرضی انہیں ڈانٹو
نہیں ان پر کوئی اثر
چھیڑتے ہیں وہ ڈالی ڈالی
توڑتے رہتے ہیں شجر
رونق انہی سے ہے زندگی میں
یوں ہی وقت ہو رہا ہے بسر

(عروضیہ سیال، لاہور)

وقعہ ایک بزرگ کا

ایک مرتبہ حضرت عبداللہ خفیفؒ نے حج کی نیت سے اپنے ہمراہ ڈول و رسّی لے کر سفر شروع کر دیا اور راستے میں شدّتِ پیاس کے عالم میں دیکھا کہ ایک چشمے پر ہرن پانی پی رہا ہے لیکن جب آپ چشمے پر پہنچے تو پانی نیچے ہو گیا۔ یہ دیکھ کر آپ نے خدا تعالیٰ سے عرض کیا کہ یااللہ کیا میرا درجہ ہرنوں سے بھی کم ہے۔ ندا آئی کہ چوں کہ ہرنوں کے پاس ڈول و رسّی نہیں تھی، اس لیے ہم نے پانی کو ان کے نزدیک کر دیا لیکن تمہارے پاس ڈول و رسّی تھی، اس لیے پانی دُور کر دیا گیا۔ یہ سن کر آپ نے عبرت کے طور پر ڈول و رسّی پھینک دی اور پانی پیئے بغیر آگے چل دیئے، پھر ندا آئی کہ ہم نے تو محض تمہارے صبر کا امتحان لیا تھا۔ اب واپس جا کر پانی پی لو۔ جس وقت آپ دوبارہ چشمے پر پہنچے تو پانی اوپر آ گیا تھا اور آپ نے اطمینان سے پانی پیا اور وضو کیا اور اسی وضو سے مدینہ منورہ میں داخل ہوئے پھر جب حج سے واپسی کے بعد بغداد میں حضرت جنید سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے فرمایا کہ اگر تھوڑا سا صبر کر لیتے تو پانی تمہارے قدموں میں آ جاتا۔

(بشریٰ حسینی، کلورکوٹ)

تاجر کی نیک خصلتیں

حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تاجروں کی تین خصلتیں ہوں تو ان کی کمائی عمدہ اور حلال ہو گی۔

1- جب وہ کسی سے کوئی چیز خریدے تو اس کی بُرائی نہ کرے۔
2- جب وہ کسی کو کوئی چیز فروخت کرے تو اس کی بے جا تعریف نہ کرے یعنی خریدار سے مال کا عیب نہ چھپائے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

3- خریداری کے درمیان جھوٹی قسم نہ کھائے۔ (سویرا کامران، لاہور)

ماں کی شان

☆ ماں کے قدموں تلے جنت ہے۔ (حدیث نبویؐ)

☆ ماں کی نافرمانی کرنا کبیرہ گناہوں میں سے بڑا گناہ ہے۔ (حدیث نبویؐ)

☆ ماں کی نافرمانی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ (حدیث نبویؐ)

☆ ماں کی خوشنودی دُنیا میں باعثِ دولت اور آخرت میں باعثِ نجات ہے۔ (شیخ سعدیؒ)

☆ ماں کی اصل خوب صورتی اس کی محبت ہے۔

☆ میری ماں دُنیا کی خوب صورت ماں ہے۔ (محمد علی جوہر)

☆ ماں کے بغیر گھر ایک قبرستان ہے۔ (برنارڈ شا)

☆ ماں کی آغوش انسان کی پہلی درس گاہ ہوتی ہے۔ (ارسطو)

☆ ماں زندگی کی تاریک راہوں میں روشنی کا مینار ہے۔ (آرچ بولڈ)

(محمد علیم نظامی، لاہور)

جواہرات سے قیمتی

☆ دُنیا کی تھکن اُتارنے کا بہترین ذریعہ ذکر ہے۔

☆ سکون سے رہنا چاہتے ہو تو لوگوں سے وعدے کم کرو۔

☆ بہترین مطالعہ انسانوں کا مطالعہ ہے۔

☆ خود پسندی سب سے بڑی تنہائی ہے۔

☆ اپنے آپ پر اعتماد رکھنے والے ہی فتح حاصل کرتے ہیں۔

☆ وطن کی محبت ایمان کا حصہ ہے۔

☆ ہر مقصد میں اللہ کی بڑائی، ملک کی بھلائی اور حق کی تلاش پیشِ نظر رکھو۔

☆ محنت سے گھبرانے والے کبھی ترقی نہیں کرتے۔

☆ ذاتی جھونپڑی کرائے کے محل سے بہتر ہے۔

☆ زبان کو شکوے سے روکو، خوشی کی زندگی عطا ہوگی۔

(اسد اللہ، فیصل آباد)

احادیث مبارکہ

☆ تم ایسے آدمی کے پاس نہ جانا جو غیب کے علم کا دعویٰ کرنے والا ہو۔ (صحیح مسلم)

☆ سجدہ کبھی مردوں کو نہ کرو۔ (صحیح مسلم)

☆ لذتوں کو ختم کرنے والی موت کو ہمیشہ یاد رکھو۔ (صحیح بخاری)

☆ دُنیا میں ایسے رہو جیسے اجنبی یا مسافر۔ (صحیح بخاری)

☆ اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو تر و تازہ رکھتا ہے جو حدیث کو سنے اور پھیلائے۔ (صحیح مسلم)

☆ جس نے اللہ کے لیے مسجد بنائی، اللہ اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا۔ (متفق علیہ)

☆ حسد سے بچو کیوں کہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو۔ (ابو داؤد)

(خدیجہ تحریم، رینالہ خورد)

حضرت موسیٰ علیہ السلام

موسیٰ قدیم مصری زبان کا لفظ ہے جو دو کلمات (مو+شا) کا مرکب ہے مو کا مطلب پانی جب کہ شا کا مطلب شجر یعنی درخت ہے۔ آپ کو موسیٰ اس لیے کہا گیا کیوں کہ آپ کی والدہ نے آپ کو فرعون کے ڈر سے پانی میں ڈال دیا تھا۔ اس طرح صندوق میں بند فرعون کے محل پہنچے تو وہاں کے لوگوں نے آپ کو نکال لیا اور آپ کو موسیٰ یعنی پانی سے نکالا ہوا کہا جانے لگا۔ (کظیمہ زہرہ، لاہور)

قصور

ایک دفعہ جنگل میں دن کے وقت ایک چیتے کی گدھے سے بحث ہوئی۔ چیتے نے کہا۔ آسمان کا رنگ نیلا ہے اور گدھے نے کہا کہ کالا ہے حالاں کہ بات چیتے کی ٹھیک تھی۔ چیتے نے کہا، چلو جنگل کے بادشاہ کے پاس چلتے ہیں۔ دونوں شیر کے پاس گئے اور واقعہ سنایا تو شیر نے کہا۔

''چیتے کو جیل میں ڈال دو۔'' چیتے نے احتجاج کیا۔ ''بادشاہ سلامت! میری بات ٹھیک ہے اور جیل بھی مجھے جانا پڑ رہا ہے۔'' شیر نے کہا۔ ''بات سچ اور جھوٹ کی نہیں، تمہارا قصور یہ ہے کہ تم نے ایک گدھے سے بحث کی ہے۔'' (محمد احمد، لاہور)

حکمت و دانائی

☆ زبان اکثر انسان کو مصیبت میں پھنسا دیتی ہے۔ (حضرت ابوبکر صدیقؓ)

☆ کم بولنا بہت بڑی حکمت ہے۔ (حضرت علیؓ)

☆ کام یاب ہونا چاہتے تو تو بولو کم سنو زیادہ۔ (بقراط)

☆ عقل مند اس وقت بولتا ہے جب خاموشی ہوتی ہے۔ (شیخ سعدیؒ)

(عبدالمقیت عزیز، فیصل آباد)

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

میری زندگی کے مقاصد

حافظ عبداللہ صدیقی، وہاڑی
میں بڑا ہو کر سائنس دان بن کر ملک و قوم کی خدمت کروں گا۔

فاطمہ شیر، فیصل آباد
میں بڑی ہو کر ڈاکٹر بنوں گی اور غریبوں کا مفت علاج کر کے انسانیت کی خدمت کروں گی۔

منیب الرحمان، واہ کینٹ
میں بڑا ہو کر ڈاکٹر بنوں گا اور غریبوں کا مفت علاج کروں گا۔

محمد عثمان، چونیاں
میں بڑا ہو کر آرکیٹکچر اور محب وطن انسان بننا چاہتا ہوں۔

مبارک علی رضا، لاہور
میں انجینئر بن کر ملک و قوم کی خدمت کروں گا۔

محمد حذیفہ خالد، واہ کینٹ
میں ایس ایس جی کمانڈو بن کر خلوص دل سے پاکستان کی خدمت کروں گا۔

فاطمہ خالد، لاہور
میں بڑی ہو کر سائنس دان بننا چاہتی ہوں اور اپنے ملک کا نام روشن کرنا چاہتی ہوں۔

محمد سعد گل سید، چارسدہ
میں انجینئر بن کر پاکستان کا نام روشن کروں گا۔

محمد خلیل، جھنگ
میں فوج میں شامل ہو کر ملک کی خدمت کرنا چاہتا ہوں۔

علی طاہر، ٹوبہ ٹیک سنگھ
میرا مقصد ڈاکٹر بن کر غریب لوگوں کا مفت علاج کرنا ہے۔

ارحم ایوب، لاہور
میں فوجی افسر بن کر اپنے پاک وطن کی حفاظت کر کے اپنے والدین اور اساتذہ کرام کا نام روشن کروں گا۔

محمد ولید، گوجر خان
میں بڑا ہو کر انجینئر بنوں گا اور ملک و قوم کی خدمت کروں گا۔

سمیع اللہ، [illegible]
میں انجینئر بن کر ملک کی خدمت کروں گا اور والدین کا نام روشن کروں گا۔

مریم زاہد، اسلام آباد
میں بڑی ہو کر ڈاکٹر بننا چاہتی ہوں۔

لائبہ ندیم، میانوالی
میں پائلٹ بن کر قوم کی خدمت کرنا چاہتی ہوں۔

عبدالمعیز رفیع، فیصل آباد
فوجی افسر بن کر وطن کا دفاع کروں گا۔

زینب عقیل، لاہور
میں چاہتی ہوں کہ پڑھ لکھ کر اچھا انسان بنوں اور اپنے والدین کی خدمت کروں۔

سعد علی، لاہور
میں ڈاکٹر بن کر انسانیت کی خدمت کرنا چاہتا ہوں۔

سدرہ ظفر، راولپنڈی
میں بڑی ہو کر عالم دین بن کر دنیا میں دین پھیلاؤں گی اور دین کی خدمت کروں گی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

پوری جماعت پر سناٹا طاری تھا۔ پانچویں جماعت کے تمام طالب علم اپنی پوری توجہ مس رابعہ پر مرکوز کیے ہوئے تھے۔ سامنے دیوار پر لگے بلیک بورڈ پر آج کی تاریخ اور دن درج تھا۔ بورڈ سے اوپر دیوار پر وال کلاک کی سوئیاں نو بجنے کی نشاندہی کر رہی تھیں۔ کھلی اور ہوادار کھڑکیاں، ہوا کو خوش آمدید کہہ رہی تھیں۔ مس رابعہ ہاتھ میں چیک شدہ پیپرز کلاس کے طالب علموں کو واپس کرنے لگیں۔ تقریباً تمام بچوں نے شان دار نمبر حاصل کیے تھے۔ وہ پہلی رو سے ہوتی ہوئیں جب وہ دوسری رو تک آئیں تو آخری بنچ پر بیٹھا فائز مس کے تیور دیکھ کر گھبرا اُٹھا۔ اسے کچھ کچھ اندازہ ہو رہا تھا کہ اس کے نمبر بہت کم ہیں۔ مس نے اسے اس کا ٹیسٹ تھمایا تو وہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اس نے تیس میں سے صرف آٹھ نمبر لیے ہیں۔ مس اسے گھور کر دیکھنے لگیں تو وہ بے اختیار کھڑا ہو گیا۔ فائز ہمیشہ بہترین نمبر حاصل کر کے ہر ٹیسٹ میں ٹاپ کرتا تھا، مگر آج اس کے نہایت کم نمبر آئے تھے۔ ندامت سے اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور وہ چور نگاہوں سے باقی طالب علموں کی طرف دیکھنے لگا جو اسے ہی دیکھ رہے تھے۔ اسے محسوس ہوا کہ وہ سب اس پر ہنس رہے ہیں، مگر ایسا کچھ نہ تھا۔ چونکہ وہ خود دوسروں کو مذاق کا نشانہ بناتا تھا، سو اسے لگا کہ آج سب اس سے بدلہ لے رہے ہیں۔ مس کی آنکھوں میں بے یقینی دوڑنے لگی۔

''فائز!'' مس نے اسے مخاطب کیا۔ ''کل ٹیسٹ تیار نہیں کیا تھا؟ آپ نے اپنے نمبرز دیکھے ہیں، آپ کلاس کے ٹاپر ہیں، اگر آپ کا یہ حال ہو گا تو باقی بچے کیا کریں گے؟'' وہ ایک لمحے کے لیے رُکیں۔ ''باقی تمام طالب علموں کے آپ سے زیادہ نمبر ہیں۔ آپ نے صرف آٹھ نمبر حاصل کیے ہیں۔'' مس یہ کہتی ہوئیں آخری بنچ کی طرف چل دیں۔ حمزہ بھی اس کی جماعت کا ہونہار طالب علم تھا، مگر وہ فائز سے ذرا کم ہی نمبر حاصل کر پاتا تھا۔ پچھلے ٹیسٹ میں وہ بہت کم نمبر حاصل کر پایا تھا۔ اس کی وجہ والدہ کی خرابیٔ صحت تھی اور وہ پوری توجہ سے ٹیسٹ تیار نہ کر پایا تھا۔ فائز نے اس کے کم نمبروں کو اپنی بہت بڑی فتح جانا تھا۔ وہ سمجھ رہا تھا کہ حمزہ کبھی بھی اس سے آگے نہیں نکل سکتا اور وہ ہمیشہ اس سے شکست کھاتا رہے گا۔ ابھی کل ہی کی تو بات ہے کہ اس نے دورانِ وقفہ، حمزہ کو بہت بدتمیزی سے للکار کر ٹیسٹ تیار کرنے کا کہا تھا کہ آج کا یہ ٹیسٹ دونوں کے لیے چیلنج ہو گا۔ مس حمزہ کا ٹیسٹ ہاتھ میں لیے، اس کے بنچ کے پاس کھڑی ہو گئیں۔ ان کی آنکھوں میں عجیب سی چمک تھی۔

''سب سے زیادہ نمبر حاصل کرنے والا ہونہار بچہ حمزہ ہے، جس نے اپنی محنت اور لگن سے یہ ثابت کر کے دکھا دیا کہ وہ بھی

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

کسی سے کم نہیں ہے۔'' چند لمحوں کی خاموشی کے بعد وہ دوبارہ گویا ہوئیں۔ ''حمزہ کے لیے تالیاں بجائی جائیں، یہ تعریف کے مستحق ہیں۔ انہوں نے انتیس نمبر حاصل کر کے اس ٹیسٹ میں اول پوزیشن حاصل کی ہے۔'' مس نے یہ کہہ کر اسے اس کا ٹیسٹ تھمایا تو وہ بے اختیار اپنی جگہ کھڑا ہو گیا۔ خوشی اس کے انگ انگ سے پھوٹ رہی تھی۔

''شکریہ مس۔'' یہ کہہ کر اس نے وہ ٹیسٹ تھام لیا اور اس پر نظریں دوڑانے لگا۔ بڑا سا ''گڈ'' اس کی کامیابی پر نازاں تھا۔ مس واپس اپنی ٹیبل کے پاس گئیں اور اپنا بیگ کھول کر اس میں سے کچھ نکالنے لگیں۔ وہ ایک خوب صورت کور والی کتاب تھی، جس پر مس کا آٹو گراف بھی تھا۔ بورڈ کے سالانہ امتحانات سے پہلے یہ آخری ٹیسٹ تھا جس میں فائز بُری طرح ناکام ہو چکا تھا۔ مس نے حمزہ کا نام بولتے ہوئے اسے اپنے پاس بلایا اور گفٹ اسے تھما دیا۔ دراصل انہوں نے تمام بچوں سے وعدہ کیا تھا کہ وہ ایک کتاب تحفے کے طور پر اس طالب علم کو دیں گی جو اس ٹیسٹ میں اول آئے گا۔ جب مس چلی گئیں تو تمام بچے اشتیاق سے حمزہ کے اردگرد جمع ہو گئے اور مس کا آٹو گراف پڑھنے کی خواہش ظاہر کرنے لگے۔ حمزہ وہ کور اُتارنے لگا۔ فائز اپنی جگہ پر بیٹھا تھا۔ اس میں ہمت نہیں ہو رہی تھی کہ وہ حمزہ کو مبارک باد ہی دے دے۔ اس نے اپنے دل میں غرور کو جگہ دی تھی۔ وہ حمزہ کو نیچا دکھانا چاہتا تھا اور اب خود سر جھکا کر بیٹھا تھا۔ اسے کل شام کا وہ وقت بھی یاد آیا جب اس کی والدہ نے اس سے اپنا ٹیسٹ یاد کرنے کو کہا تو وہ ماتھے پر شکنیں سجائے، لاپرواہی سے ''اچھا'' کہہ کر اوپر چھت پر پتنگ اُڑانے چل دیا تھا۔ کاش، وہ اپنی والدہ کی بات مان لیتا تو آج شرمندگی سے بچ جاتا۔ کتنی خواہش تھی اسے کہ وہ آٹو گراف حاصل کر کے، دوسرے طالب علموں پر اپنی برتری ثابت کرتا مگر اس کے غرور نے اس کی پچھلی ساری محنت پر پانی پھیر دیا تھا۔ اب اس نے خود کو سدھارنا تھا کہ کہیں بورڈ کے امتحانات میں وہ فیل نہ ہو جائے اور اس کا یہی غرور اسے لے نہ ڈوبے مگر اب اس نے اپنے اس غرور کو خاک میں ملانا تھا۔ ابھی وہ بیٹھا یہی سوچ رہا تھا کہ اسے اپنے کندھے پر کسی کے ہاتھ کا لمس محسوس ہوا تو وہ چونک پڑا۔ اس نے دیکھا کہ حمزہ اس کے پیچھے کھڑا مسکرا کر اسے دیکھ رہا ہے۔ پھر فوراً ہی اس نے فائز کی طرف اپنا ہاتھ بڑھا دیا، فائز ہچکچا رہ گیا۔ یعنی اس نے فائز کو معاف کر دیا تھا۔ وہ فوراً اُٹھ کھڑا ہوا اور حمزہ کو گلے سے لگایا۔ حسد اور کدورتیں کہیں جا سوئی تھیں۔ اب حمزہ اور فائز دونوں اچھے دوست بن گئے۔ دونوں نے مل کر امتحانات کے لیے اسباق دہرانے شروع کر دیئے اور کچھ مہینوں بعد ان کا نتیجہ آیا تو دونوں حیران رہ گئے۔ دونوں کے ایک جیسے نمبر تھے۔ دونوں اپنی جماعت کے ٹاپر بن گئے۔ اب فائز نے فیصلہ کرلیا کہ وہ زندگی میں کبھی بھی حسد کی آگ کو اپنے دل میں جگہ نہ دے گا اور غرور کے بیج کو کبھی بھی اپنے دل میں پنپنے نہیں دے گا۔ اس چھوٹی سی عمر میں اس نے پوری زندگی کے لیے ایک اچھا سبق حاصل کیا تھا۔

☆☆☆

بے اولاد بادشاہ

ایک بادشاہ لاولد تھا۔ جب اس کی موت کا وقت نزدیک آیا تو اس نے وصیت کی کہ میری موت کے دوسرے دن جو شخص سب سے پہلے شہر میں داخل ہو، میری جگہ اسے بادشاہ بنا دیا جائے۔ خدا کی قدرت کا تماشا دیکھیے کہ دوسرے دن جو شخص سب سے پہلے شہر میں داخل ہوا، وہ ایک فقیر تھا جس کی ساری زندگی در در کی بھیک مانگتے اور اپنی گودڑی میں پیوند پر پیوند لگانے میں گزری تھی۔

امیروں، وزیروں نے بادشاہ کی وصیت کے مطابق اسے بادشاہ بنا دیا اور وہ تاج و تخت اور خزانوں کا مالک بن کر بہت شان سے زندگی گزارنے لگا۔ قاعدہ ہے کہ حاسد اور کم ظرف لوگ کسی کو آرام میں دیکھ کر انگاروں پر لوٹنے لگتے ہیں۔ اس فقیر کے ساتھ بھی یہی ہوا جو اب بادشاہ بن گیا تھا۔ اس کے دربار کے کچھ امراء نے آس پاس کے حکمرانوں سے ساز باز کر کے ملک پر حملہ کروا دیا اور بہت سا علاقہ ان حملہ آوروں نے فتح کر لیا۔

اس حادثے کی وجہ سے فقیر بادشاہ بہت افسردہ رہنے لگا۔ اتفاق سے انہی دنوں اس کا ایک ساتھی فقیر ادھر آ نکلا اور اپنے یار کو ایسی حالت میں دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ اس نے اسے مبارک باد دی کہ خدا نے تیرا مقدر سنوارا اور فرش خاک سے اٹھا کر تختِ افلاک پر بٹھا دیا۔

فقیر کی یہ بات بالکل درست تھی۔ کہاں در در کی بھیک مانگنا اور کہاں تختِ سلطنت پر جلوہ افروز ہونا لیکن اس شخص کو تو اب بادشاہ بن جانے کی خوشی سے زیادہ ملک کا کچھ حصہ چھن جانے کا غم تھا۔ غم بھری آواز میں بولا۔ ''ہاں دوست! تیری یہ بات تو غلط نہیں لیکن تجھے کیا معلوم کہ میں کیسی فکروں میں گھرا ہوا ہوں۔ تجھے تو صرف اپنی دو روٹیوں کی فکر ہو گی لیکن مجھے ساری رعایا کی فکر ہے۔

دُنیا کا تو یہ حال ہے کہ اگر یہ ہمیں حاصل نہ ہو تو مفلس ہونے کا غم کرتے ہیں اور جب حاصل ہو جاتی ہے تو اس کی محبت میں ہر چیز کو بھلا دیتے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ دُنیا سے بڑھ کر کوئی بلا نہیں۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

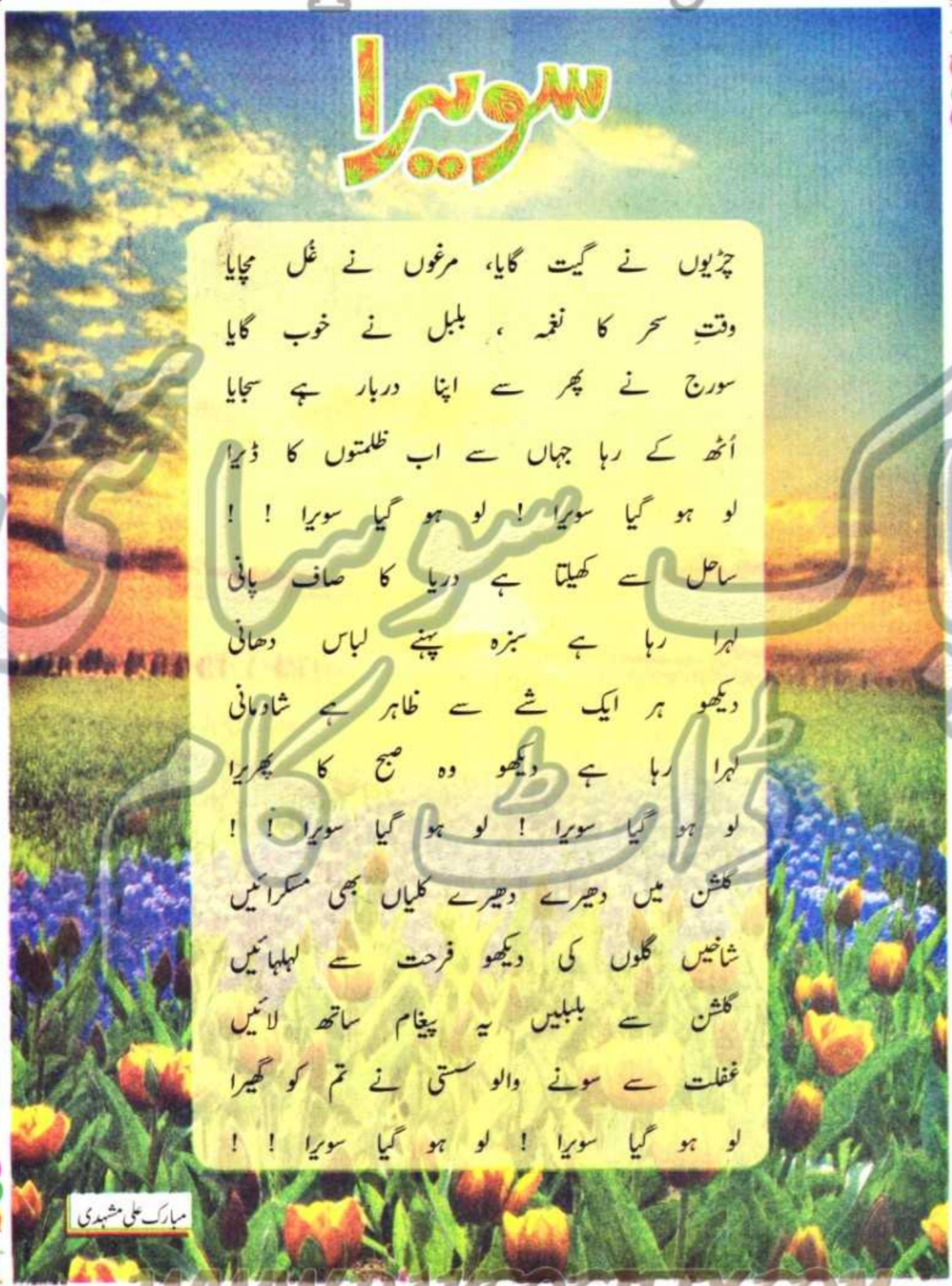

سویرا

چڑیوں نے گیت گایا، مرغوں نے غُل مچایا
وقتِ سحر کا نغمہ ، بلبل نے خوب گایا
سورج نے پھر سے اپنا دربار ہے سجایا
اُٹھ کے رہا جہاں سے اب ظلمتوں کا ڈیرا
لو ہو گیا سویرا ! لو ہو گیا سویرا ! !

ساحل سے کھیلتا ہے دریا کا صاف پانی
لہرا رہا ہے سبزہ پہنے لباس دھانی
دیکھو ہر ایک شے سے ظاہر ہے شادمانی
لہرا رہا ہے دیکھو وہ صبح کا پھریرا
لو ہو گیا سویرا ! لو ہو گیا سویرا ! !

گلشن میں دھیرے دھیرے کلیاں بھی مسکرائیں
شاخیں گلوں کی دیکھو فرحت سے لہلہائیں
گلشن سے بلبلیں یہ پیغام ساتھ لائیں
غفلت سے سونے والو سستی نے تم کو گھیرا
لو ہو گیا سویرا ! لو ہو گیا سویرا ! !

مبارک علی مشہدی

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

http://paksociety.com

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام پر موجود آل ٹائم بیسٹ سیلرز:-

www.paksociety.com

زعفران

زعفران کا شمار قیمتی ترین مصالحہ جات (Spices) میں ہوتا ہے۔ یہ "Crocus Sativus" نامی پودے کے پھول سے حاصل

ہوتا ہے۔ اس پودے کی بلندی 20 سے 30 سینٹی میٹر (8 سے 12 انچ) ہوتی ہے۔ دیکھنے میں پیازنما پودے کے 5 سے 11 تک پتے ہوتے ہیں جنہیں "Cataphylls" کہا جاتا ہے۔ ان کا کام پیاز کے چھلکے کی طرح کا ہوتا ہے جب کہ سبز پتے 1 سے 3 ملی میٹر کے قطر (Diameter) ہوتے ہیں جو پودے کی خوراک بناتے ہیں۔ پھول بھینی بھینی خوشبو پیدا کرتے ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ زعفران میں 150 سے زائد کیمیائی مادے پیدا ہوتے ہیں جو انہیں خوشبو دار اور ذائقے دار بناتے ہیں۔ زعفران کی متعدد اقسام ہیں جو ان کے رنگ ذائقے اور خوشبو کی بنیاد پر ہیں۔ ایران، آسٹریلیا، ترکی، بھارت، پرتگال، اٹلی، اسپین وغیرہ میں زعفران اکثر کھانوں میں استعمال ہوتا ہے۔ زعفران غذائی لحاظ سے بھی وٹامن اے، بی اور سی کا خزانہ ہے۔ کیلشیم، آئرن، میگنیشیم، فاسفورس، پوٹاشیم، سوڈیم اور زنک سے بھرپور زعفران کھانوں کی لذت و خوشبو کو چار چاند لگا دیتا ہے۔ ایک اندازہ ہے کہ زعفران سے انسان 5000 برس قبل بھی واقف تھا۔ زعفران کی کل پیداوار کا تقریباً 90 فی صد ایران اور باقی بھارت، آسٹریلیا، یونان اور مراکو بھی زعفران پیدا کرنے والے ممالک ہیں۔

انسولین

انسولین (Insulin) ایک ہارمون ہے جو ہمارے لبلبہ (Pancreas) سے خارج ہو کر خون میں گلوکوز کی مقدار کو کنٹرول کرتا ہے۔ یہ پروٹین کا بنا ہے اور اسے لبلبہ کے بیٹا سیلز "Beta Cells" خارج کرتے ہیں۔ یہ بات 1869ء میں برلن جرمنی کے

میڈیکل طالب علم "Paul Langerhans" نے معلوم کی کہ لبلبہ میں الفا (Alpha) سیلز اور بیٹا (Beta) سیلز پائے جاتے ہیں جنہیں "Islets of Langerhans" کا نام دیا گیا۔ لفظ انسولین لاطینی زبان کا لفظ ہے جس کا مطلب ہے ''جزیرہ'' (Islets)۔ انسولین کی دریافت کا سہرا ایف بینٹنگ (F.Banting) اور جے جے آر میکلوڈ کے سر ہے۔ انہیں 1923ء میں نوبل ایوارڈ سے نوازا

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

گیا۔ اس ہارمون کی کمی سے شوگر کی بیماری ذیابیطس (Diabetes mellitus) ہو جاتی ہے۔"Dorothy Hodgkin" نامی خاتون کو 1964ء میں نوبل انعام ملا کہ انہوں نے انسولین ہارمون کے کرسٹل ٹھوس حالت میں بیان کیے۔ ایسے مریض جن میں انسولین کی کمی کے باعث شوگر کے مرض کا علاج کرنا ہو انہیں انسولین کے ٹیکے لگائے جاتے ہیں تاکہ جسم سے بیماری کے اثرات کو کم کیا جا سکے۔

اقوام متحدہ

دُنیا کے 193 ممالک کی رکنیت پر مشتمل بین الاقوامی ادارہ اقوام متحدہ کو یو این او "United Nations Organization" بھی کہا جاتا ہے۔ یہ ادارہ 24 اکتوبر 1945ء کو وجود میں آیا۔ اس کا نام امریکی صدر فرینکلن ڈی روز ویلٹ نے تجویز کیا۔ اس ادارے کا بنیادی مقصد دنیا میں امن اور مشترکہ مسائل کو حل کرنا اور جنگ و جدل

سے انسانیت کو بچانا ہے۔ اس کے چھ بڑے ادارے ہیں جن کے تحت سترہ ذیلی ادارے بھی کام کرتے ہیں۔ اہم اداروں میں جنرل اسمبلی، سیکرٹریٹ، عالمی عدالت انصاف، اقتصادی و سماجی کونسل، سیکیورٹی کونسل وغیرہ شامل ہیں۔ جنرل اسمبلی میں تمام ممالک کے رکن بیٹھتے ہیں جن کا ایک صدر ہوتا ہے۔ اسی طرح یو این او سیکرٹریٹ کی سربراہی جنرل سیکرٹری کے سپرد ہوتی ہے۔ اقوام متحدہ کے جنرل سیکرٹری بانکی مون کا تعلق جنوبی کوریا سے ہے۔ ادارہ چلانے کے لیے ممالک چندہ دیتے ہیں۔ ان میں امریکہ، جاپان، چین، جرمنی، فرانس، برطانیہ اور سعودی عرب وغیرہ شامل ہیں۔ اقوام متحدہ کا ہیڈ کوارٹر امریکی شہر نیویارک میں ہے۔ ہر سال 24 اکتوبر کو اقوام متحدہ کا عالمی دن منایا جاتا ہے۔

را

بھارت کی بدنام زمانہ جاسوسی کی تنظیم کا نام را (RAW) ہے۔ ''را'' درحقیقت "Research and Analysis Wing" کا مخفف ہے۔ یہ بھارتی ایف آئی اے کے تحت 21 ستمبر 1968ء کو قائم کی گئی۔ اس تنظیم کا بنیادی مقصد پڑوسی ممالک کی فوجی، سیاسی و انتظامی سرگرمیوں پر نظر رکھنا ہے۔ علاوہ ازیں پڑوسی ملکوں میں بدامنی اور دھماکے کروانے کی ذمہ داری بھی اسی تنظیم

کے ذمے ہے۔ مشرقی پاکستان کو بنگلہ دیش بنانے میں بھی اسی کا ہاتھ تھا۔ اس ادارے کے پہلے ڈائریکٹر کا نام "Rameshwar Nath Kao" تھا۔ اس ادارے کا ہیڈ کوارٹر بھارتی دارالحکومت دہلی میں ہے جو امریکی جاسوسی ادارے سی آئی اے کی طرز پر کام کرتا ہے۔ بھارتی وزیراعظم کے نیچے براہِ راست سیکرٹری ''را'' کام کرتا ہے۔ ان عہدوں پر ایسے افراد تعینات کیے جاتے ہیں جو پڑوسی ممالک خاص کر پاکستان اور چین کے خلاف امریکہ، برطانیہ اور اسرائیل سے تربیت یافتہ ہوں۔ ان سیکرٹری (ڈائریکٹرز) کو پاکستان دشمنی پر خصوصی ترقی دی جاتی ہے۔ ''را'' کے ایجنٹ کو "Research Officer" پکارا جاتا ہے۔ تنظیم کی سرگرمیوں کو خفیہ رکھا جاتا ہے۔ دشمن کی اس تنظیم نے اربوں ڈالر بانٹ کر پاکستان میں کالا باغ ڈیم کی تعمیر بھی رکوا رکھی ہے۔ پاکستان نے اس کا مقابلہ کرنے کے لیے آئی ایس آئی کے نام سے ادارہ بنا رکھا ہے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

ننھے قارئین

بوجھو تو جانیں

1- کبھی اُٹھایا کبھی بٹھایا
قدم قدم یوں اسے چلایا

2- سبز لباس گلے میں مالا
پھلوں پہ اکثر ڈاکہ ڈالا

(مہرین فاطمہ، منڈی بہاؤالدین)

3- ہم نے دیکھے چار یار
آئے منڈی سے بازار
ایک کے سر پر ٹوپی
ایک کے سر پر بال
ایک کے پیٹ میں پتھر
ایک کے پیٹ میں دال

(عائشہ خالد شیخ، مہک خالد شیخ، لاہور)

4- وہ چیز ہے کہ خود پر
پری کی طرح ناز کرے
بے پَر کی اُڑائے
اور نہ آواز کرے

5- مجھ کو شوق سے روز ہیں کھاتے
جو بچے دیر سے اسکول آتے

6- سر ٹوٹے سل بٹہ ٹوٹے
وہ چیز کبھی نہ ٹوٹے

7- جڑ جائیں تو اندھیارا
بچھڑیں تو پھیلے اجیارا

8- تین ٹانگوں کا جانور
سب کو دے ٹھنڈی ہوا

(ثروت یعقوب، لاہور)

ان میں کچھ ہندسے کئی کئی بار لکھے ہوئے ہیں۔ ذرا معلوم کیجیے کہ ہر ہندسہ کتنی بار لکھا گیا ہے۔

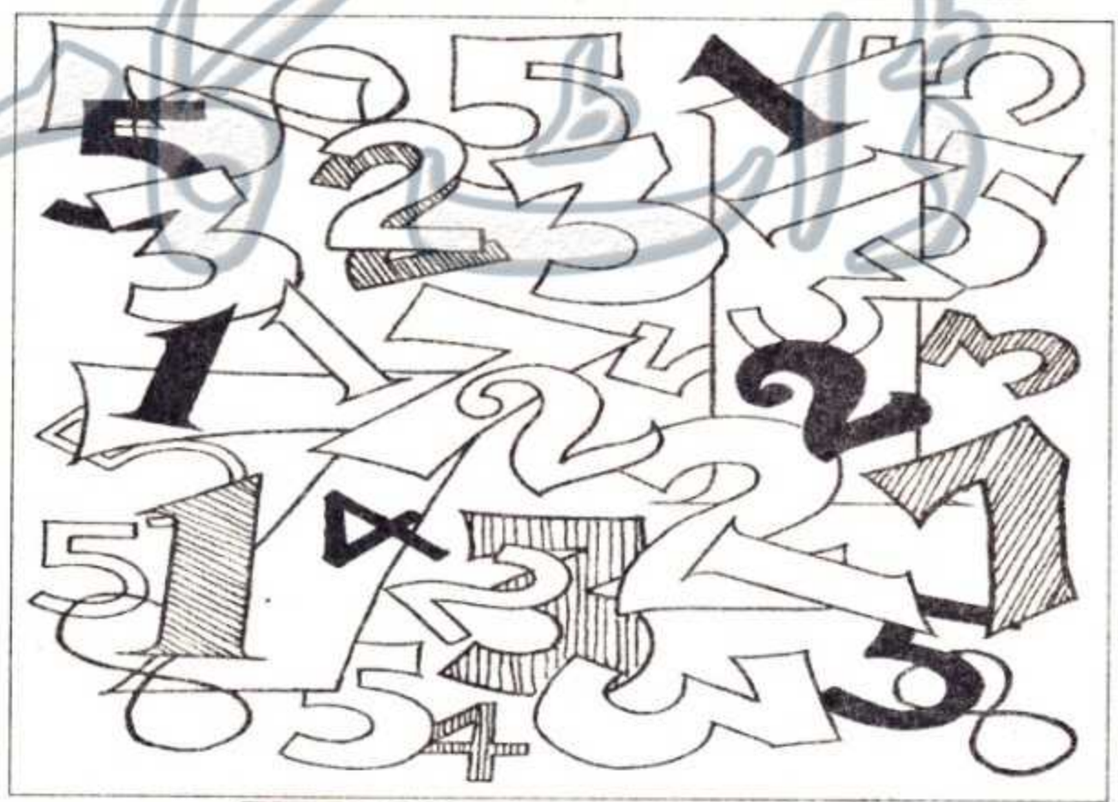

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور ہیں، اور کھانے کے اور

عالیہ ایک روز اپنے ابو کے ساتھ چڑیا گھر دیکھنے گئی۔ وہاں اس نے ہاتھی دیکھا مگر یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ تصویروں میں تو ہاتھی کے اتنے لمبے لمبے دانت ہوتے ہیں مگر چڑیا گھر کے اس ہاتھی کے سرے سے دانت ہی نہیں ہیں۔ اس نے اپنے ابو سے پوچھا:

''ابو! کیا اس ہاتھی کے ابھی دانت نہیں نکلے؟ تصویروں میں تو ہمیشہ ہر ہاتھی کے بڑے بڑے دانت ہوتے ہیں۔''

بچی کی بات سن کر ابو ہنسنے لگے اور بولے: ''بیٹا! ہاتھی کے ان لمبے دانتوں سے بہت سی چیزیں بنتی ہیں اور وہ چیزیں بہت قیمتی ہوتی ہیں، اس لیے ہاتھی کے دانت کسی نے نکال لیے ہوں گے۔''

''اوہو! تو پھر یہ بے چارہ اپنی خوراک کیسے کھاتا ہوگا؟'' عالیہ نے پریشان ہوکر پوچھا۔

''ہاتھی اپنے لمبے دانتوں سے کھانے کا کام نہیں لیتا، یہ صرف نمائشی ہوتے ہیں۔ کھانے کے لیے یہ اپنے منہ کے اندر والے دانت استعمال کرتا ہے۔'' ابو نے بتایا۔ عالیہ کو یہ بات بہت عجیب معلوم ہوئی کہ ہاتھی کے بڑے دانت صرف دکھاوے کے ہوتے ہیں، کھانے کے کام آنے والے دانت منہ کے اندر ہوتے ہیں۔ وہ کئی دن تک اس بات کو بھول نہ سکی۔

ایک دن اس نے اپنے ابو کو کہتے سنا۔ ''بیگم! یہ ٹی سیٹ میں مہمانوں کے واسطے لایا تھا، آپ نے اسے گھر میں استعمال کرنا شروع کر دیا۔'' عالیہ کو سن کر ایک دم ہاتھی کے دانتوں والی بات یاد آ گئی تو وہ ہنس کر بولی۔ ''ابو! ہمارے برتن نہ ہوئے ہاتھی کے دانت ہو گئے کہ مہمانوں کو دکھانے کے اور، اپنے کھانے کے اور!''

چند دن بعد عالیہ کی خالہ آئیں۔ ان کے بیٹے کی شادی تھی۔ وہ عالیہ کی امی سے کہنے لگیں: ''امینہ! اپنا بڑا سیٹ اور کنگن چند دن کے لیے دے دو۔ عامر کی بری میں رکھ کر لے جانے ہوں گے کیوں کہ میں تو بس ایک چھوٹا سا سیٹ ہی بنوا سکی ہوں۔''

''ہاں آپا! یہ بھی آپ نے ٹھیک سوچا، آخر سب نے بری دیکھنی ہوتی ہے۔'' عالیہ کی امی نے جواب دیا۔

عالیہ کو اس موقع پر پھر ہاتھی کے دانت یاد آ گئے اور وہ بے اختیار بول اُٹھی: ''خالہ! یہ تو وہی ہاتھی کے دانتوں والی بات ہوئی کہ کھانے کے اور، دکھانے کے اور۔ اصل میں تو ہماری بھابھی کا ایک ہی سیٹ ہوگا اور دکھاوے میں امی کا سیٹ اور کنگن۔''

خالہ بے چاری شرمندہ ہو گئیں تو ماں نے عالیہ کو ڈانٹا۔ یہ بات دراصل ایک دل چسپ ضرب المثل ہے کہ جہاں اصل کچھ ہو اور ظاہر کچھ اور تو کہتے ہیں: واہ بھئی..... ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور۔

☆☆☆

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

غلام حسین میمن

پاکستان کے پہلے وزیراعظم
لیاقت علی خان

3 جون 1947ء وہ تاریخ ساز دن تھا جب آل انڈیا ریڈیو دہلی سے ہندوستان کی تقسیم کا اعلان وائسرائے ہند لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے کیا۔ اس کے بعد نئے وجود میں آنے ملک پاکستان کے گورنر جنرل اور وزیراعظم کے انتخاب کا مرحلہ تھا۔ آل انڈیا مسلم لیگ کے فیصلے کے مطابق قائداعظم محمد علی جناح کے دست راست لیاقت علی خان نے لارڈ ماؤنٹ بیٹن کو خط لکھ کر مطلع کیا کہ مسلم لیگ نے محمد علی جناح کو پاکستان کا گورنر جنرل نامزد کیا ہے۔

قائداعظم محمد علی جناح نے بطور گورنر جنرل، لیاقت علی خان کو پاکستان کا پہلا وزیراعظم نامزد کیا۔ ان کے ساتھ ساتھ قائداعظم نے دیگر وزیروں کے ناموں کا بھی اعلان کیا۔ ان میں آئی آئی چندری گر، سردار عبدالرب نشتر، راجا غضنفر علی خان اور جوگندر ناتھ منڈل شامل ہیں۔ لیاقت علی خان کو گورنر جنرل کی جانب سے نئی وجود میں آنے والی مملکت کی دستور ساز اسمبلی کا رُکن بھی نامزد کیا گیا۔

اسی دوران باؤنڈری کمیشن کا فیصلہ بھی آ گیا۔ یہ سرحدی علاقوں کی تقسیم سے متعلق تھا کہ پاکستان کے حصے میں کون کون سے شہر اور علاقے آئیں گے اور انڈیا کن کن علاقوں کا مالک ہوگا۔ اس کمیشن کے سربراہ برطانوی قانون دان مسٹر ریڈ کلف تھے۔ اس کمیشن نے پاکستان کے ساتھ ناانصافی کی۔ وہ علاقے جہاں مسلمانوں کی اکثریت تھی، وہ بھی انڈیا کے حوالے کر دیئے جس سے مسلمانوں کا قتل عام بڑھا۔ مسلمانوں کی کثیر تعداد بے سروسامانی کی حالت میں پاکستان کی جانب بڑھی۔ ان میں کئی مرد، عورتیں اور بچے قتل اور اغواء ہوئے۔ پاکستان کی آزادی اور مسلمانوں کی ہجرت کی داستان انتہائی الم ناک ہے۔

قائداعظم محمد علی جناح ایک اصول پسند سیاست دان تھے۔ انہوں نے اس کے باوجود فرمایا کہ اب باؤنڈری کمیشن کا فیصلہ چاہے غلط ہو یا صحیح، ہم اس پر کاربند رہنے کے پابند ہیں۔ ایک ذی وقار قوم کے افراد ہونے کے ناتے ہمیں اس پر قائم رہنا ہے۔

10 اگست 1947ء کو کراچی میں پاکستان کی دستور ساز اسمبلی کا پہلا اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس کا آغاز علامہ بشیر احمد عثمانی کی تلاوت سے ہوا۔ اس کے بعد لیاقت علی خان نے دستور ساز اسمبلی کے صدر کے لیے عارضی طور پر جوگندر ناتھ منڈل کا نام پیش کیا۔ خواجہ ناظم الدین نے اس کی تائید کی۔

اگلے دن، 11 اگست 1947ء کو دستور ساز اسمبلی کا دوسرا اجلاس ہوا۔ اس روز قائداعظم محمد علی جناح کا نام دستور ساز اسمبلی کے صدر کے لیے پیش ہوا اور وہ اس کے باضابطہ صدر منتخب ہو گئے۔ اس یادگار موقع پر لیاقت علی خان نے ان الفاظ میں بانیٔ پاکستان کو خراج تحسین پیش کیا:

''قائداعظم! یہ بات میرے لیے خوشی کا موجب ہے کہ میں آپ کو دستور ساز اسمبلی کا صدر منتخب ہونے پر مبارک باد پیش کروں۔ آپ کے لیے یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ آپ پاکستان کے بانی ہیں اور یہ ہماری خوش بختی ہے کہ ہمیں آپ جیسا صدر ملا۔ مجھے گزشتہ گیارہ سال سے آپ کے ساتھ رہنے کا اعزاز حاصل ہے۔ اس لیے میں پوری ایمان داری اور صداقت سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ پاکستان کا قیام مکمل طور پر نہیں تو کافی حد تک آپ کی محنت اور جدوجہد کا نتیجہ ہے۔

ہمیں خوشی ہے کہ حکومتی ڈھانچہ تیار کرتے وقت ہمیں آپ کی رہ نمائی حاصل رہے گی۔ اس خود مختار ادارے کا صدر منتخب ہونے کے بعد آپ اسمبلی کے صدر ہونے کے ساتھ ساتھ انتظامیہ کے سربراہ بھی ہیں۔

اسی روز لیاقت علی خاں نے اسمبلی میں پاکستان کا پرچم منظوری کے لیے پیش کیا اور کہا: ''کسی قوم کا پرچم محض کپڑے کا ٹکڑا نہیں ہوتا بلکہ اس کی اہمیت اس بات میں ہے کہ وہ کس کی نمائندگی کرتا ہے اور

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

میں بلاخوف وتردد یہ کہہ سکتا ہوں کہ جو پرچم میں نے پیش کیا ہے، وہ ان لوگوں کی آزادی اور مساوات کا ضامن ہے جو اس سے وفاداری کا عہد کرتے ہیں۔ یہ پرچم شہریوں کے جائز حقوق کی حفاظت کرے گا۔"

"یہ کسی سیاسی جماعت یا گروہ کا پرچم نہیں بلکہ یہ پاکستان کا قومی پرچم ہے اور یہ اقوام عالم کی نظروں میں عزت حاصل کرے گا۔"

12 اگست 1947ء کو ہونے والے دستور ساز اسمبلی کے اجلاس میں انہوں نے ایوان کے سامنے یہ قرارداد رکھی کہ آئندہ سے محمد علی جناح کو قائداعظم محمد علی جناح لکھا اور بولا جائے اور تمام سرکاری دستاویزات پر بھی یہی نام لکھا ہو۔ یہ قرارداد بھی منظور ہوئی۔

15 اگست 1947ء کو اعلانِ آزادی کے بعد قائداعظم محمد علی جناح نے لیاقت علی خان سے بطور وزیراعظم اور ان کی کابینہ کے وزیروں سے حلف لیا۔ لیاقت علی خان وزیراعظم کے ساتھ ساتھ امورِ خارجہ، دولتِ مشترکہ اور دفاع کے معاملات کے بھی نگران تھے۔

لیاقت علی خان کو گھمبیر صورت حال سے دوچار ملک ملا تھا، جہاں ہر طرف مسائل سر اُٹھائے کھڑے تھے۔ ستمبر 1947ء کو کشمیر کی صورت حال پر تبادلۂ خیال کرنے ہندوستان کے گورنر جنرل لارڈ ماؤنٹ بیٹن آئے۔ اس دن لیاقت علی خان کی طبیعت بے حد خراب تھی، مگر پھر بھی انہوں نے ملاقات کی اور انڈیا کے مؤقف کی مخالفت کی۔ انڈیا کا مؤقف تھا کہ وہ کشمیر کی بگڑتی ہوئی صورتِ حال پر اپنی فوج بھیجے گا۔ لیاقت علی خان کا خیال تھا کہ کشمیر کی بگڑتی ہوئی صورت حال مہاراجا کشمیر کی پیدا کردہ ہے۔

لیاقت علی خان برصغیر پاک و ہند کے ان رہ نماؤں میں سے ایک تھے جن کی امانت، دیانت اور اسلام سے محبت پر ان کا بڑے سے بڑا دشمن بھی اُنگلی نہیں اُٹھا سکتا تھا۔ وہ ہمیشہ صاف ستھری سیاست پر یقین رکھتے تھے۔ انہیں اقتدار میں رہنے کا کوئی شوق نہیں تھا۔ وہ وزیراعظم بھی، قائداعظم کی خواہش پر قوم کی خدمت کے لیے بنے تھے۔

ایک بار کراچی میں انہوں نے تقریر کرتے ہوئے کہا تھا:

"وزارتِ عظمیٰ کی چمک دمک میرے لیے بے معنی ہے۔ اگر مجھے معلوم ہو کہ میں بطور چپڑاسی پاکستان کی بہتر خدمت کر سکتا ہوں تو میں انکار نہیں کروں گا۔"

لیاقت علی خان، قائداعظم سے بے حد متاثر تھے۔ انہوں نے زندگی گزارنے کا سلیقہ بھی قائداعظم محمد علی جناح سے سیکھا تھا۔ خود کو وہ قائداعظم کا ادنیٰ سپاہی بھی کہا کرتے تھے۔

11 ستمبر 1948ء کو قائداعظم انتقال فرما گئے۔ اگلے دن انہوں نے برصغیر کے اس رہ نما اور پاکستان کے بانی قائداعظم محمد علی جناح کو ان الفاظ میں خراجِ تحسین پیش کیا:

"پاکستان سمیت دُنیا کے دیگر حصوں میں بسنے والے مسلمانوں کو جن کی رہبری اور دانش مندی کی ضرورت تھی، وہ آج ہم سے جدا ہو گئے۔ ایسا کم ہوا ہے کہ کوئی شخص کسی بڑے کام کا آغاز کرے اور اپنی زندگی میں ہی مکمل کر لے۔ قائداعظم نے نہ صرف پاکستان کا نصب العین مسلمان کے سامنے پیش کیا، بلکہ اس کے لیے جدوجہد کر کے دُنیا میں سب سے بڑی اسلامی ریاست قائم کر دی۔

12 مارچ 1949ء کو انہوں نے دستور ساز اسمبلی میں قراردادِ مقاصد پیش کی۔ اس موقع پر انہوں نے فرمایا:

"میں آج کے دن کو اس ملک کا اہم ترین دن سمجھتا ہوں۔ قراردادِ مقاصد کا آغاز قائداعظم محمد علی جناح کی خواہشوں کے عین مطابق ہے۔ اس میں اعتراف کیا گیا ہے کہ تمام حاکمیت، احکام خداوندی کے تابع ہیں۔ یہ ایک مقدس امانت ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا کی ہے، تاکہ ہم اس کے بندوں کی خدمت کریں۔"

انہوں نے اپنے دور میں امریکا کا دورہ بھی کیا اور وہاں بھی پاکستان کے مؤقف کو واضح کیا۔

پھر وہ دن بھی آ پہنچا جب سازشوں نے زور پکڑا۔ وہ راول پنڈی کے مشہور کمپنی باغ میں جلسے سے خطاب کے لیے پہنچے۔ اس دن 16 اکتوبر 1951ء کی تاریخ تھی۔ اجلاس کا آغاز ہوا۔ کچھ دیر بعد لیاقت علی خان کو تقریر کے لیے بلایا گیا۔ ابھی انہوں نے ڈائس پر آ کر "برادرانِ ملت" کے الفاظ ہی ادا کیے تھے کہ ان پر دو گولیاں چلیں اور وہ اپنے سیکرٹری نواب صدیق علی خان کے ہاتھوں میں جھول گئے۔ ان کے زانوں پر ان کا سر تھا اور انہوں نے ان الفاظ کے ساتھ ہی آخری سانس لی۔ "خدا پاکستان کی حفاظت کرے۔"

ان کا قاتل سید اکبر بتایا جاتا ہے جسے موقع پر ہی ہلاک کر دیا گیا۔ شہادت کے بعد قوم نے لیاقت علی خان کو "شہید ملت" کا خطاب دیا۔ ان کی خدمات اور قوم سے محبت کے سبب کئی اداروں اور جگہوں کا نام ان کے نام پر رکھا گیا۔ کمپنی باغ، راول پنڈی کو اب لیاقت باغ اور کراچی کے لالوکھیت کا نیا نام لیاقت آباد ہے۔ جام شورو، سندھ میں قائم میڈیکل یونیورسٹی ان کے نام پر ہے۔ اس کے علاوہ لیاقت نیشنل لائبریری کراچی اور لیاقت نیشنل اسٹیڈیم راول پنڈی بھی ان کے نام پر ہی ہیں۔

☆☆☆

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

www.paksociety.com

نگاہِ شوق نوازے تو کوئی بات نہیں
خوشی میں عید کی نظرِ خلوص لایا ہوں
(نجم السحر، ملک وال)

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا
(عائشہ صدیقہ، فیصل آباد)

غضب کی نظر سے نہ دیکھ مجھے اے دوزخ!
بڑا رحیم ہے وہ جس کی گنہگار ہوں میں

☆

ہیں بے شمار آج بھی مؤذن امام بھی ان گنت ہیں لیکن
امام کوئی رسولؐ جیسا بلالؓ جیسی اذاں نہیں
(بشریٰ حسینی، کلورکوٹ)

اے قلم رُک جا تیرے رُکنے کا مقام آیا
تیری نوک کے نیچے محمدؐ کا نام آیا
(مریم فاطمہ)

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ اطاعت کے لیے کچھ کم نہ تھے کروبیاں
(عشرہ امین، لاہور)

شاہیں کبھی پرواز سے تھک کر نہیں گرتا
پُر دم ہے اگر تو نہیں خطرۂ افتاد
(مائرہ حنیف، بہاول پور)

فلک سے چاند ستاروں کا قافلہ بھی گیا
سحر ہوئی تو خوابوں کا سلسلہ بھی گیا
انہی اداس فضاؤں سے دوستی کر لو
کہ اب تو لوٹ کے جانے کا مرحلہ بھی گیا
(ثروت یعقوب، لاہور)

دل دھڑکنے کا سبب یاد آیا
وہ تیری یاد تھی اب یاد آیا
(حافظہ نائلہ کرن، رحیم یار خان)

وہ کون سا عقدہ ہے جو وا ہو نہیں سکتا
ہمت کرے انسان تو کیا ہو نہیں سکتا
(سمیعہ توقیر، کراچی)

دیارِ عشق میں اپنا مقام پیدا کر
نیا زمانہ نئے صبح و شام پیدا کر

☆

زمانہ آیا ہے بے حجابی کا، عام دیدارِ یار ہو گا
سکوت تھا پردہ دار جس کا وہ راز اب آشکار ہو گا
(محمد احمد خان غوری، جویریہ غوری، بہاول پور)

فسادِ قلب و نظر ہے فرنگ کی تہذیب
کہ روح اس مدنیت کی رہ نہ سکی عفیف
(فرحین علی خان، صوابی)

پھیلے ہوئے ہاتھوں کو حقارت سے نہ دیکھو
ہر شخص کی چوکھٹ پہ گداگر نہیں ہوتے

☆

ہنسی آتی ہے مجھے حضرتِ انسان پر
گناہ کرتا ہے خود لعنت بھیجتا ہے شیطان پر
(عبدالرحمان، سرگودھا)

تو نے یہ کیا غضب کیا! مجھ کو بھی فاش کر دیا
میں ہی تو ایک راز تھا سینۂ کائنات میں!
(حرا سعید، جوہر آباد)

ہوس نے کر دیا ہے ٹکڑے ٹکڑے نوعِ انسان کو
اخوت کا بیاں ہو جا محبت کی زباں ہو جا
(مہک خالد شیخ، عائشہ خالد شیخ، لاہور)

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

کھوج لگائیے!

ذہانت آزمائیں اور 500 روپے کی کتابوں کا انعام پائیں۔

سعدیہ بشیر ایک امیر لیکن بے انتہا کنجوس عورت تھی۔ گھر میں خانسامہ، چوکی دار اور مالی وغیرہ مختلف کاموں کے لیے ملازم تھے۔ سعدیہ بشیر اکثر اپنے ملازموں کو تنخواہیں دینے کے معاملے میں بہت دیر کر دیتی تھی اور اس کا ان سے رویہ بھی بہت غیر مناسب ہوتا تھا۔ اس کا ملازم مالی اکثر اپنی بیوی کے ساتھ لان کی صفائی کیا کرتا تھا کیوں کہ مالی کی بیوی جب بھی کام سے فارغ ہوتی، اپنے خاوند مالی کی لان کی صفائی میں مدد بھی کرتی تھی۔ سعدیہ بشیر کی مالی کی بیوی سے ہمیشہ اَن بن رہتی تھی۔ پیارے بچو! سعدیہ بشیر دیکھنے کو لاٹھی کا سہارا لے کر چلتی تھی۔

ایک دن پتا چلا کہ سعدیہ بشیر کی ملازمہ قتل ہوگئی ہے۔ قتل لان میں ہوا تھا اور لان کی جگہ گیلی تھی۔ پولیس نے تفتیش شروع کی تو دورانِ تفتیش سعدیہ بشیر نے بیان دیا کہ وہ لان کی طرف کافی دنوں سے نہیں گئی۔ پولیس نے جائے وقوعہ کا معائنہ کیا اور فوراً قاتل کا سراغ لگا لیا۔ تصویر کو غور سے دیکھ کر بتائیں کہ پولیس کو قاتل اور اس بات کا کیسے پتا چلا کہ وہ لنگڑانے کا ڈرامہ کر رہی ہے؟

پیارے بچو! ستمبر 2016ء کے کھوج لگائیے کا جواب یہ ہے:

سائنس دان کے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے ہیں، وہ خودکشی نہیں کر سکتا۔ قاتل نے اسے قتل کرنے کے بعد اس کے ہاتھ پاؤں باندھ کر خودکشی کا ڈرامہ رچایا ہے۔ اس ماہ بے شمار ساتھیوں کے درست حل موصول ہوئے۔ ان میں سے 5 ساتھیوں کو بذریعہ قرعہ اندازی انعامات دیئے جا رہے ہیں۔

1- ارحم فرید، فیصل آباد
2- فاطمہ فاروق، راول پنڈی
3- علی شیر، کھڈیاں خاص
4- محمد لقمان طارق، شیخوپورہ
5- اقصیٰ نور نیاز، گوجرانوالہ

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

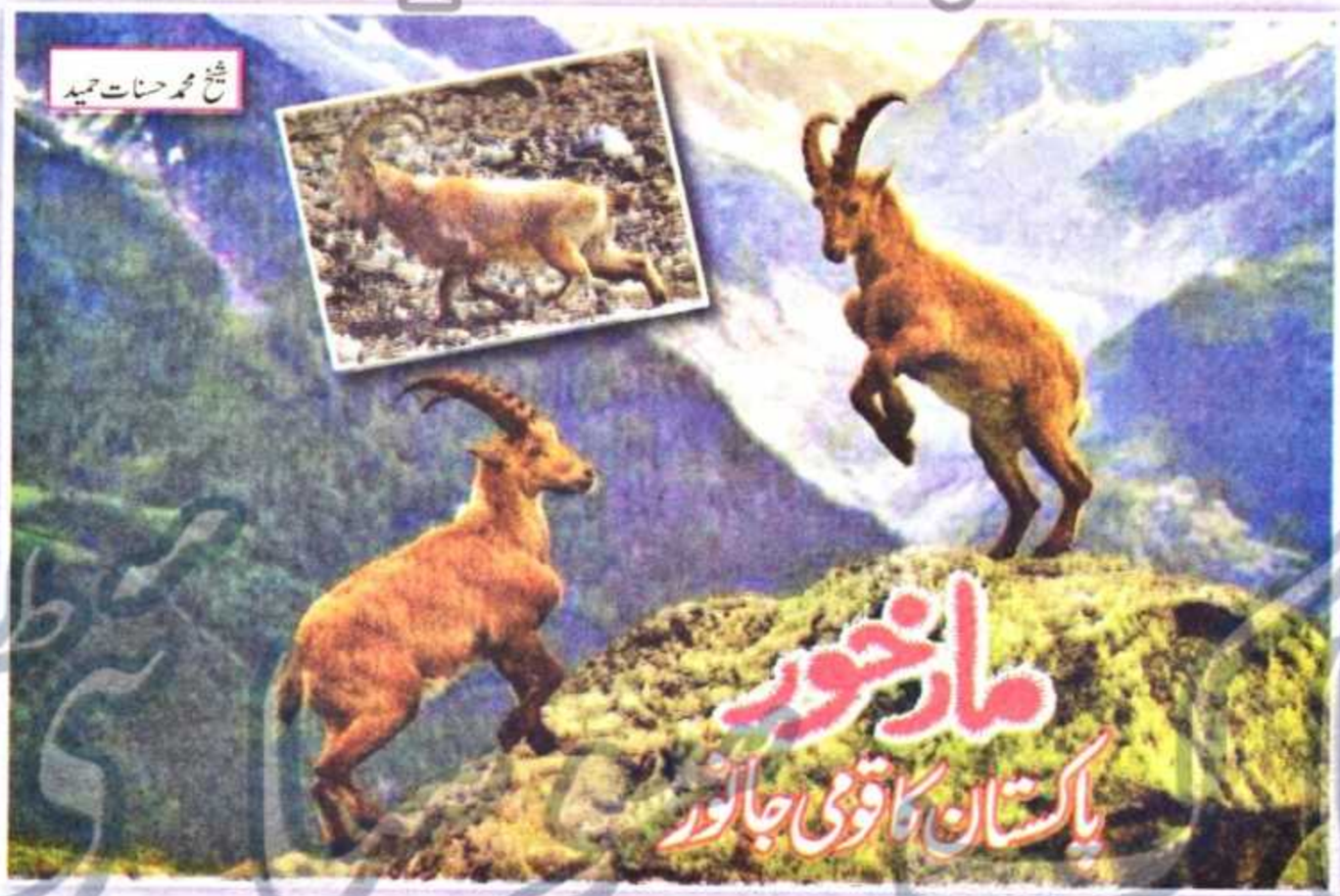

شیخ محمد حسنات حمید

مارخور

پاکستان کا قومی جانور

مارخور پاکستان کا قومی جانور ہے۔ اس کا سائنسی نام کاپرا فالکونن (Capra Falconen) ہے اور اسے اقوام متحدہ نے نایاب جانور (Endangered Species) قرار دے رکھا ہے کیوں کہ اس وقت دُنیا میں صرف دو ہزار سے چار ہزار مارخور موجود ہیں۔ اگر دُنیا اور خاص کر پاکستان نے اس کے تحفظ کے لیے کچھ نہ کیا تو یہ صرف تصاویر میں رہ جائے گا۔ مارخور فارسی زبان کے حروف مار اور خور سے لیا گیا ہے۔ اس کا مطلب ہے سانپوں کو کھانے والا۔ عام خیال کیا جاتا ہے کہ بکرے سے ملتا جلتا یہ جانور سانپ بھی کھا جاتا ہے۔ عربی میں اس کو ''ضمنم'' انگریزی میں ''وائلڈ گوٹ'' اور تلگو میں ''اوڈی میکا'' کہتے ہیں۔

پاکستان میں گلگت، بلتستان، چترال، وادی کالاش اور وادیٔ ہنزہ سمیت دیگر شمالی علاقوں کے علاوہ وادیٔ نیلم کے بالائی علاقوں میں پایا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ مارخور بھارت، افغانستان، ازبکستان، تاجکستان اور کشمیر کے کچھ علاقوں میں بھی پایا جاتا ہے۔

مارخور ان بلند پہاڑی سلسلوں میں ملتا ہے جہاں بلندی چھ سو سے چھتیس سو تک ہوتی ہے۔ عام طور پر شاہ بلوط، صنوبر اور فران کے جھاڑ زدہ جنگلوں میں رہتے ہیں۔ مارخور دن میں چرنے پھرنے والا جانور ہے اور زیادہ تر صبح سویرے یا سہ پہر کے وقت نظر آتا ہے۔ ان کی خوراک موسم کے ساتھ تبدیل ہوتی ہے۔ موسمِ گرما اور موسمِ بہار میں مارخور گھاس چرتے ہیں جب کہ سردیوں میں درختوں کے پتے کھاتے ہیں۔ مارخور ریوڑ کی شکل میں رہتے ہیں جس کی تعداد نو تک ہوتی ہے۔ ریوڑ میں بالغ مادائیں اور ان کے بچے شامل ہوتے ہیں۔ بالغ نر عموماً اکیلے رہنا پسند کرتے ہیں۔ موسمِ سرما کے اوائل میں نر اور مادہ ایک ساتھ کھلے گھاس کے میدانوں میں پائے جاتے ہیں جب کہ گرمیوں میں نر جنگلوں میں رہتے ہیں اور مادائیں پتھریلی چٹانوں پر چڑھ جاتی ہیں۔

مارخور ان 72 جانوروں میں شامل ہے جن کی تصاویر عالمی تنظیم برائے جنگلی حیات (WWF) کے 1976ء میں جاری کردہ خصوصی سکہ جات کے مجموعے میں ہیں۔

مارخور کا قد زمین سے کندھوں تک 65 تا 115 سینٹی میٹر، لمبائی 132 تا 186 سینٹی میٹر اور وزن 32 تا 110 کلوگرام تک ہوتا ہے۔ مارخور کا رنگ سیاہی مائل بھورا ہوتا ہے اور ٹانگوں کے نچلے حصے پر سیاہ بال ہوتے ہیں۔ نر مارخور کی ٹھوڑی، گردن، سینے اور نچلی ٹانگوں پر مادہ کے مقابلے میں زیادہ لمبے بال ہوتے ہیں۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

مادہ کا رنگ سرخی مائل ہوتا ہے۔ جسم اور ٹھوڑی کے بال چھوٹے ہوتے ہیں جب کہ گردن پر بال نہیں ہوتے۔ نر اور مادہ دونوں کے سینگ بل دار ہوتے ہیں جو سر کے قریب بالکل ساتھ ساتھ جب کہ اوپر کی طرف بڑھتے ہوئے الگ ہو جاتے ہیں۔ نر کے سینگ 160 سینٹی میٹر اور مادہ کے سینگ 25 سینٹی میٹر تک ہو سکتے ہیں۔ اس کی دُم 8 سے 20 سینٹی میٹر لمبی ہوتی ہے۔

اب تک مارخور کی تین اقسام عالمی طور پر تسلیم کی جاتی ہیں۔ استور مارخور، کشمیری مارخور اور پیر پنجال مارخور سے ملتا جلتا جانور ہے۔ اس کے سینگ بڑے اور چپٹے ہوتے ہیں جو تقریباً سیدھے ہوتے ہیں۔ افغانستان میں یہ لغمان اور نورستان کے مون سون جنگلات میں پایا جاتا ہے۔ بھارت میں پیر پنجال پہاڑی سلسلے اور جموں وکشمیر کی متنازعہ سرحد پر پایا جاتا ہے۔ وادیٔ جہلم کے جنگلات میں اس کے پائے جانے کے شواہد ملے ہیں۔

بخارائی مارخور کی یہ قسم بالائی آمو دریا اور پیانج دریا کے شمالی کناروں واقع جنگلات میں پائی جاتی ہے جو ترکمانستان سے تاجکستان تک پھیلے ہوئے تھے، تاہم اب ان کی دو یا تین آبادیاں نسبتاً کم رقبے میں موجود ہیں۔ افغانستان اور تاجکستان کے پاس ان کے پائے جانے کے امکانات موجود ہیں۔

کابلی مارخور کے سینگ بل دار اور مڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ 1978ء تک کابلی مارخور صرف افغانستان میں کابل کے پہاڑی سلسلوں کوہ صافی اور ان کے درمیان موجود تھے۔ کثیر تعداد میں شکار کی وجہ سے اب یہ صوبہ کابل کے انتہائی دُور دراز اور صحرائی علاقوں میں پائے جاتے ہیں۔ پاکستان میں ان کی آبادی بلوچستان کے دُور دراز مقامات صوبہ خیبر پختونخوا اور پنجاب میں ڈیرہ غازی خان کے علاقوں میں پائی جاتی ہے۔ خیبر پختونخوا کے محکمہ جنگلات کے مطابق مردان اور شیخ بدین کے علاقوں میں ان کی آبادی موجود ہے۔ سفید کوہ کے پاکستانی حصے (کرم اور خیبر ایجنسی) میں کم از کم 100 کے قریب مارخور موجود ہیں۔

برصغیر میں مارخور سے یہ بات منسوب کی جاتی ہے کہ مارخور کا منکا سانپ کا زہر چوسنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ جگالی کے دوران اس کے منہ میں جھاگ پیدا ہوتی ہے جو زمین پر گرنے کے بعد سیاہ رنگ کی ایک یا ڈیڑھ سینٹی میٹر قطر کے سخت پتھر میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ اس پتھر کو منکا کہتے ہیں جو مارخور کے منہ سے گر جاتا ہے۔ جوگی (سانپ کے شکاری) اس منکے کو سانپ کے کاٹنے کے علاج کے لیے استعمال کرتے ہیں۔

مارخور پہاڑی بکری کی ایک نایاب نوع ہے۔ اس جانور کی تاریخ بہت پُرانی ہے۔ اس کا ذکر نہ صرف تاریخ کی کتابوں میں ملتا ہے بلکہ مذہبی کتابوں میں بھی بہت صراحت کے ساتھ اس جانور کا ذکر آیا ہے۔ جیسے بائبل میں دوسرے حلال جانوروں کے ساتھ بکری بھی شامل ہے۔ قرآن حکیم میں سورۂ انعام میں بکری کا ذکر موجود ہے۔

ان کی غذا ہری گھاس، درختوں کے پتے، پھل، میوہ، نیم اور بیر ہیں۔ ثقیل غذا بھی آسانی سے ہضم کر لیتے ہیں کیوں کہ ان کے شکم کی ساخت مرکب ہوتی ہے جو چار خانوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ شکم کا پہلا خانہ ''رومن'' دوسرا خانہ ''ریٹی کولم'' تیسرا ''اومیزم'' اور چوتھا خانہ ''ایبومیزم'' کہلاتا ہے۔ پہلے خانے میں عجلت میں کھائی ہوئی غذا اور دوسرے خانے میں پانی کا ذخیرہ ہوتا ہے۔ جب مارخور پوری طرح غذا کھا چکے ہوتے ہیں۔ تب دونوں خانے متحرک ہو کر پھیلتے سکڑتے ہیں۔ جو غذا ہضم نہیں ہونے پاتی دوبارہ منہ میں آتی ہے۔ پھر یہ غذا چبائی جاتی ہے اور یہ نرم نوالہ بن کر تیسرے خانے میں پہنچ کر باریک ہو جاتی ہے۔ پھر چوتھے میں جا کر ''ہاضمی رسوں'' کی مدد سے ہضم ہو جاتی ہے۔ اس عمل کو ''جگالی کرنا'' کہتے ہیں۔

مارخور چٹانوں کی دراڑوں اور ان کے ڈھلانوں پر زندگی گزارتے ہیں۔ پہاڑوں کے تنگ ڈھلانوں پر بھی اپنے قدم مضبوطی سے جماتے ہیں۔ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک طرف دشوار کن راستہ اور دوسری طرف گہری کھائی ہوتی ہے۔ وہ ایسے پرخطر راستوں کو بھی بے خوف وخطر پار کر لیتے ہیں۔

مارخور پہاڑوں کی چوٹیوں پر پورا سال چھوٹے چھوٹے گروہوں میں دکھائی دیتے ہیں۔ ہر ایک گروہ کی یہ خوبی ہوتی ہے کہ گروہ میں سارے کے سارے نر مارخور ہوتے ہیں یا سب مادائیں ہوتی ہیں۔ مادہ مارخور عام طور سے ماہ اپریل یا مئی کے اوائل میں دو تا تین بچوں کو جنم دیتی ہے۔ بچوں کی پیدائش کے بعد مادہ مارخور اپنے گروپ سے علیحدہ ہو جاتی ہے اور اپنے بچوں کو چلنے پھرنے اور رہنے سہنے کے گر سکھاتی ہے۔ ..... (بقیہ صفحہ نمبر:15)

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

فاطمہ: ''میرے بھائی کا کوئی بھی بال بیکا نہیں کر سکتا۔''
عائشہ: ''کیوں؟ کیا وہ بہت طاقت ور ہیں؟''
فاطمہ: ''جی نہیں، وہ گنجے ہیں۔'' (بینش آفاق، کراچی)

مزمل: ''ارے بھیا! ماچس تو پھینکو، بتی جلا لوں۔ اندھیرا ہے۔''
اکرم: ''لو بھئی، آتی ہے۔''
مزمل: ''ارے، کہاں پھینک دی؟''
اکرم: ''بتی جلا کر دیکھ لو۔'' (سدام صادق، راول پنڈی)

اُستاد: ''لڑکی کی لڑکی کو کیا کہتے ہیں؟''
شاگرد: ''نواسی۔''
اُستاد: ''ذرا سوچ تو کرو۔''
شاگرد: ''اکاسی، بیاسی، تراسی، چوراسی، پچاسی، چھیاسی، ستاسی، اٹھاسی، نواسی۔'' (جاوید اقبال، گوجرانوالہ کینٹ)

ایک عورت نے دس روپے کا پنکھا خریدا۔ پنکھا تھوڑی دیر بعد ٹوٹ گیا۔ وہ دُکان دار کے پاس گئی اور بولی: ''یہ کیسا پنکھا دیا تھا، دو منٹ میں ٹوٹ گیا۔''
دُکان دار نے پوچھا: ''آپ نے اسے کیسے استعمال کیا تھا؟''
عورت بولی: ''میں نے اسے منہ کے سامنے کر کے ہلایا تھا۔''
دُکان دار بولا: ''اوہو! منہ کے سامنے ہلانے والے پنکھے کی قیمت پانچ سو روپے ہے۔ دس روپے کے پنکھے کے استعمال کا طریقہ یہ ہے کہ اسے منہ کے سامنے کھڑا کر دو اور منہ کو زور زور سے ہلاؤ۔''
(نائلہ مجید، لاہور)

وقار: ''ارے سعد، یہ پیر میں تمہارے چوٹ کیسے لگ گئی؟''
سعد: ''وہ جو سامنے پتھر پڑا ہے، تمہیں نظر آ رہا ہے؟''
وقار: ''ہاں! ہاں!''
سعد: ''مجھے نظر نہیں آیا تھا۔'' (عبدالمقیت، لاہور)

ایک دن اُستاد نے لڑکوں سے پوچھا کہ تم میں سے کون بہشت میں جانا چاہتا ہے۔ سب لڑکوں نے ہاتھ کھڑے کر دیئے لیکن اکمل چپ رہا۔ اُستاد نے وجہ پوچھی تو اس نے جواب دیا: ''میری ماں نے کہا ہے کہ اسکول سے سیدھے گھر آیا کرو۔'' (نبیلہ اشرف، لیہ)

ایک شخص اپنے دوست کا حال پوچھنے گیا۔ بیمار دوست نے کہا: ''بخار تو ٹوٹ گیا ہے لیکن کمر میں درد ہے۔''
دوست نے کہا: ''خدا کے حکم سے کمر بھی ٹوٹ جائے گی۔''
(اسلم جاوید خان، کوہاٹ)

امی: ''ساجدہ! یہ منے کے منہ میں کپڑا تم نے ٹھونسا ہے؟''
ساجدہ: ''ہاں امی! تم ہی نے تو کہا تھا کہ جا کر منے کو چپ کرا دو۔''
(شازیہ اقبال، شیخوپورہ)

طالب علم (اُستاد سے): ''جناب آپ نے بغیر تفتیش کے مجھ پر چوری کا الزام لگایا ہے۔ مجھے وہ الفاظ نہیں مل رہے جن سے میں رنج کا اظہار کر سکوں۔''
اُستاد: ''تمہیں تو صرف الفاظ نہیں مل رہے، مجھے ڈنڈا، عینک اور اپنا قلم نہیں مل رہا۔'' (نعمان اصغر، لاہور)

مولوی صاحب (لڑکے سے): ''موت کے بعد فرشتے قبر میں آ کر سوال کرتے ہیں۔ جو شخص ان کے سوالوں کا جواب نہیں دے پاتا، وہ اس کے گرز مارتے ہیں۔''
لڑکا: ''تو جناب! میں مرنے کے بعد آپ کی قبر میں دفن ہوں گا۔''
مولوی صاحب (تعجب سے): ''وہ کیوں؟''
لڑکا: ''جناب! جس سوال کا جواب مجھے نہیں آئے گا، وہ میں آپ سے پوچھ کر بتا دوں گا۔'' (اظہر عباس، سیال کوٹ)

مجسٹریٹ (ملزم سے): ''تمہاری عمر کیا ہے؟''
ملزم: ''مجھے معلوم نہیں حضور!''
مجسٹریٹ: ''تمہاری تاریخ پیدائش؟''
ملزم (حیرانی سے): ''میری سال گرہ منائیں گے کیا؟'' (شائلہ اکرم، کامونکی)

ناول کے ایک شوقین شوہر کی بیوی نے کہا: ''کیا ہی اچھا ہوتا جو میں ناول ہوتی اور ہر دم آپ کی نظروں کے سامنے رہتی۔''
شوہر نے جل کر جواب دیا: ''نہیں! اگر تم ناول کی بجائے جنتری ہوتیں تو بہتر ہوتا تاکہ میں تمہیں ہر سال بدل دیا کرتا۔'' (شاہ زیب خان، راول پنڈی)

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

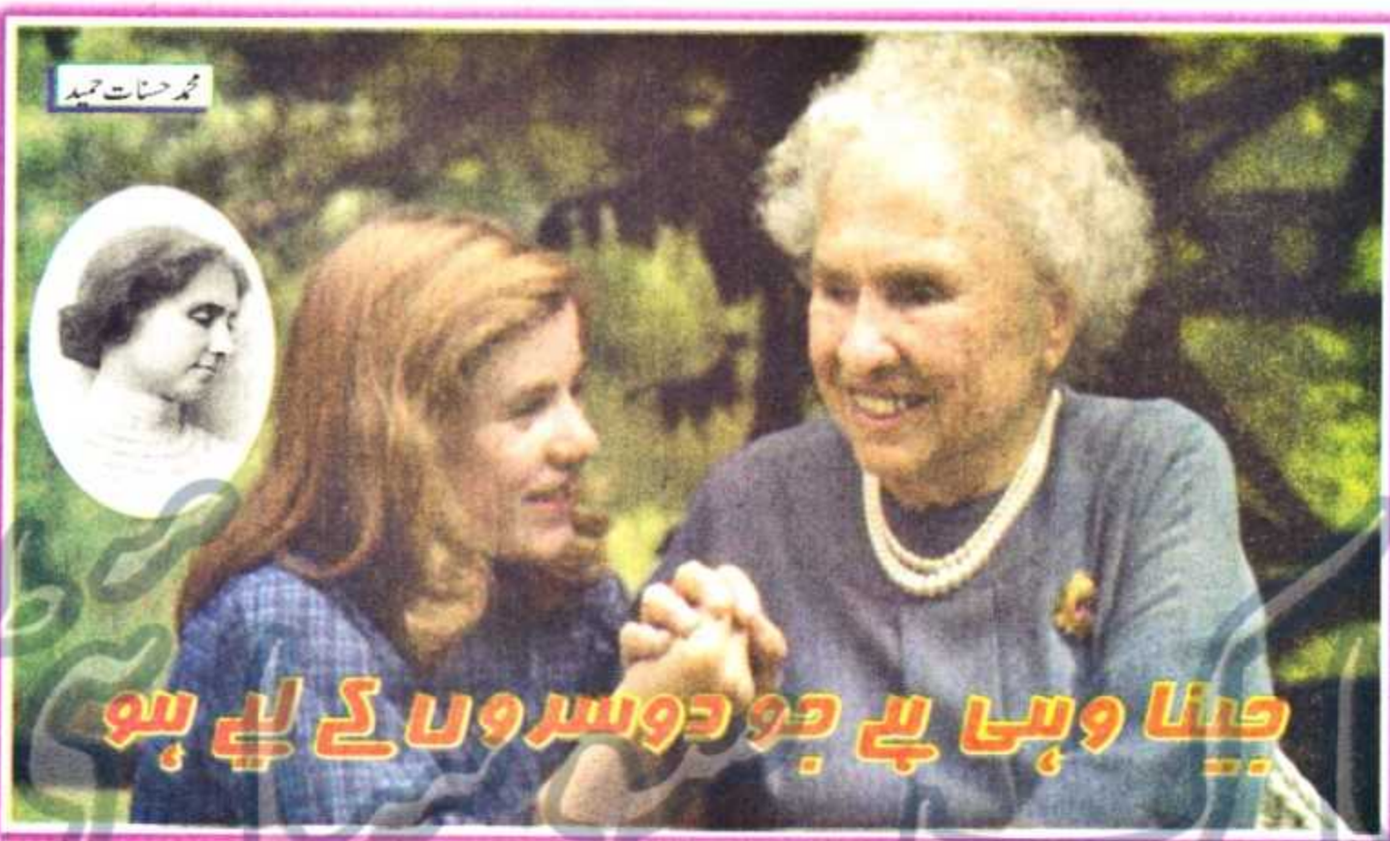

محمد حسنات حمید

جینا وہی ہے جو دوسروں کے لیے ہو

ہیلن کیلر جو نابینا ہونے کے باوجود امریکہ کی باہمت خواتین کی نمایاں مثال سمجھی جاتی ہے، امریکہ کی ریاست الاباما کے چھوٹے قصبے ٹس کمبیا میں 27 جون 1880ء کو پیدا ہوئی۔ ہیلن کیلر کے پہلے پانچ سال بیلوں سے ڈھکے ہوئے مکان میں بسر ہوئے۔ یہ مکان، بیلوں والا مکان کہلاتا تھا۔ مکان کے چاروں طرف باغ میں گلاب اور خوشبودار پھولوں کے پودے تھے۔ ہیلن دوسرے بچوں کی طرح ایک سال کی عمر میں چل لیتی اور کچھ الفاظ بول لیتی تھی۔ اس کے والدین اسے دیکھ دیکھ کر خوش ہوتے کیوں کہ وہ بچپن سے چلبلی اور شوخ تھی لیکن جب وہ انیس ماہ کی ہوئی اس پر ایک مرض کا حملہ ہوا جس کی وجہ سے اس کا دماغ ماؤف ہو گیا۔ وہ اچھی تو ہو گئی لیکن اس کا بڑا نقصان یہ ہوا کہ وہ ہمیشہ کے لیے اندھی ہو گئی۔ اس حالت میں وہ کچھ سن نہیں سکتی تھی۔ چند الفاظ جو بولنے لگی تھی، وہ بھی بھول گئی اور اسے یہ بھی یاد نہ رہا کہ اپنی آواز سے کوئی کام بھی لیا جا سکتا ہے۔ یہ عجیب و غریب تاریکی اور خاموشی اس ننھی بچی کو ہراساں کیے رہتی، کیوں کہ وہ اتنی چھوٹی تھی کہ اپنی بیماری کو نہ سمجھ سکتی تھی۔

شروع شروع میں تو وہ بہت اُداس تھی لیکن وہ اپنے ہاتھ سے ٹٹول کر اور سونگھ کر دُنیا کی دوسری اشیاء کو سمجھنے لگی۔ وہ چنبیلی کی خوشبو سے اس کے پھولوں کو پہچان لیتی، وہ باغ کی باڑ کو خود اپنے ہاتھوں سے ٹٹول کر باغ کے اطراف چکر لگاتی۔ پانچ سال کی عمر میں اسے بتایا گیا، جو کپڑے دھل کر آئیں انہیں کیسے تہہ کرنا ہے۔ اس کی قوت لمس اتنی ترقی کر گئی کہ وہ خود اپنے کپڑوں اور دوسروں کے کپڑوں میں تمیز کر لیتی۔ وہ کئی گھنٹے حبشی باورچی کی ننھی بچی مارتھا واشنگٹن کے ساتھ گزارتی اور بیل جو ان کا پرانا کتا تھا، ان دونوں بچیوں کو لمبی لمبی گھاس میں مرغی کے انڈے تلاش کرنے میں مدد دیتا۔

ہیلن کی ماں اپنی بچی کی معذوری کے باعث بہت افسردہ رہتی۔ جب ہیلن چھ سال کی ہوئی تو اس کے والدین اسے بالٹی مور کے ایک ڈاکٹر کے پاس لے گئے مگر وہ ان کی مدد نہ کر سکا۔ پھر بھی والدین نے ہمت نہ ہاری اور اس کی سفارش پر واشنگٹن کے ڈاکٹر گراہم بیل کے پاس لے گئے۔ ڈاکٹر نے انہیں مشورہ دیا کہ وہ فوراً بوسٹن میں نابیناؤں کے پرکنس انسٹیٹیوٹ کو خط لکھ کر ہیلن کے لیے ایک اُستانی کو بلا لیں۔ آخر والدین کو اطمینان ہوا کہ ان کی مشکلیں کچھ تو حل ہوئیں کیوں کہ بہت جلد این میںس فیلڈ سلی ون آ گئی اور ہیلن کو تعلیم دینے لگی۔ مس سلی ون بڑی غیر معمولی صلاحیت کی مالک نوجوان عورت تھی۔ چودہ سال کی عمر میں جب وہ پرکنس انسٹیٹیوٹ آئی تو قریب قریب اندھی تھی۔ اس کے بعد ایک حد تک اس کی بینائی درست ہو گئی۔ جب وہ سند لے چکی تو اس نے تہیہ کر لیا کہ اپنی عمر ایسے لوگوں کی خدمت میں بسر کرے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

گی جو اسی کی طرح مصیبت میں مبتلا ہیں۔

ہیلن کی زندگی میں وہ دن بڑا اہم تھا جب یہ بیس سالہ اُستانی آئی اور بڑے صبر و استقلال سے اس ننھی بچی کو تعلیم دینا شروع کی۔

بریل (ابھرے ہوئے الفاظ) پر چھپی ہوئی کتابیں منگوائیں گئیں اور اس کی تعلیم کا دوسرا دور شروع ہو گیا۔ اس دور میں بھی ہیلن بڑی ہوشیار اور محنتی شاگرد ثابت ہوئی اور بڑی آسانی اور جوش سے اس نے اُبھری ہوئی تحریروں کو پڑھنا شروع کیا۔ جیسے ہی اسے پڑھنا لکھنا آ گیا، اس نے خط لکھنا شروع کر دیا۔

1890ء میں ہیلن دس سال کی تھی کہ اس نے ایک لڑکی کے متعلق یہ سنا کہ وہ بہری ہے اور اس نے بات کرنا سیکھ لیا ہے۔ لوگوں کے ہونٹوں کے ہلنے کو محسوس کر کے اسے معلوم ہو چکا تھا کہ سب لوگ ایک دوسرے سے محض نشانیوں کے ذریعے خطاب نہیں کرتے۔ اس نے بڑے جوش و خروش سے بات چیت کرنا سیکھنے کی کوشش کی اور اس وقت تک چین نہ لیا، جب تک اس کی اُستانی اسے مس سارا فلر کے پاس نہ لے گئی۔ وہ بہروں کے اسکول کی وائس پرنسپل تھی۔ اس نے بڑی خوشی سے اس پُرجوش شاگرد کو اپنے اسکول میں داخل کر لیا۔ مس فلر نے آوازیں سیکھانے کے لیے اسے اپنی زبان پر انگلی رکھ کر یہ بتانے کی کوشش کی کہ کسی حرف کو ادا کرتے وقت زبان منہ میں کس کس مقام پر ہوتی ہے۔ ہیلن مسلسل کوشش کرتی رہتی اور ہر کسی سے جو اس کی باتیں سنتا باتیں کرنے کی کوشش کرتی۔ رفتہ رفتہ اسے آوازوں پر عبور حاصل ہو گیا۔ ہیلن جان چکی تھی کہ اب اس کی باتیں کرنے کی خواہش پوری ہو کر رہے گی۔ گیارہ ہفتوں میں مس فلر کا کام مکمل ہو گیا اور ہیلن جلد ہی ٹس کمبیا واپس آ گئی۔ سارا خاندان اسے لینے اسٹیشن گیا۔ اس کی ماں خوشی سے کانپنے لگی۔ اس کا باپ بھی بہت متاثر ہوا اور فخر و محبت کے عالم میں اس کی زبان سے بات نہ نکلتی تھی۔

1893ء میں ہیلن کی بارہویں سالگرہ کے بعد دو اہم وقعات پیش آئے جن سے اندازہ ہوتا تھا کہ اس کی شخصیت کا رجحان کس طرف ہے۔ پہلے تو سہیلیوں کی ہمت افزائی کے باعث اس نے بوسٹن میں ایک چائے کی دعوت دی تا کہ ایک اور نابینا لڑکی کے لیے چندہ جمع کرے جو خود اتنی غریب تھی کہ اپنی تعلیم کے اخراجات برداشت نہ کر سکتی تھی۔ اس دعوت میں اس نے دو ہزار ڈالر جمع کیے تا کہ بچوں کے لیے کنڈر گارٹن اسکول کھولا جائے۔ زندگی کی پختگی کے دور میں ہیلن کیلر نے اور بھی بہت سے فیاضی اور رفاع عامہ کے کام کیے اور پڑھنے والوں نے آگے چل کر اس کی اور بھی بہت سی کتابیں پڑھیں جن سے اس کے شاعرانہ اظہار کی خوبیاں معلوم ہوتی ہیں۔ اس اثناء میں ہیلن، رائٹ ہماسن اسکول میں جو بہروں کے لیے تھا، تعلیم حاصل کر رہی تھی۔ یہاں اس نے غیر معمولی تیزی اور سرگرمی سے فرانسیسی اور لاطینی زبانوں پر عبور حاصل کر لیا۔

ہیلن کیلر اکتوبر 1896ء میں کیمبرج اسکول میں داخلے کے لیے تیاری کر رہی تھی۔ یہاں سے وہ ریڈ کلف کالج منتقل ہونا چاہتی تھی۔ یہ ثانوی اسکول ہیلن کے لیے زیادہ مشکل تھا کیوں کہ جن کتابوں کی ضرورت تھی، ان میں بہت کم بریل میں دستیاب ہو سکتی تھیں لیکن اس کی کوششوں کی وجہ سے اس کی اُستانیاں بہت متاثر ہوئیں۔ اُستانیاں جو پڑھاتیں، اس کا خلاصا مس سلی دن اس کی ہتھیلی پر لکھتی جاتی۔ روز مرہ کی مشق اور امتحان کے لیے وہ ٹائپ رائٹر سے کام لیتی۔ 1900ء میں مس کیلر نے لاطینی، یونانی، جرمن، الجبرا اور جیومیٹری کے امتحانات پاس کیے اور ریڈ کلف کالج میں داخل ہوئی۔ ریڈ کلف کالج کی زندگی اس کے لیے بڑا بیش بہا تجربہ ثابت ہوئی۔ یہاں ہیلن کیلر نے علم حاصل کیا اور محنت کر کے لکھنے کی صلاحیت پیدا کی۔ مایوسی کی حالت میں مستقل مزاج رہنا اس کا شیوہ تھا۔

کالج سے ڈپلومہ حاصل کرنے کے بعد مس کیلر کی رسمی تعلیم ختم ہوئی مگر اس کی حقیقی تعلیم کا سلسلہ ختم نہ ہوا۔ وہ بہترین انگریزی، فرانسیسی اور جرمن ادب پڑھتی رہی اور نئے جوش و خروش سے لکھتی رہی۔ اس کا بہت سا وقت ان لوگوں کی خدمت میں صرف ہوتا جنہیں مدد کی ضرورت تھی۔ اس کی زیادہ کوششیں اپنی ہی طرح کے دوسرے بدنصیبوں یعنی اندھوں کی مدد کے لیے وقف تھیں اور وہ ان کی بڑی جانباز ساتھی تھی۔ مس کیلر اندھوں کی امداد کے لیے زیادہ تر پرچار اپنی تحریروں کے ذریعے کرتی۔ گویا اس امر کا ثبوت دیتی کہ باقاعدہ طریقے سے نابیناؤں کی رہنمائی کی جائے تو وہ قابلِ عزت، کارآمد اور اپنا بوجھ سنبھالنے والے شہری بن سکتے ہیں۔ اس کی شہرت کے ساتھ خط و کتابت کا سلسلہ بڑھتا گیا۔ اس کے پاس ٹیکساس، ایریزونا، جنوبی افریقہ، سویڈن، متحدہ ہندوستان، جرمنی، انگلستان اور چین سے درخواستیں اور شکریے کے خطوط آتے۔ کوئی اس کی کتابوں کا ترجمہ کرنے کی اجازت طلب کرتا۔ کوئی کارہائے خیر میں اس کی مدد مانگتا، کوئی اس کی ہمت افزائی اور دُور اندیشی کا شکریہ ادا کرتا۔ نابینا افراد اس سے ہمدردانہ مشورہ مانگتے، وہ ہمیشہ ہر خط کا جواب دیتی۔ (بقیہ: صفحہ نمبر 46)

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

ہم سردی لگنے سے کانپتے کیوں ہیں؟

جب ہمیں سردی لگتی ہے تو ہم کانپنے لگتے ہیں۔ کانپنے سے ہمارے پٹھے حرکت کرتے ہیں اور اس حرکت سے ہمارا جسم گرم ہو جاتا ہے۔ اس طرح قدرت ہمیں سردی سے محفوظ رکھتی ہے۔

کانپنا ایک قسم کی ورزش ہے اور ہم بغیر سوچے سمجھے یہ ورزش کرتے ہیں۔ اس ورزش کے وقت ہمارے جسم میں ایک خاص تبدیلی ہوتی ہے۔ جلد کے نیچے رگوں اور نسوں میں جو گرم خون گردش کر رہا ہوتا ہے، اس کی رفتار بہت مدھم پڑ جاتی ہے۔ بہت سا خون جسم کے نچلے حصوں میں ٹھہر جاتا ہے اور وہاں دل، جگر اور دوسرے ضروری اعضا کو گرمائے رکھتا ہے۔ اگرچہ کانپتے وقت ہم سردی محسوس کرتے ہیں لیکن ہمارے جسم کے یہ اعضا گرم رہتے ہیں اور انہیں سردی سے کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہمیں کون سی چیز کانپنے پر مجبور کرتی ہے۔ کیا ہمارے جسم میں کوئی ایسا سوئچ ہے جسے نیچے کر دیں تو ہم پر کپکپاہٹ طاری ہو جائے اور اوپر کر دیں تو کپکپاہٹ بند ہو جائے۔ تجربوں سے معلوم ہوا ہے کہ دماغ میں ایک ایسی جگہ ہے جو بالکل سوئچ کا کام کرتی ہے۔

دماغ کے اسی حصے میں ایک اور سوئچ ہوتا ہے جو جسم کو زیادہ گرم ہونے سے بچاتا ہے۔ اگر حرارت زیادہ ہو جائے تو یہ سوئچ فوراً اوپر ہو جاتا ہے۔ اس سے جلد کی طرف خون کی گردش تیز ہو جاتی ہے اور پسینا آنے لگتا ہے۔ پسینے سے حرارت کم ہو جاتی ہے اور ہمارا جسم ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد سوئچ اوپر ہو جاتا ہے اور پسینا بند ہو جاتا ہے۔

یہ سوئچ تھرموا سٹیٹ آلے کی طرح ہوتے ہیں۔ یہ آلہ درجۂ حرارت کو باقاعدہ رکھتا ہے۔ جب تک ہم تندرست رہیں ہمارا درجۂ حرارت ایک ہی درجے پر رہتا ہے۔ بیمار ہو جائیں تو تھرموا سٹیٹ میں بھی گڑبڑ ہو جاتی ہے اور ہمیں بخار ہو جاتا ہے۔

انسان کا تعلق جانوروں کے اس گروہ سے ہے جن کا خون گرم ہوتا ہے۔ بلیاں، کتے اور وہ تمام جانور جو بچوں کو دودھ پلاتے ہیں، اسی گروہ سے ہیں۔ پرندوں کا بھی خون گرم ہوتا ہے۔ سانپ، مینڈک، مچھلیاں اور چھپکلیاں سرد خون کے گروہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ ان جانوروں میں اس قسم کے سوئچ اور تھرموا سٹیٹ نہیں ہوتے جن سے ان کا جسم گرم رہے۔ اگر باہر کا ماحول گرم ہو گا تو ان کے جسم گرم رہیں گے۔ سرد ہو گا تو ٹھنڈے ہو جائیں گے۔

☆☆☆

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

http://paksociety.com

پاک سوسائٹی پر مُوجود مشہور و معروف مصنفین

عُمیرہ احمد	صائمہ اکرام	عُشنا کوثر سردار	اشفاق احمد
نمرہ احمد	سعدیہ عابد	نبیلہ عزیز	نسیم حجازی
فرحت اشتیاق	عفت سحر طاہر	فائزہ افتخار	عنایت اللہ التمش
قُدسیہ بانو	تنزیلہ ریاض	نبیلہ ابر راجہ	ہاشم ندیم
نگہت سیما	فائزہ افتخار	آمنہ ریاض	مُمتاز مُفتی
نگہت عبدُاللہ	سباس گُل	عنیزہ سید	مُستنصر حُسین
رضیہ بٹ	رُخسانہ نگار عدنان	اقراء صغیر احمد	علیمُ الحق
رفعت سراج	اُمِ مریم	نایاب جیلانی	ایماے راحت

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام پر موجود ماہانہ ڈائجسٹس

خواتین ڈائجسٹ، شُعاع ڈائجسٹ، آنچل ڈائجسٹ، کرن ڈائجسٹ، پاکیزہ ڈائجسٹ، حناء ڈائجسٹ، رِدا ڈائجسٹ، حجاب ڈائجسٹ، سسپنس ڈائجسٹ، جاسُوسی ڈائجسٹ، سرگُزشت ڈائجسٹ، نئے اُفق، سچی کہانیاں، ڈالڈا کا دسترخوان، مصالحہ میگزین

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی شارٹ کٹس

تمام مُصنفین کے ناولز، ماہانہ ڈائجسٹ کی لسٹ، کِڈز کارنر، عمران سیریز از مظہر کلیم ایم اے، عمران سیریز از ابنِ صفی، جاسُوسی دُنیا از ابنِ صفی، ٹورنٹ ڈاؤنلوڈ کا طریقہ، آن لائن ریڈنگ کا طریقہ،

ہمیں وزٹ کرنے کے لئے ہمارا ویب ایڈریس براوزر میں لکھیں یا گُوگل میں پاک سوسائٹی تلاش کریں۔

اپنے دوست احباب اور فیملی کو ہماری ویب سائیٹ کا بتا کر پاکستان کی آن لائن لائبریری کا ممبر بنائیں۔

اِس خوبصورت ویب سائٹ کو چلانے کے لئے ہر ماہ کثیر سرمایہ درکار ہوتا ہے، اگر آپ مالی مدد کرنا چاہتے ہیں تو ہم سے فیس بک پر رابطہ کریں۔۔۔

www.paksociety.com

معاذ تیزی سے فٹ پاتھ کے کنارے کنارے یوں جا رہا تھا جیسے اس کے پیروں میں بجلی بھری ہو۔ دوڑتے ہوئے کبھی وہ دونوں بازو ہوا میں پھیلا کر چھلانگ بھی لگا دیتا اور ایسے لگتا جیسے کوئی پرندہ فضا میں اُڑتے ہوئے دکھائی دے رہا ہو۔ آج وہ دل کڑا کر کے آسیبی مکان دیکھنے جا رہا تھا۔ اس کا ارادہ تھا کہ زندگی میں پہلی دفعہ اس آسیبی مکان میں رہنے والے بھوت کو دیکھ لے۔

یہ آسیبی مکان گلی کے آخر میں بنا ہوا تھا جو آہستہ آہستہ خود بخود اپنی طبعی عمر پوری کر کے منہدم ہوتا جا رہا تھا۔ کھڑکیوں میں جڑے ہوئے شیشے کب کے ٹوٹ کر گر چکے تھے۔ مکان کے اردگرد بنی ہوئی حفاظتی باڑ بھی آدھی سے زیادہ ختم ہو چکی تھی۔ پچھلی گلی کی نکڑ پر معاذ نے سنا تھا کہ کچھ ہی دنوں میں بلدیہ والے بلڈوزر کے ذریعے اس مکان کو گرا دیں گے۔ معاذ نے بڑے تجسس سے اس شخص سے پوچھا کہ کیا آپ آسیبی مکان کی بات کر رہے ہیں؟ دُکان والے شخص نے معاذ کو بتایا۔ ''سب کہتے ہیں کہ اس گھر میں بھوت رہتا ہے لیکن وہ صرف شام کو اس وقت نکلتا ہے جب ساری دُکانیں بند ہو جاتی ہیں اور لوگ گھروں کو چلے جاتے ہیں۔ میں کبھی اس بھوت کو نہیں دیکھ سکا۔ میں خود بھی شام کے بعد جلدی گھر چلا جاتا ہوں مبادا کہیں مجھے بھوت نظر نہ آ جائے لیکن سب کہتے ہیں کہ یہ بھوت ایک بچے کی شکل میں ہوتا ہے۔'' معاذ منہ ہی منہ میں بڑبڑایا۔ ''شام کے ملگجے کا بھوت۔'' تبھی اسے محسوس ہوا جیسے کوئی بہت ہی ٹھنڈی سانس اس کی گردن کے عقب سے ٹکرائی ہے اور ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے اس کے کانوں میں سرگوشی کی ہے۔ اب معاذ دوڑتا ہوا آسیبی مکان کی طرف جا رہا تھا۔ اس نے جان بوجھ کر یہ وقت چنا تھا۔ اس وقت اتنا اندھیرا نہیں تھا کہ گھر میں اس کی والدہ اس کے نہ آنے پر فکرمند ہوں اور نہ اتنی روشنی تھی کہ شرمیلا بھوت آسیبی مکان سے باہر ہی نہ نکلے۔

معاذ پھر بڑبڑایا۔ ''میں صرف آسیبی مکان کے اردگرد ایک چکر لگاؤں گا۔ وہ ایک دفعہ پھر ہوا میں اُچھلا۔ یوں محسوس ہوا کہ جیسے ڈرکسی بیمار، پیلی آنکھوں والے کتے کی طرح اس سے چمٹ گیا ہو۔ پھر اس نے سوچا کہ اگر وہ ڈر کر واپس چلا گیا تو یہ بات ثابت ہو جائے گی کہ وہ ڈرپوک ہے۔ اس نے ٹھان لیا کہ وہ بھوت کو دیکھ کر ہی جائے گا۔ اگرچہ وہ اس گلی سے متعدد بار گزر چکا تھا لیکن پھر بھی تھوڑا اندھیرا ہونے کی وجہ سے اس گلی کا تاثر یکسر تبدیل ہو چکا تھا۔ اب یہ گلی زیادہ وسیع و عریض محسوس ہو رہی تھی اور اس گلی کے آخر میں آسیب زدہ مکان معاذ کا منتظر تھا۔ معاذ آسانی سے اس تباہ حال مکان کے بیرونی دروازے اور باہر لگی باڑ کو دیکھ سکتا تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

تبھی بیرونی دروازے پر نہایت آہستگی سے ہونے والی حرکت کو معاذ نے محسوس کیا۔ پھر وہ ہوا میں بلند ہوا۔ اس کی کوشش تھی کہ اس کی چھلانگ سے اس کا دل ٹھہر جائے، جو چھلانگ لگا کر معاذ کے جسم سے باہر نکلنے کو تیار تھا۔ اس نے جس سائے کی حرکت محسوس کی تھی، وہ دراصل ایک بچی تھی جو اپنی گیند اور چھڑی سے کھیل رہی تھی۔ اس نے معاذ کی طرف دیکھا جو دوڑتا ہوا اس کی طرف آ رہا تھا۔ اس نے معاذ کو مخاطب ہو کر کہا۔ ''میرا خیال تھا کہ اب شاید کوئی شام کے وقت ادھر نہیں آئے گا۔'' معاذ نے جواب دیا۔ ''میں تو آ گیا ہوں اور میں بھوت دیکھنے آیا ہوں۔'' چھوٹی بچی نے اپنی سیاہ بڑی بڑی آنکھوں سے معاذ کو دیکھتے ہوئے کہا۔ ''اصلی بھوت، وہ کیا ہوتا ہے۔'' معاذ نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔ ''وہ بھوت جس کا اس مکان پر قبضہ ہے۔'' وہ دل ہی دل میں خوش بھی تھا کہ کوئی تو ہے جس سے وہ باتیں کر سکتا ہے، بے شک وہ ایک بچی ہی کیوں نہ ہو جس کے ایک ہاتھ میں گیند اور دوسرے میں چھڑی ہو۔

بچی نے ایک دفعہ پیچھے مڑ کر مکان کی طرف دیکھا اور پھر پوچھنے لگی۔ ''کیا واقعی یہ مکان آسیب زدہ ہے؟ مجھے بھی کبھی کبھی یہ دیکھنے میں آسیب زدہ لگتا ہے۔ اس کے کمروں میں بھی مکڑی کے جالے لگے ہوئے ہیں اور باغیچے میں بھی کاکروچ گھومتے رہتے ہیں لیکن کیا تم بھوتوں سے خوف زدہ ہو؟'' معاذ نے خوشی خوشی کہا۔ ''میں بھوتوں سے نہیں ڈرتا۔ (حالانکہ وہ صرف اپنے آپ کو نڈر ظاہر کر رہا تھا) کئی لوگوں کے لیے تو بھوت بہت ڈراؤنے ہوتے ہیں لیکن میں ان سے خوف زدہ نہیں ہوں اور میں یہ باڑ عبور کر کے بھوت دیکھنے جا رہا ہوں۔ کہتے ہیں وہ بھوت بچہ ہے۔'' لڑکی نے اسے تجویز دیتے ہوئے کہا کہ وہ دروازے کی طرف سے جائے۔ یہ کہہ کر اس نے اپنی چھڑی سے دروازے کو ہلکی سی ٹوہ لگائی تو وہ چرچراتا ہوا کھل گیا۔ معاذ اسے گھورنے لگا۔ اس نے کہا کہ یہ بڑی عجیب بات ہے۔ جب میں نے پہلے دروازے کو دیکھا تھا تو یہ مقفل تھا۔ لڑکی نے کہا۔ ''میں بھی تمہارے ساتھ آتی ہوں۔ میرا نام روحی ہے اور میں بھی بھوت دیکھنا چاہتی ہوں۔'' معاذ نے جواب دیا۔ ''میرا خیال ہے تمہیں نہیں آنا چاہیے کیوں کہ بھوت بڑے ڈراؤنے ہوتے ہیں۔ سنا ہے ان کے لمبے لمبے دانت اور بڑے بڑے ناخن ہوتے ہیں۔ وہ بھیانک قہقہے لگاتے ہیں اور بالکل ہڈیوں کے ڈھانچے ہوتے ہیں۔'' روحی کہنے لگی۔ ''لیکن ہڈیوں کا ڈھانچہ ہونا تو اتنی بُری بات نہیں ہوتی۔'' روحی دراصل خود اتنی کمزور تھی کہ ہڈیوں کا ڈھانچہ ہی لگتی تھی۔ وہ بہت سنجیدہ نظر آنے والی پیلی رنگت کی لڑکی تھی جس کے بھورے بال تھے۔ اگرچہ وہ مسکرائی نہیں تھی، پھر بھی اس کا انداز دوستانہ تھا۔ اس نے بھاری بوٹ پہن رکھے تھے جس سے اس کی ٹانگیں اور بھی کمزور دکھائی دیتی تھیں۔ اس نے لباس بھی اپنی جسامت کے حساب سے خاصا بڑا پہن رکھا تھا۔ کم از کم معاذ کو ایسا ہی لگ رہا تھا۔ ویسے بھی یہ لباس بہت پُرانے زمانے کے فیشن کا لگ رہا تھا۔ روحی بولی۔ ''ہڈیوں کے ڈھانچے جیسا ہونا تو ڈراؤنا لگتا ہے۔ ہوسکتا ہے بھوت مجھ سے ڈر جائے۔ بہرکیف دروازہ کھلا ہے اور میں تمہارے ساتھ آسکتی ہوں اگر تم چاہو تو۔'' یہ کہہ کر وہ باغیچے میں داخل ہوگئی۔

معاذ اس کے پیچھے تھا۔ وہ تھوڑا ناراض تھا کیوں کہ یہ کارنامہ وہ تنہا انجام دینا چاہتا تھا۔ جیسے ہی وہ باغیچے میں داخل ہوا، یک بارگی معاذ نے پھر ٹھنڈی ٹھنڈی سانس کو اپنی گردن کے عقب میں محسوس کیا۔ اس نے پیچھے مُڑ کر دیکھا لیکن اسے کچھ دکھائی نہیں دیا۔ شاید کوئی ہوا کا جھونکا تھا جو خالی باغیچے سے گزر رہا تھا۔ روحی چیخ کر بولی۔ ''باغیچے میں جگہ جگہ کانٹے ہیں اور گھاس میرے کندھوں تک بڑا ہو چکا ہے۔ کوئی بھی بھوت اچانک میرے پیچھے نمودار ہو کر مجھے ڈرا سکتا ہے۔'' یہ سن کر معاذ باغیچے میں اینٹوں سے بنے رستے پر چلنے لگا۔ کچھ ہی لمحے میں وہ گھر کے بیرونی دروازے پر بنی سیڑھیوں کے سامنے کھڑا تھا۔ یہ ایک برآمدہ تھا جس میں عجیب وحشت اور تنہائی کا احساس تھا اور برآمدہ بھی وقت کے ساتھ انتہائی شکستگی کا شکار تھا۔ معاذ کہنے لگا۔ ''اس بے چارے برآمدے پر بوجھ ڈالنا اس کے ساتھ ظلم ہے۔ یہ تو بہت بیمار لگتا ہے۔'' روحی بڑی سنجیدگی سے بولی۔ ''برآمدے پر ظلم! معاذ واقعی زیادہ بوجھ نہ ڈالو، ورنہ اس کے اندر گر جاؤ گے اور ہوسکتا ہے کہ برآمدے کے بننے والے گڑھے میں تمہاری ملاقات بھوت سے ہو جائے۔ کیا خیال ہے؟'' معاذ حیران ہو کر روحی سے پوچھنے لگا۔ ''تم میرا نام کیسے جانتی ہو؟'' روحی بولی۔ ''تمہاری شکل ہی ایسی ہے، تمہارا نام معاذ ہی ہونا چاہیے۔'' پھر اس نے برآمدے سے گھر جانے والے

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

دروازے کو دھکا دیا تو وہ کھل گیا۔ اندر اتنا اندھیرا تھا جیسے کوئی غار منہ کھولے ان کی راہ دیکھ رہا ہو۔ معاذ کہنے لگا۔ ''میرا خیال ہے مجھے اندر نہیں جانا چاہیے، فرش ٹوٹ بھی سکتا ہے۔'' وہ بولا تو خالی مکان کی خاموشی میں اس کی آواز خاصی دیر تک گونجتی رہی۔ البتہ روحی بڑے سکون سے بولی۔ ''تمہیں ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ گھر بہت پُرانا بنا ہوا ہے اور بڑے سالوں سے خالی ہے۔ پُرانے گھروں میں بڑی شان دار لکڑی کا استعمال کیا جاتا تھا۔'' پھر وہ کمرے کے اندھیرے میں اندر کودی اور غائب ہوگئی۔ معاذ کو مجبوراً اس کے پیچھے جانا پڑا۔ پھر شدید خوف کی لہر اچانک اس کی ریڑھ کی ہڈی میں دوڑ گئی۔ وہ ایک بہت بڑے کمرے میں کھڑے تھے جس میں روشنی نہ ہونے کے برابر تھی اور اتنا گرد آلود تھا کہ آنکھوں کو کچھ بجھائی نہیں دے رہا تھا لیکن جو معاذ دیکھ سکا، وہ یہ تھا کہ ایک ہیولا سا کمرے کی دوسری سمت سے اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔ معاذ چلایا۔ ''بھوت..... بھوت.....'' روحی نے اس کی طرف دیکھا۔ معاذ اگرچہ اس کا چہرہ غور سے نہ دیکھ سکا لیکن اسے لگا جیسے وہ مسکرا رہی ہو۔ وہ بولی۔ ''کوئی بھوت ووت نہیں ہے۔ سامنے آئینہ لگا ہوا ہے، کمرے کی دوسری طرف ایک قدآور الماری کھڑی ہے جس پر یہ بڑا آئینہ آویزاں ہے۔ یہ تمہارا اپنا سایہ ہے جو تمہیں ڈرا رہا ہے۔'' معاذ نے آنکھیں جھپکیں تو واقعی روحی کی بات درست تھی۔ وہ احتیاط سے کمرے میں چلنے لگے۔ آئینے میں نظر آنے والا عکس بھی ان کے ساتھ چل رہا تھا۔ اندر اتنا اندھیرا تھا کہ باہر شام کا ملگجا انہیں نظر آ رہا تھا۔ معاذ نے اپنی انگلیوں سے آئینے کو رگڑا تو آئینہ گویا خفیف سا پیچھے ہوا اور بہت ہی نحیف سی آواز آئی جیسے کوئی بین کر رہا ہو۔ معاذ کے منہ سے پھر بھوت نکلا لیکن یہ صرف الماری کا دروازہ تھا جو تھوڑا کھلا تھا اور بین کرنے کی آواز دراصل اس کی چرچراہٹ تھی۔ روحی بولی۔ ''اوپر آ جاؤ۔'' یہ سیڑھیاں بہت خوب صورت تھیں۔ ہر روز ان کو پالش کیا جاتا تھا۔ معاذ نے پوچھا۔ ''تمہیں کیسے پتا ہے؟'' وہ اوپر جاتی، بل کھاتی سیڑھیوں کو دیکھ رہا تھا۔ روحی نے کہا۔ ''اتنی گرد میں بھی پیروں کو چلنے میں نفاست محسوس ہوتی ہے لیکن یہ بہت قدیم بات ہے۔'' معاذ نے پوچھا۔ ''روحی! تم سیڑھیوں پر چڑھ کیسے رہی ہو، یہاں تو اتنا اندھیرا ہے۔'' اس نے جواب دیا۔ ''خاصی روشنی ہے۔'' وہ معاذ سے کئی سیڑھیاں اوپر تھی۔ معاذ اس کے پیچھے پیچھے تھا۔ اندھیرے میں اسے اچانک ایسا لگا جیسے کوئی خاموشی سے اپنے ملائم ہاتھ اس کے چہرے پر پھیر رہا ہے۔ معاذ تیسری دفعہ چیخا ''بھوت'' تو روحی بولی نہیں یہ مکڑی کے جالے ہیں۔ معاذ نے اپنے چہرے کو چھوا تو اس کی انگلیاں جو خوف سے ٹھنڈی پڑ رہی تھیں، صرف مکڑی کے جالوں سے ٹکرائیں۔ وہ اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مارتا روحی کے پیچھے پیچھے رہا۔ اوپر ایک کھڑکی تھی جس سے جھانکنا آسان تھا اور وہاں سے کانٹوں والا باغیچہ اور خالی گلی صاف دکھائی دیتے تھے۔ روحی سرگوشی سے بولی۔ ''کبھی یہاں گھاس ہوا کرتی تھی۔'' وہ باہر

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

جھانک رہی تھی، کہنے لگی۔ ''گھاس اور گائیاں..... لیکن بہت زمانہ ہوگیا۔ اب اس دروازہ سے باہر آ جاؤ۔'' معاذ اب پوری کوشش میں تھا کہ کہیں وہ روحی سے پیچھے نہ رہ جائے۔ وہ دروازے کو عبور کر کے ایک نسبتاً چھوٹے کمرے میں داخل ہوئے۔ کھڑکی کے پٹ پھسل کر تھوڑے ہٹے ہوئے تھے۔ شام کے ملگجے کی روشنی چھن چھن کر کمرے اور چھت پر پڑ رہی تھی۔ ابھی بھی سبز مخملی پتوں کے بچے کچے ٹکڑے لٹکے ہوئے تھے۔ ایک جھولنے والی کرسی پڑی تھی جس کا ایک بازو ٹوٹا ہوا تھا۔ اس کرسی پر ایک بہت پُرانی گڑیا پڑی تھی۔ لگتا تھا کسی بچے نے اسے یہاں رکھا اور خود باہر کھیلنے چلا گیا اور گڑیا کو اُمید ہے کہ وہ واپس آ کر اس سے دوبارہ کھیلے گا۔ معاذ نے گڑیا اور کمرے کو دیکھا اور پھر کھڑکی سے باہر نکل کر بولا۔ ''یہاں کوئی بھوت ووت نہیں ہے۔ اب دیر ہو رہی ہے۔ مجھے اب چلنا چاہیے۔'' اب بھوت کی اہمیت معاذ کی نگاہوں میں وہ نہیں تھی جو چند لمحے پہلے تھی لیکن معاذ جانتا تھا کہ وہ اس گھر کی خاموشی اور اس کا باغیچہ کبھی نہیں بھولے گا۔

وہ دونوں سیڑھیوں سے نیچے اُترے۔ اس دفعہ مکڑی کے جالوں نے معاذ کو پریشان نہیں کیا۔ وہ عکس والے آئینے کے پاس سے گزرے اور جان بوجھ کر معاذ نے الماری کو انگلی لگائی لیکن کوئی آواز نہیں آئی جو معاذ کو ڈرائے۔ جو آواز نکلی وہ بے ضرر اور بے چارگی سے بھری ہوئی تھی۔ ڈرانے والی کرختگی اس میں نہیں تھی۔ روحی کہنے لگی۔ ''یہ صرف تنہا رہنا چاہتی ہے۔'' وہ بڑے کمرے سے گزرے۔ معاذ نے مُڑ کر آئینے میں عکس کو خدا حافظ کہا۔ اس سے پہلے کہ وہ دروازہ بند کرتے، عکس نے بھی ہاتھ اُٹھا کر جوابی خدا حافظ کہا۔ باہر رات ہوگئی تھی اور ستارے چمک رہے تھے۔ معاذ نے سر جھٹکا اور کہنے لگا۔ ''کوئی بھوت ووت نہیں ہے۔'' پھر وہ بیرونی دروازے تک آئے۔ روحی پوچھنے لگی۔ ''کیا تم دوبارہ کسی شام یہاں آؤ گے۔'' معاذ نے اسے جواب دیتے ہوئے کہا۔ ''کبھی نہیں! مجھے بھوتوں پر یقین نہیں رہا۔ میں نے سوچا شاید یہاں کوئی ہو لیکن کوئی بھی نہیں ہے۔ اس لیے یہ تجربہ کافی ہے۔'' وہ کہہ کر مُڑا اور گھر کی طرف دوڑنے لگا لیکن پھر کچھ سوچ کر کھڑا ہوگیا۔ اس نے روحی کو غور سے دیکھا اور بڑی حیرت سے اسے پوچھنے لگا۔ ''کیا تم نے بھی اپنا سایہ آئینے میں دیکھا تھا۔ مجھے تو تمہارا سایہ نظر نہیں آیا۔'' روحی نے اس سوال کا جواب نہیں دیا۔ اس کی بجائے اس نے معاذ سے سوال کیا۔ ''کیا ہر کسی کا سایہ ہوتا ہے، کیا خیال ہے؟'' اتنے اندھیرے میں اس کا چہرہ غور سے دیکھنا مشکل تھا، پھر بھی جانے کیوں معاذ کو لگا کہ وہ مسکرا رہی ہے۔ معاذ نے پھر پوچھا۔ ''روحی! سیڑھیوں پر تم مجھ سے آگے آگے تھیں تو تم نے مکڑی کے جالے صاف کیوں نہیں کیے۔'' روحی نے جواب دیا۔ ''میں تمہارے جتنی لمبی نہیں ہوں۔'' معاذ نے پھر اس کو گھورا کہ شاید وہ کچھ اور کہے گی لیکن پھر اس نے محسوس کیا کہ کوئی سرد جھونکا اس کی گردن کے عقب میں ٹکرایا ہے۔ آخر میں وہ بولا کہ کوئی بھوت ووت نہیں ہے اور روحی کو خدا حافظ کہے بغیر گھر کی طرف دوڑ لگا دی۔ روحی بس اسے جاتے ہوئے دیکھتی رہی، پھر وہ خود سے بولی۔ ''سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آپ بھوت کو پہچانتے بھی ہیں یا نہیں؟ فرض کریں کہ وہ آپ کے سامنے آ جائے تو؟'' پھر وہ بیرونی دروازے سے گھر میں داخل ہوئی اور اسے اندر سے مقفل کر لیا۔ وہ بے حد تھک چکی تھی اور خود کو بہت کمزور محسوس کر رہی تھی۔ وہ شام کے ملگجوں سے نکلی اور آسیب زدہ مکان کے اندھیروں میں گم ہوگئی۔

☆☆☆

(بقیہ: جینا وہی ہے جو دوسروں کے لیے ہو)

ساری دُنیا اس بہادر اور باہمت عورت کو جانتی ہے جو شکست کے لفظ سے نا آشنا ہے۔ اس کے رحم و کرم کا پیمانہ اتنا وسیع ہے کہ دُنیا میں جتنے بھی دکھی اور بدقسمت لوگ ہیں، خواہ ان کی بدقسمتی کا باعث کچھ بھی ہو، ان سب کے لیے اس کے دل میں جگہ ہے۔ جن لوگوں نے اس کی کتابیں پڑھیں یا جو ذاتی طور پر اس جگمگاتی شخصیت سے واقف ہیں، جانتے ہیں کہ اس کی نابینا آنکھیں بصیرت کی اس حد تک پہنچی ہیں جہاں عام آدمی کی بصیرت نہیں پہنچ سکتی۔

اس کی شخصیت بے مثال ہے۔ دُنیا کو اس نے جو تحفہ دیا ہے وہ تازہ اور صحت مند روح ہے۔ اس کی انسانوں کی بے حد و انتہا خدمت زندہ مثال ہے۔ اس نے نابینا ہونے کے باوجود دوسروں کو جینے کی راہ دکھائی اور ثابت کر دیا کہ جینا وہی ہے جو دوسروں کے لیے ہو۔ ہیلن کیلر نے 1968ء میں وفات پائی۔

☆☆☆

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

جیب کترا

(آمنہ احمد، اسلام آباد)

''اگر کاشف ضد کر رہا ہے تو اسے لے ہی دیں۔ میں کم پیسوں میں ہی گزارہ کرلوں گی۔'' ''ارے کاشف کی ماں! تمہیں پتا ہے ناں کہ وہ ہوائی جہاز کتنا مہنگا ہے۔ میں اسے وہ جہاز لے کر نہیں دے سکتا اور کاشف بچہ نہیں رہا جو ہم اس کی ہر بات مانتے رہیں۔ وہ اب بڑا ہے اور سمجھ دار ہے اور گھر کے مالی حالات اس سے ڈھکے چھپے نہیں ہیں۔ تم اسے کسی طرح سمجھا دو کہ میں اس کو وہ جہاز نہیں لے کر دے سکتا۔ ورنہ میں اسے اسکول سے اُٹھوا کر کسی دُکان میں بٹھا دوں گا، کم از کم گھر میں دو چار پیسے ہی آجائیں گے۔'' .....☆.....

کاشف کا تعلق ایک غریب گھرانے سے تھا۔ وہ چھٹی جماعت کا طالب علم تھا اور چار بہنوں کا اکلوتا بھائی تھا۔ وہ ایک گورنمنٹ اسکول میں پڑھتا تھا جس کی فیس نہ ہونے کے برابر تھی۔ ایک دن وہ اسکول سے چھٹی کے بعد سامنے والے میدان میں کھیل رہا تھا کہ اس کو ایک لڑکا نظر آیا جس کے ہاتھ میں ایک ریموٹ کنٹرول تھا اور وہ اس سے ایک بڑا سا ہوائی جہاز اُڑا رہا تھا۔ وہ جہاز کاشف کو بہت پسند آیا۔ اس نے اپنی ماں سے جہاز کی فرمائش کر دی۔ جب اس کی ماں نے اپنے شوہر سے بات کی تو شوہر نے ٹکا سا جواب دے دیا۔ کاشف کو پڑھائی سے بالکل دل چسپی نہ تھی۔ وہ دن رات اس ہوائی جہاز کے خواب دیکھتا رہتا لیکن جب اس کی ماں نے اسے دبی زبان میں بتایا کہ یہ ناممکن ہے، تو کاشف کے غصے کی انتہا نہ تھی۔ پھر ایک دن غصے میں وہ گھر چھوڑ کر چلا گیا۔ اس نے ایک کاغذ کے ٹکڑے پر ایک تحریر لکھ کر چھوڑی جو کچھ یوں تھی۔ ''آپ مجھے ایک ہوائی جہاز خرید کر نہیں دے سکے۔ آپ بہت خود غرض ماں باپ ہیں۔ اب میں آپ کو ہمیشہ کے لیے چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ خدا حافظ! آپ کا بیٹا کاشف۔''

.....☆.....

کاشف اپنی ماں کے زیورات بھی اپنے ساتھ لے گیا تھا۔ ان کو بیچ کر کچھ دن ان پیسوں سے گزارہ کیا پھر وہ پیسے بھی ختم ہو گئے۔ رات کو وہ کسی فٹ پاتھ پر چادر بچھا کر سو جاتا تھا۔ .....☆.....

ایک دن وہ یوں ہی سڑک پر چل رہا تھا کہ اچانک اسے ایک ایسا آدمی نظر آیا جو ایک دوسرے آدمی کی جیب بڑی مہارت سے کاٹ رہا تھا۔ کاشف یہ منظر دیکھ کر حیران رہ گیا۔ وہ چھپ کر یہ منظر دیکھنے لگا۔ جب اس نے اس جیب کترے سے بات کی تو پتا چلا کہ وہ کافی برسوں سے یہ کام کر رہا ہے اور بہت امیر ہے۔ بس پھر کیا، کاشف نے بھی یہ کام شروع کر دیا۔ دن ہفتوں میں، ہفتے مہینوں میں اور مہینے سالوں میں بدلتے گئے۔ کاشف اب جوان ہو گیا۔ اب وہ ایک گروہ میں شامل ہو گیا اور ایک ماہر جیب تراش بن گیا۔ .....☆.....

آج کاشف کسی نئے شکار کی تلاش میں تھا۔ کاشف کی نظر ایک ضعیف آدمی پر پڑی۔ وہ آدمی پھل فروش سے بحث کر رہا تھا۔ آس پاس سے بھی لوگ اکٹھے ہو گئے۔ کاشف نے موقع سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے اس آدمی کی جیب صاف کر دی اور چپکے سے فرار ہو گیا۔ .....☆.....

ادھر بحث ختم ہوئی اور بوڑھا آدمی پھل فروش کو پیسے ادا کرنے لگا تو پتا چلا کہ بٹوہ تو غائب ہے۔ چیخنے چلانے لگا کہ کسی نے میری جیب کاٹ لی ہے۔ اپنے اڈے پر پہنچ کر کاشف نے بٹوہ کھولا تو اس بوڑھے آدمی کا شناختی کارڈ ملا۔ اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں، سانس حلق میں اٹک گیا کیوں کہ وہ آدمی کوئی اور نہیں اس کا باپ تھا۔ کاشف کو شرمندگی کے ساتھ حیرت بھی ہوئی کہ اس کے باپ کے پاس اتنی رقم کہاں سے آگئی؟ .....☆.....

کاشف کے باپ نے تھانے میں رپورٹ درج کروائی۔ تفتیش سے معلوم ہوا کہ یہ تو وہی مشہور اور ماہر جیب کترا ہے۔ پولیس نے اسے پکڑنے کے لیے سرتوڑ کوشش کی، آخرکار وہ پکڑا گیا۔ .....☆.....

جب کاشف کو اپنے باپ کے سامنے پیش کیا گیا تو اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ اپنے باپ کا سامنا کرے۔ اس بات کا اس

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

کے دل پہ اتنا گہرا اثر ہوا کہ اس نے اسی وقت اپنے دل میں تہیہ کر لیا کہ وہ یہ کام آئندہ کبھی نہیں کرے گا۔ اس کے باپ نے اسے دیکھا تو اسے گلے لگا لیا اور خوب پھوٹ پھوٹ کر رویا۔ کاشف نے سارا ماجرا والد کے گوش گزار کر دیا، پھر باپ کے سامنے ہاتھ جوڑ کر معافی مانگی اور اس کام سے ہمیشہ کے لیے توبہ کر لی۔

پیارے دوستو! اگر آپ کے والدین کے مالی حالات ٹھیک نہیں ہیں تو ان سے بار بار فرمائشیں مت کریں، نہ کبھی جھوٹ بولیں اور نہ ہی کبھی چوری کریں۔ (پہلا انعام:195 روپے کی کتب)

شرارت سے توبہ

(غلام یٰسین نوناری، مظفر گڑھ)

ماجد یوں تو بے حد ذہین بچہ تھا مگر تھا بہت شرارتی۔ عید پر اسے سو روپے ابا نے دیئے کہ کچھ کھا پی لینا۔ ماجد دُکان پر گیا تھا۔ ایک میز پر دُکان دار نے ڈھیروں کھلونے سجا رکھے تھے۔ ماجد انواع و اقسام کے کھلونے دیکھ کر بے حد خوش ہوا۔ اس نے سوچا اگر سو روپیہ کھا لیا تو وہ تو ختم ہو جائے گا، کوئی کھلونا لے لیتا ہوں تاکہ بعد میں اس سے کھیلا کروں۔ اس کی نظر چھوٹی چھوٹی کاروں پر پڑی۔ یہ ریموٹ کنٹرول کاریں تھیں مگر ماجد کو کچھ اچھی نہیں لگیں۔ ماجد نے دیکھا ایک طرف بہت سے کھلونا پستول موجود ہیں۔ اس نے فوراً ایک پستول اُٹھا لیا۔ پستول ہاتھ میں پکڑ کر وہ بہت خوش ہوا۔ اس نے دُکان دار سے اس کی قیمت پوچھی۔ دُکان دار کو قیمت ادا کر کے وہ پستول لیے خوشی خوشی گھر آ گیا۔ پستول کے ساتھ ایک چھوٹے پیکٹ میں چھوٹی چھوٹی گولیاں بھی تھیں جو پلاسٹک کی بنی ہوئی تھیں۔ ماجد نے دو گولیاں پستول کے میگزین میں بھریں اور لگا ٹریگر دبانے۔ ٹھاہ کی آواز کے ساتھ گولی نکلی اور سامنے والی دیوار سے جا ٹکرائی۔ ماجد بے حد خوش ہوا۔ اب اسے شرارت سوجھی۔ وہ فوراً اندر کی طرف بڑھا اس کی چھوٹی بہن نجمہ صحن میں کھیل رہی تھی۔ ماجد نے میگزین میں مزید گولیاں بھریں اور صحن میں کھیلتی نجمہ کے کان کا نشانہ لے کر ایک گولی داغ دی۔ گولی کان پہ تو نہیں لگی سر پر لگی۔ نجمہ چونک کر سیدھی ہوئی اور ماجد کے ہاتھ میں پستول دیکھ کر ڈر گئی۔ ماجد اسے ڈرتے دیکھ کر اور بھی خوش ہوا۔ اس نے آؤ دیکھا نہ تاؤ پستول کا ٹریگر دباتا چلا گیا اور پستول کی ننھی منی گولیاں نجمہ کی طرف بڑھتی گئیں۔ کچھ اس کی ناک سے ٹکرائیں اور کچھ اس کی گال سے پھر یک دم نجمہ کی چیخ سنائی دی۔ ماجد بوکھلا گیا۔ اس نے اپنی نقلی فائرنگ بند کر دی اور نجمہ کے پاس آیا۔ وہ مسلسل چیخ رہی تھی۔ اس کا ایک ہاتھ اس کی دائیں آنکھ پر تھا۔ اسے چلا تا سن کر اس کی امی بھی کچن سے نکل آئیں۔ انہوں نے دیکھا نجمہ کی آنکھ سرخ ہو رہی تھی اور اس سے پانی بہہ رہا تھا۔ وہ اسے فوراً ڈاکٹر کے پاس لے گئیں۔ ڈاکٹر نے دوا وغیرہ دی اور کہا کہ اس میں کوئی چیز زور سے لگی ہے مگر اللہ کا کرم ہے کہ آنکھ کو زیادہ نقصان نہیں پہنچا۔ ادھر ماجد بے حد شرمندہ تھا کہ اس کی شرارت نے اس کی پیاری بہن کو تکلیف میں مبتلا کر دیا۔ اس نے اس روز شرارتوں سے توبہ کر لی اور پستول پھینک دیا۔ (دوسرا انعام:175 روپے کی کتب)

نقل شدہ کہانی

(فارین شہزاد، پشاور)

''دیکھئے باجی، رسالہ آ گیا۔'' رومان نے خوشی سے بے قابو ہو کر کہا۔

''تمہاری کہانی چھپی یا پھر اس مہینے بھی رہ گئی؟'' باجی نے شرارت سے کہا۔

تب اس نے رسالے کا ایک ورق غور سے دیکھا لیکن اس کی کہانی اس ماہ بھی نہ شائع ہوئی تھی۔

''نہیں باجی۔'' رومان کی ڈوبتی ہوئی آواز آئی اور وہ اپنے کمرے میں چلا گیا۔ رومان کے ابو کا ایک اسکول تھا۔ امی کالج میں پڑھاتی تھیں اور بڑی بہن کالج میں تھرڈ ائیر کی طالبہ تھیں۔ رات کو سوتے وقت رومان نے دل میں سوچا کہ اس کے دوست حیان نے کہانی نقل کر کے بھیجی تھی جو فوراً چھپ گئی تھی اور انعام بھی آ گیا تھا۔ میری کہانی کیوں نہیں چھپی، میں تو ہر بار اپنے دماغ سے اور اپنی محنت سے کہانی لکھتا ہوں۔ کیا میری کہانی اچھی نہیں تھی، کیا خرابی تھی اس میں؟ اس طرح کے بے شمار سوالات اس کے دماغ میں اُٹھ رہے تھے۔ اچانک اس کے ذہن میں خیال آیا کہ وہ بھی کہیں سے کہانی نقل کر کے بھیج دے لیکن ضمیر کہہ رہا تھا کہ رومان اگر تم نے کہانی نقل کر کے بھیجی تو اس کے انعام کا کیا فائدہ؟ ذرا سوچو!

دل نے پھر ورغلایا۔ ''رومان جلدی کہانی نقل کر کے بھیج دو اور اپنے دوستوں پر برتری ثابت کرو۔'' آخر رومان نے کہانی نقل کر کے بھیج دی اور آئندہ شمارے کا بڑی بے چینی سے انتظار کرنے لگا۔

اگلے ماں رومان کی کہانی شائع ہو گئی تو رومان کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ پھر اسے انعام کا خیال آیا اور بڑا خوش ہوا اور بے صبری سے انعام کا انتظار کرنے لگا۔ چند دن بعد ڈاکیا رومان کو

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

لفافہ پکڑا کر چلا گیا۔ رومان نے سوچا کہ ضرور کوئی انعام وغیرہ ہو گا۔ اس نے لفافہ کھولا اور دیکھا کہ اس میں تو کوئی انعام نہ تھا بلکہ ایک کاغذ تھا اس نے پڑھنا شروع کیا: ''برخوردار محمد رومان! تم نے جو کہانی بھیجی تھی وہ شائع ہو گئی۔ ہمیں بعد میں معلوم ہوا کہ وہ نقل شدہ ہے، ہمیں بہت افسوس ہوا۔ اس لیے تمہیں کوئی انعام نہیں بھیجا جا رہا اور آئندہ تمہاری کسی قسم کی بھی کوئی تحریر شائع نہ ہو گی۔ ایڈیٹر!''

''نہیں کبھی نہیں۔'' رومان چلایا اور بستر سے اُٹھ کھڑا ہوا۔ امی جان نے سوچا کہ کوئی ڈراؤنا خواب دیکھ لیا ہے۔ رومان نے ہاتھ منہ دھویا اور اسکول چلا گیا اس نے سوچا کہ اپنی محنت سے کہانی لکھنی چاہیے، کبھی نہ کبھی تو شائع ہو جائے گی۔

تعلیم و تربیت کے پیارے قارئین میں چاہتی ہوں آپ بھی جو لکھیں، ہمیشہ محنت اور لگن سے لکھیں۔ اگر نقل کریں گے تو کبھی نہ کبھی تو پتا چل جائے گا۔ اس طرح آپ کو عزت کے بجائے ذلت اُٹھانی پڑے گی۔

(تیسرا انعام: 125 روپے کی کتب)

ہماری پیاری اُردو

(لائبہ خالد، واہ کینٹ)

''اوہ مائی گاڈ! وٹ دہ ہیل از دس؟'' ریاضی کا پرچہ حل کرتے کرتے عمار نے ایک سوال غلط حل کر دیا تو انگریزی میں کچھ بڑبڑا اُٹھا۔ ساتھ والی نشست پر بیٹھے اس کے دوست ارحم نے اس کی طرف ذرا غصیلی نگاہ سے دیکھا اور پھر اپنا پرچہ حل کرنے میں مصروف ہو گیا۔

عمار اور ارحم دونوں بچپن کے پکے دوست تھے۔ اب دونوں آٹھویں جماعت میں پڑھ رہے تھے۔ دونوں کا مزاج ہر لحاظ سے ایک جیسا تھا مگر ایک چھوٹا سا فرق تھا۔ کہنے کو تو چھوٹا ہے مگر درحقیقت بہت بڑا فرق تھا، وہ یہ کہ عمار کو اُردو پسند نہیں تھی، اسے اُردو بولتے ہوئے عار محسوس ہوتا تھا۔ وہ انگریزی بول کر خود کو ماڈرن سمجھتا تھا جبکہ ارحم کو اُردو بے حد پسند تھی۔ وہ ہر بات اُردو میں کرتا اور کوشش کرتا کہ انگریزی بالکل بھی نہ بولے۔ ارحم کو بھی یہ بات سخت ناپسند تھی کہ اس کا دوست انگریزی بولتے ہوئے فخر محسوس کرتا ہے۔ وہ عمار کو بہت سمجھاتا مگر اس کے کان پر جوں تک نہ رینگتی۔

جب دونوں دوست کمرہ امتحان سے باہر نکلے تو دونوں نے ایک دوسرے سے پوچھا کہ پرچہ کیسا تھا؟ تو عمار نے جواب دیا۔ ''ٹو فنٹاسٹک پیپر۔'' اور ارحم نے کہا۔ ''اللہ کا شکر ہے! میرا پرچہ بہت اچھا ہوا ہے۔'' دونوں دوست چلتے چلتے سائیکل اسٹینڈ کے پاس آئے، سائیکلیں لیں اور گھر کو روانہ ہوئے۔ راستے میں باتیں کرتے کرتے عمار بولا۔ ''اوہو! یار پرسوں پھر مصیبت ہے۔ پاک اسٹڈیز کا پیپر ہے۔'' ''تو کیا ہوا! اتنا زبردست مضمون تو ہے۔'' ارحم بولا۔ ''یار وہ تو ٹھیک ہے پر یہ ہسٹری کی ڈیٹس یاد کرنا مشکل ہے۔'' عمار نے کہا۔ ''ڈیٹس نہیں تاریخیں!'' ارحم نے سنجیدگی سے کہا۔

آج ان کے سالانہ نتیجے کا دن تھا۔ تمام طلباء کی آنکھیں انتظار میں ڈوبی ہوئی تھیں۔ جوں ہی ماسٹر صاحب اسٹیج پر تشریف لائے، تمام طلباء کے دلوں کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں۔ سب سے پہلے ہشتم اے کی باری تھی۔ جوں ہی ماسٹر صاحب نے پہلی پوزیشن کے لیے پکارا تو یہ ارحم کا نام تھا۔ پھر دوسری اور تیسری پوزیشن میں بھی عمار کا نام نہیں تھا، وہ دسویں نمبر پر آیا تھا۔

نتیجے کے اختتام پر عمار نے ارحم سے کہا: ''یار میں نے بھی تو پیپرز اتنے اچھے دیئے تھے، پتا نہیں کیوں میری کوئی پوزیشن نہیں آئی؟'' ارحم نے نرم مزاجی سے جواب دیا۔ ''میرے دوست! اس ناکامی کی اصل وجہ یہ ہے کہ تمہیں اُردو بولتے ہوئے شرم آتی ہے۔ کبھی پرچے کے اختتام پر تم اللہ کا شکر بھی ادا نہیں کرتے۔ تمہیں انگریزی سے زیادہ محبت ہے ناں! جب کہ ہماری قومی زبان اُردو ہے اور ہماری کامیابی کا دارومدار بھی اُردو پر ہی ہے۔ اگر تم اُردو سے محبت کرو گے تو کامیابی ضرور تمہارے قدم چومے گی۔'' ''شکریہ دوست! آج کے بعد میں ہمیشہ اُردو بولنے پر فخر محسوس کروں گا۔'' عمار نے جواب دیا۔

میرے پیارے پاکستانی بھائیو اور بہنو! یہ کہانی لکھ کر میں آپ کو یہ بتانا چاہتی ہوں کہ ہمیں پاکستان کو ترقی یافتہ ملک بنانا ہے۔ دوستو یاد رکھیے! آج کی دُنیا میں جتنے بھی ترقی یافتہ ممالک ہیں، سب کی ترقی کی اصل وجہ یہ ہے کہ انہیں اپنی قومی زبان سے بے حد محبت ہے۔ وہ اس کو بولنے پر فخر محسوس کرتے ہیں۔ اُردو سے محبت کر کے ہی پاکستان کو ساری دُنیا کی بلندیوں سے بلند کریں گے۔ ان شاء اللہ!

(چوتھا انعام: 115 روپے کی کتب)

ٹونی اور کنواں

(رائحہ مریم، سیال کوٹ)

پُرانے وقتوں کی بات ہے کہ ایک کتا کسی شہر میں رہا کرتا تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

اس نے تقریباً دو سال اس شہر میں گزارے تھے اور اب وہ اس شہر کی زندگی سے تنگ آ چکا تھا۔ اس کا دم گھٹنے لگا تھا۔ شہر کی مصروف اور آلودہ زندگی سے وہ چپ چپ سا رہنے لگا۔ اس نے اپنی کیفیت اپنے دوست سے کہی تو اس کے دوست نے اسے شہر چھوڑ کر کسی گاؤں جا کر رہنے کا مشورہ دیا۔ اس کتے کو وہ مشورہ بہت پسند آیا۔

لہٰذا اگلے ہی دن اس کتے نے شہری زندگی کو خیر باد کہا اور کسی گاؤں کی تلاش میں اپنے سفر پر چل پڑا۔ دو گھنٹوں کے مسلسل سفر کے بعد اسے ایک گاؤں نظر آیا۔ اس کتے کی تو خوشی کی انتہا نہ تھی۔ وہ اُچھلتا کودتا گاؤں میں داخل ہوا۔ جب اس کے پاؤں نرم گھاس پر لگے تو اسے بہت اچھا محسوس ہوا۔ وہ اسی خوشی کے احساس میں اُچھلنے کودنے لگا۔ وہ اتنا خوش تھا کہ اسے احساس ہی نہ ہوا کہ گاؤں کے آوارہ کتے اس کا تعاقب کر رہے ہیں۔ جب وہ آوارہ کتے بہت قریب آ گئے تو اسے تو جیسے اپنی موت دکھائی دینے لگی۔ اس نے پوری طاقت سے دوڑنا شروع کیا اور چوں کہ اسے گاؤں کے راستوں کا علم نہیں تھا۔ وہ ایک کنویں میں جا گرا..... اور مر گیا۔

جب گاؤں کے لوگ وہاں پانی لینے آئے تو اس کتے کو مرا ہوا پایا۔ لوگوں نے اس کتے کو پہلے کبھی گاؤں میں نہیں دیکھا تھا اور اس کے گلے میں پٹا بھی تھا، لہٰذا انہیں اندازہ ہو گیا کہ یہ کتا شہر سے آیا ہے اور لوگوں نے اس کا نام ''ٹونی'' رکھ دیا۔ اب گاؤں کے ہر فرد کی زبان پر ''ٹونی'' کا ہی نام تھا۔

ایک دو دن گزرے تو کنویں کے پانی سے بدبو آنا شروع ہو گئی۔ گاؤں والے پریشان ہو گئے وہ اس گاؤں کی مسجد کے امام صاحب کے پاس گئے اور ان سے پوچھا کہ اب وہ لوگ کیا کریں جب کہ کنویں میں ٹونی (کتے) کی وجہ سے بدبو پیدا ہو گئی ہے۔ امام صاحب نے ان کو مشورہ دیا کہ لوگ کنویں سے بیس بالٹی پانی نکال کر ضائع کر دیں اور پھر باقی استعمال کر لیں۔ لوگوں نے اسی طرح ہی کیا کچھ دن تو بدبو نہ آئی لیکن پھر سے بدبو آنا شروع ہو گئی۔ لوگ پھر سے پریشان ہو گئے۔

وہ پھر امام صاحب کے پاس گئے۔ ان کو بھی حیرت ہوئی، انہوں نے کہا کہ اب تیس بالٹی پانی بہا دو اور باقی استعمال کر لو۔ لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ چار پانچ دن تو بدبو نہ آئی لیکن پھر سے بدبو آنا شروع ہو گئی۔ لوگ بے چارے پھر پریشان ہو گئے۔ وہ پھر امام صاحب کے پاس آئے۔ اب انہوں نے پچاس بالٹی پانی کے بہانے کا مشورہ دیا اور کہا کہ اگر اب بھی بات نہ بنی تو وہ خود ان کے ساتھ جائیں گے تو لوگوں نے ایسا ہی کیا۔

اب کی بار دس بارہ دنوں تک تو پانی استعمال کے قابل رہا..... لیکن پھر سے اسی شکایت نے جنم لیا کہ پانی سے بدبو آنے لگ گئی۔ بھولے بھالے گاؤں والے پریشانی کی حد پار کر چکے تھے۔ افواہ پھیل گئی کہ یہ کام جنات کا ہے یا یہ کسی کی شرارت یا دشمن گاؤں کی سازش.....

جب یہ سب باتیں امام صاحب نے سنیں تو انہوں نے فیصلہ کر لیا کہ اب وہ خود کنویں پر جائیں گے۔ ان کے اس فیصلے سے گاؤں والوں کو حوصلہ ہوا۔

اگلے روز ظہر کی نماز کے بعد سب گاؤں والے بے صبری سے امام صاحب کا انتظار کرنے لگے۔ امام صاحب آئے اور آتے ہی اپنی ناک پر اپنا رومال رکھ لیا کیوں کہ پانی سے بدبو آ رہی تھی۔ اب امام صاحب کنویں کی طرف بڑھے۔ سب لوگوں نے ان کو راستہ دیا۔ اب امام صاحب آگے بڑھے اور انہوں نے کنویں کے اندر جھانکا۔ کنویں کے اندر کا منظر دیکھ کر وہ حیران ہو گئے اور وہاں سے چلے گئے۔

لوگوں کی پریشانی میں مزید اضافہ ہو گیا۔ چند منٹ کے بعد امام صاحب دوبارہ آئے۔ ان کے ہاتھ میں ایک رسّی اور ایک بالٹی تھی۔ انہوں نے اس رسّی سے بالٹی کو باندھا اور کنویں کے اندر پھینک دی۔ جب انہوں نے بالٹی باہر نکالی تو اس میں پانی کے ساتھ ''ٹونی'' (کتا) بھی تھا۔ پھر امام صاحب نے قریب ہی ایک گڑھا کھودا۔ ٹونی کو اس میں ڈالا اور اوپر مٹی ڈال دی۔ اب انہوں نے گاؤں والوں سے کہا کہ اب بیس بالٹی پانی نکالو، اسے بہا دو اور باقی کا استعمال کرنا شروع کر دو۔

سب لوگ امام صاحب کی اس بات کو سمجھ چکے تھے کہ جب تک بُرائی کی جڑ کو نہ کاٹا جائے تب تک بُرائی کا درخت اکھاڑنا ناممکن ہے۔ اگر جڑ کو رہنے دیا جائے تو وہ پھر سے اسی بُرائی والے درخت کی بنیاد ہو گی۔ (پانچواں انعام: 95 روپے کی کتب)

☆☆☆

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

کیٹی کا دل ایک پل کے لیے دھڑکا۔ وہ مُردوں کی دُنیا میں جاتے کچھ گھبرانے لگی لیکن جلد ہی اس خوف پر اس کی خواہش نے غلبہ حاصل کر لیا اور وہ بولی۔ ''لوشیا! میں مُردوں کی دُنیا کی سیر کرنا چاہتی ہوں۔ مجھے مُردوں کی دُنیا کی سیر کراؤ۔''

مُردہ لوشیا کا چہرہ ساکت ہوگیا۔ اس نے گہری سانس بھر کر کہا۔ ''کیٹی! ایک بار پھر سوچ لو۔''

کیٹی نے سٹ پٹا کر کہا۔ ''میں نے سوچ لیا ہے۔ تم بھی تھیو سانگ کی طرح مجھے نصیحتیں نہ کرو۔ میں تمہیں حکم دیتی ہوں کہ مجھے مُردوں کی دُنیا کی سیر کراؤ۔'' لیکن میں تھوڑی دیر سیر کرنے کے بعد واپس آ جانا چاہتی ہوں۔''

مُردہ لوشیا نے کہا۔ ''تم مُردوں کی دُنیا میں جا کر اگر چاہو تو ایک سیکنڈ بعد بھی واپس آ سکتی ہو لیکن اگر وہاں کوئی گڑ بڑ ہوگئی تو پھر میں بھی تمہاری کوئی مدد نہ کر سکوں گی۔ یہ سوچ لو۔''

کیٹی جھنجھلا کر کہنے لگی۔ ''ٹھیک ہے۔ میں نے سوچ لیا ہے۔ تم مجھے مُردوں کی دُنیا میں لے چلو۔''

مُردہ لوشیا نے آنکھیں بند کر لیں۔ لاش پر ایک گہری خاموشی چھا گئی۔ قبرستان میں ہوا درختوں کی شاخوں سے ٹکرا کر جیسے رو رہی تھی۔ عجیب درد ناک سی آوازیں آنے لگی تھیں۔ کیٹی کو ایک لمحے کے لیے خوف سا محسوس ہوا مگر وہ خلائی عورت تھی۔ اس نے بہت جلد اس خوف کو دُور کر دیا اور مُردہ لوشیا کے چہرے کو دیکھنے لگی کہ یہ کب آنکھیں کھولتی ہے۔

مُردہ لوشیا نے آنکھیں کھول دیں اور کہا۔ ''قبر میں اُتر آؤ کیٹی! مُردوں کی دُنیا میں جانے والا دروازہ کھل گیا ہے۔''

کیٹی نے پوچھا۔ ''کیا مُردوں کی دُنیا کو راستہ قبر میں سے ہو کر جاتا ہے؟''

مُردہ لوشیا نے کہا۔ ''ہاں! مُردوں کی دُنیا کو جانے والا راستہ قبر میں سے ہو کر ہی جاتا ہے۔ کیا تم ڈر رہی ہو کیٹی؟''

کیٹی نے گردن اُٹھا کر کہا۔ ''میں کیوں ڈرنے لگی؟''

اس کے ساتھ ہی کیٹی قبر میں اُتر گئی۔ قبر اوپر سے تنگ لگتی تھی۔ لیکن جب کیٹی اس کے اندر اُتری تو اس نے دیکھا کہ وہ اندر سے کافی کھلی تھی اور مُردہ لوشیا کے پاؤں کی طرف دیوار میں ایک کھڑکی تھی جس کا دروازہ کھلا تھا اور اس میں سے پھیکی پھیکی نیلی پُراسرار روشنی قبر میں آنے لگی تھی۔ مُردہ لوشیا بھی اب اُٹھ کھڑی ہوئی۔ اس نے کفن اپنے جسم کے گرد لپیٹ لیا اور کیٹی کے آگے کھڑکی کے پاس آ گئی۔ ان کے سر قبر کی چھت کو چھو رہے تھے۔ مُردہ لوشیا کے بال کھلے تھے اور چہرے پر موت کی زردی

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

چھائی ہوئی تھی۔ اس نے پلٹ کر کیٹی کی طرف دیکھا اور کہا۔

''کیٹی! تم ایک ایسی دُنیا میں جا رہی ہو جو زندہ لوگوں کی دُنیا سے بہت مختلف ہے۔ تم مُردہ لوگوں کی دُنیا میں جا رہی ہو۔ وہاں تمہیں بڑی احتیاط سے کام لینا ہوگا۔ ایک بات کا خاص خیال رکھنا کہ اگر کوئی مُردہ تمہیں اپنی طرف بلائے تو ہرگز ہرگز اس کی طرف دھیان نہ دینا۔ اگر کوئی مُردہ تمہیں تمہارا نام لے کر پیچھے سے آواز دے تو اس کی طرف مُڑ کر مت دیکھنا۔ بس میرے ساتھ ساتھ رہنا۔''

کیٹی نے پوچھا۔ ''کیا میں ایک آدھ گھنٹے میں مُردوں کی دُنیا کی سیر کر لوں گی؟''

مُردہ لوشیا نے کہا۔ ''مُردوں کی دُنیا بڑی وسیع ہے۔ اس کی سیر کرنے کے لیے ایک عمر بھی کم ہے لیکن اگر تم نے میری ہدایتوں پر عمل کیا تو جب چاہو گی واپس آ سکو گی ویسے مُردوں کی دُنیا میں ایک جیسا وقت رہتا ہے۔ وہاں وقت تھم گیا ہے۔ وہاں ہر وقت دھندلی کہر آلود رات چھائی رہتی ہے۔ تم اگر وہاں ایک سال گزارو گی تو تمہیں وقت کا احساس نہیں ہوگا۔ کیا تم اب بھی میرے ساتھ جانے پر تیار ہو؟''

کیٹی کی نظریں کھلی کھڑکی پر جمی ہوئی تھیں جس میں سے ہلکی ہلکی دھندلی رات کی نیلی روشنی آ رہی تھی۔ اس نے کہا۔

''میں تیار ہوں۔'' ''تم میرے پیچھے اس دروازے میں سے گزر آؤ۔'' اتنا کہہ کر مُردہ لوشیا قبر کی کھڑکی میں سے دوسری طرف چلی گئی۔ اس کے ساتھ ہی کیٹی بھی کھڑکی میں سے دوسری طرف اُتر گئی۔ دوسری طرف اُترتے ہی پیچھے کھڑکی اپنے آپ بند ہوگئی۔

کیٹی نے چونک کر پیچھے دیکھا تو مُردہ لوشیا نے آہستہ سے کہا۔ ''گھبراؤ نہیں، جب تم واپس آؤ گی تو یہ کھڑکی اپنے آپ کھل جائے گی۔''

کیٹی نے چاروں طرف دیکھا۔ اسے وہاں چاروں طرف کہرے کی لہریں فضا میں آہستہ آہستہ تیرتی ہوئی دکھائی دیں۔ فضا میں مشک کافور کی بو رچی ہوئی تھی۔ اس کے اردگرد سوائے کہر اور دھند کی لہروں کے اور کچھ بھی نہیں تھا۔ کافی اوپر جا کر کہر کے بادل چھائے ہوئے تھے۔ مُردہ لوشیا قدم قدم آگے چل رہی تھی۔ کیٹی اس کے پیچھے پیچھے تھی۔ وہ کہر کے سرنگ میں سے گزر رہے تھے۔ یہ سرنگ کہر کے رینگتے ہوئے مٹیالے رنگ کے بادلوں نے بنا رکھی تھی۔ کیٹی کو پہلی بار سردی کا احساس ہوا اور اس کے بدن میں کپکپی سی دوڑ گئی۔ مُردہ لوشیا نے دھیمی آواز میں کہا۔

''اگر تمہیں زیادہ سردی لگے تو مجھے بتا دینا۔ مُردوں کی دُنیا میں ٹھنڈ ہی ٹھنڈ ہوتی ہے۔ ابھی تمہیں اور بہت کچھ معلوم ہوگا۔ چلتی آؤ۔'' کہرے کی ٹھنڈے بادلوں والی سرنگ ختم ہوئی تو کیٹی نے سیاہ رنگ کی اونچی نیچی پتھریلی زمین والا ایک چھوٹا سا میدان دیکھا جس کے دونوں جانب کالی سیاہ پہاڑیوں میں بے شمار سرنگیں بنی ہوئی تھیں۔ ان سرنگوں میں گہری تاریکی چھائی ہوئی تھی اور کسی کسی سرنگ کے اندر سے کسی عورت یا مرد کے رونے کی آواز آ رہی تھی۔ کیٹی نے پوچھا۔ ''یہ اندر کون رو رہا ہے؟''

مُردہ لوشیا نے کہا۔ ''کیٹی! ایک بات ابھی سے یاد رکھو کہ تم جس دُنیا میں آئی ہو یہ گناہ گار مُردوں کی دُنیا ہے۔ یہ ان لوگوں کی روحوں کے مُردے ہیں جنہوں نے دُنیا میں کبھی کوئی نیک کام نہیں کیا۔ اگر کوئی نیک کام کیا بھی تو اس کے ساتھ ہی اتنا بڑا گناہ بھی کیا کہ نیکی اس کے بوجھ تلے دب گئی۔ یہ سب گناہ گار مُردے ہیں۔ نیک لوگوں کے مُردے اس دُنیا میں نہیں آتے۔ وہ مرنے کے بعد سیدھے جنت میں چلے جاتے ہیں۔''

کیٹی کالے پہاڑوں کے غاروں سے آگے گزرتی گئی۔ ہر غار میں سے کسی نہ کسی عورت یا مرد کے بین کرنے کی ڈراؤنی اور رونگٹے کھڑے کر دینے والی آواز آ رہی تھی۔ کیٹی خاموشی سے مُردہ لوشیا کے ساتھ آگے بڑھتی چلی گئی۔ تاریک عذاب دینے والی غاروں کا سلسلہ ختم ہوا تو سیاہ چٹانوں میں گھرا ہوا ایک کالے پانی والا تالاب آ گیا۔ تالاب اتنا گندا تھا کہ اس میں سے بلبلے اُٹھ رہے تھے۔ تالاب کے کنارے کیٹی نے ایک دہشت ناک منظر دیکھا۔ تالاب کے کنارے دلدل میں لمبے لمبے مکروہ صورت مگرمچھ بیٹھے تھے۔ ہر مگرمچھ کے سامنے ایک ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ مگرمچھ منہ پھاڑ کر اس آدمی کو اپنے لمبے لمبے نوکیلے دانتوں میں پکڑتا۔ اس کی چیخیں نکل جاتیں۔ مگرمچھ آدمی کو نگل جاتا۔ تھوڑی دیر بعد آدمی کو باہر اُگل دیتا۔ اس کے بعد پھر اس آدمی کو پکڑتا۔ آدمی کی چیخیں بلند ہوتیں۔ مگرمچھ اسے نگل جاتا اور پھر اسے اُگل ڈالتا۔ آدمیوں کی چیخوں سے وہاں کان پھٹے جاتے تھے۔ مُردہ

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

لوشیا نے کہا۔ ''یہ وہ لوگ ہیں جو دُنیا میں رہ کر لوگوں کا مال انہیں دھوکہ دے کر کھا جاتے تھے۔''

کیٹی کانوں پر ہاتھ رکھ کر وہاں سے گزر گئی۔

آگے ایک بہت بڑے پیالے کی طرح ڈھلان آ گئی۔ اس ڈھلان پر پتھر کی سیڑھیاں بنی تھیں۔ نیچے ایک گہرا گڑھا تھا۔ اس گڑھے میں لوہے کے دہکتے ہوئے ستون زمین میں گڑے تھے۔ لوہے کے ستون آگ کے انگاروں کی طرح دہک رہے تھے۔ سامنے پتھروں میں گول گول بڑے سوراخ تھے۔ ان سوراخوں میں سے آدمی نکلتے جیسے خواب کی حالت میں بڑھتے ہوئے ستونوں سے آ کر لپٹ جاتے۔ ان کے جسم آگ سے جل اُٹھتے۔ وہ درد ناک چیخیں بلند کرتے۔ ستونوں سے الگ ہو کر جلتے ہوئے واپس سوراخوں میں چلے جاتے۔ مُردہ لوشیا نے کیٹی کو بتایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کے پاس اللہ کے ایک ہونے کا پیغام پہنچا لیکن وہ پھر بھی بتوں کی پوجا کرتے رہے۔ اب ان کی یہ سزا ہے کہ قیامت تک اس عذاب میں مبتلا رہیں گے۔

اس گڑھے میں ایک غار تھا۔ مُردہ لوشیا کیٹی کو ساتھ لے کر اس غار میں آ گئی۔ غار میں سامنے کی جانب سے تھوڑی تھوڑی روشنی آ رہی تھی۔ فضا میں ایک خوفناک قسم کی سنسناہٹ کی آواز گونج رہی تھی۔ کیٹی اس سنسناہٹ کے بارے میں مُردہ لوشیا سے کچھ پوچھنے ہی والی تھی کہ اچانک پیچھے سے عنبر نے آواز دی۔

''کیٹی میں عنبر ہوں۔ یہاں آؤ۔''

کیٹی نے پیچھے مُڑ کر دیکھ لیا، حالانکہ لوشیا نے مُردوں کی دُنیا میں داخل ہونے سے پہلے اسے تاکید کی تھی کہ اگر کوئی پیچھے سے آواز دے کر پکارے تو مُڑ کر مت دیکھنا مگر یہ عنبر کی آواز تھی اور یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ عنبر اسے آواز دے اور کیٹی پیچھے نہ دیکھتی۔ جونہی کیٹی نے بے اختیار ہو کر پیچھے دیکھا، اس کے دونوں پاؤں وہیں دو دو فٹ تک زمین میں دھنس گئے۔ اس کا جسم سُن ہو گیا۔

لوشیا نے چیخ مار کر کہا۔ ''تم نے پیچھے مُڑ کر کیوں دیکھا، کیٹی میں یہاں نہیں ٹھہر سکتی۔ مجھے آگ لگ رہی ہے۔ مجھے آگ لگ رہی ہے۔''

یہ کہہ کر مُردہ لوشیا یک دم غائب ہو گئی۔

غار میں وہی سنسناہٹ کی آواز چھا گئی۔ کیٹی گھٹنوں تک زمین میں دھنس کر پتھر بن چکی تھی مگر وہ دیکھ رہی تھی اور سن بھی رہی تھی۔ صرف اپنے بازو نہ ہلا سکتی تھی، نہ گردن موڑ سکتی تھی، نہ قدم آگے اُٹھا سکتی تھی۔ اب کیٹی کو سخت افسوس ہوا کہ جب لوشیا نے اسے کسی آواز پر پیچھے مُڑ کر دیکھنے سے منع کر دیا تھا تو اس نے پیچھے مُڑ کر کیوں دیکھا۔ یہ عنبر کی نقلی آواز تھی۔ اسے کسی گناہ گار کی بدروح نے پیچھے سے آواز دی تھی مگر اب کچھ نہیں ہو سکتا تھا، جو ہونا تھا ہو چکا تھا۔ اس نے دیکھ لیا تھا کہ مُردہ لڑکی لوشیا اس کا ساتھ چھوڑ کر چلی گئی ہے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

نہ جانے کتنی دیر کیٹی اسی طرح زمین میں دھنسی وہاں پتھر بنی کھڑی رہی کہ اسے کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دی۔ یہ اس قسم کی آواز تھی جیسے کوئی بھاری قدم اُٹھاتا اپنے آپ کو گھسیٹتا ہوا اس کی طرف چلا آ رہا ہو۔ کیٹی صرف غار کے سامنے کی طرف ہی دیکھ سکتی تھی جدھر سے ہلکی ہلکی روشنی آ رہی تھی۔ اس روشنی میں کیٹی کو ایک آدمی کا سایہ نظر آیا جو اپنے ایک پاؤں کو گھسیٹ گھسیٹ کر آہستہ آہستہ اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔ کیٹی کے خون میں خوف کی لہر دوڑ گئی۔ اسے کچھ معلوم نہ تھا کہ یہ آسیبی مُردہ کون ہے اور اس کے ساتھ کیا سلوک کرے گا۔ ایک بات ظاہر تھی کہ یہ کوئی مُردہ تھا۔ زندہ انسان نہیں تھا اور مُردوں کی دُنیا میں عذاب جھیل رہا تھا۔ اور اب کیٹی بھی اس عذاب میں مبتلا ہو چکی تھی۔ اسے ایراوتی دیوی کی مورتی یاد آ گئی۔ اس نے کہا تھا۔

''مُردوں کی دُنیا میں اگر کسی مُردے نے تمہیں پسند کر لیا تو پھر تم قیامت تک مُردوں کی دُنیا سے باہر نہ نکل سکو گی۔''

کیا میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دُنیا میں قید ہو گئی ہوں؟ یہ سوچ کر کیٹی دہشت زدہ ہو گئی۔ اس کا طاقت ور اور مضبوط دل بھی بیٹھنے لگا۔ لنگڑا مُردہ اپنے ایک پاؤں کو گھسیٹتے ہوئے اب اس کے بہت قریب آ گیا تھا۔ اس کی شکل دیکھ کر کیٹی کے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور اس کے حلق سے چیخ نکل گئی۔ لنگڑے مُردے کی دونوں آنکھوں کے ڈیلے باہر کو لٹک رہے تھے۔ سر کی کھوپڑی پر ایک بلی جتنا بڑا بچھو بیٹھا اسے بار بار ڈنک مار رہا تھا۔

اس نے کیٹی کے قریب آ کر اسے غور سے دیکھا۔ کیٹی نے خوف کے مارے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ لنگڑے مُردے نے کیٹی کے جسم پر اپنا کوٹ اتار کر ڈال دیا۔ کوٹ کیٹی کے جسم پر پڑتے ہی پاؤں زمین نے چھوڑ دیئے۔ اس میں ایک بار پھر جان پڑ گئی مگر اب اس کے اندر جیسے ساری طاقت کسی نے اپنے قبضے میں کر لی تھی۔ اس کے کان میں ایک کھڑکھڑاتی ہوئی مردانہ آواز آئی۔

''کیٹی! میرے پاس آ جاؤ۔ میں تمہاری راہ دیکھ رہا ہوں۔''

کیٹی کے منہ سے اپنے آپ نکل گیا۔ ''میں آ رہی ہوں۔ میں بھی تمہاری تلاش میں تھی۔''

لنگڑے مُردے نے کیٹی کا ہاتھ پکڑ لیا اور اسے ساتھ لے کر اپنی ایک ٹانگ کو گھسیٹتا ہوا غار میں اس طرف چل پڑا جدھر سے ہلکی ہلکی روشنی آ رہی تھی۔ کیٹی یوں اس کے ساتھ جا رہی تھی جیسے وہ اپنی مرضی سے جا رہی ہو۔ غار ایک طرف کو گھوم گئی۔ آگے نیچے سیڑھیاں اُترتی تھیں۔ سیڑھیاں اُترنے کے بعد ایک بہت بڑا دالان آ گیا۔ اس دالان میں کالے پتھروں کے ستون چھت کے ساتھ لگے ہوئے تھے۔ سامنے ایک غار کا دروازہ تھا۔ دروازے کے اوپر ایک بچھو کا بت لگا ہوا تھا۔ لنگڑے مُردے نے کیٹی کا ہاتھ چھوڑ دیا اور خرخر کرتی آواز میں بولا۔ ''غار کے اندر چلی جاؤ۔''

کیٹی جیسے خواب میں چل رہی تھی۔ وہ آہستہ آہستہ قدم اُٹھاتی غار کے اندر داخل ہو گئی۔ غار میں ایک گول کمرہ تھا جس کی چھت کے ساتھ انسانوں کی کھوپڑیاں لوہے کی زنجیروں سے لٹکی ہوئی تھیں۔ کمرے کی سامنے والی دیوار کے ساتھ پتھر کے چبوترے پر ایک راستہ نیچے جاتا تھا۔ نیچے سے ایک پُراسرار آواز آئی۔ ''نیچے آ جاؤ کیٹی۔'' کیٹی نیچے نہیں جانا چاہتی تھی مگر آواز میں ایسا جادو تھا کہ اس کے قدم اپنے آپ تہہ خانے کی سیڑھیاں اُترنے لگے۔ نیچے گھپ اندھیرا تھا۔ جوں ہی کیٹی تہہ خانے میں آئی اوپر جو راستہ سیڑھیوں میں کھلتا تھا فوراً بند ہو گیا۔ ایک بہت بڑے پتھر کی سل اس کے اوپر آ کر گر گئی تھی۔ کیٹی گھبرا کر سیڑھیوں کی طرف دوڑی۔ اس نے سیڑھیاں چڑھ کر پتھر کی سل کو ہٹانے کی کوشش کی تو تہ خانے میں ہلکی روشنی ہو گئی اور ساتھ ہی وہی مُردے کی پُراسرار آواز آئی۔

''تم اب قیامت تک میرے ساتھ اس قبر میں رہو گی کیٹی..... میں نے تم کو اپنی موت کا ساتھی بنا لیا ہے۔''

کیٹی نے دیکھا کہ ہلکی روشنی میں کونے میں ایک تابوت کھلا پڑا تھا۔ روشنی اس کے اندر سے آ رہی تھی۔ کیٹی نے چلانے کی کوشش کی مگر اس کی آواز حلق میں بیٹھ گئی۔ مُردے کی آواز آئی۔

''میں نے تابوت کا دروازہ کھول دیا ہے، میرے پاس آ جاؤ۔''

اس آواز میں ایسا جادو اور کشش تھی کہ کیٹی اپنے آپ تابوت کی طرف بڑھی۔ تابوت کے اندر اس نے دیکھا کہ ہڈیوں کا ایک انسانی ڈھانچہ آلتی پالتی مارے کفن کی چادر کاندھے پر ڈالے بیٹھا ہے۔ انسانی ڈھانچے نے اپنا ہڈیوں والا ہاتھ آگے بڑھا کر کیٹی کا ہاتھ پکڑ لیا۔ کیٹی کے جسم میں خوف کی لہر دوڑ گئی۔ وہ ہڈیوں کے ڈھانچے کے پاس بیٹھ گئی۔ (بقیہ آئندہ)

☆☆☆

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

مدیرہ تعلیم و تربیت، السلام علیکم! کیسے ہیں آپ؟

اُمید ہے آپ خیریت سے ہوں گے۔ ستمبر کا شمارہ خوب تھا۔ قندِ مکرر کی کہانی پسند آئی۔ قندِ مکرر کا سلسلہ جاری رکھیں اور اشتیاق احمد مرحوم کی کہانیاں بھی لگایا کریں۔ اے حمید کا ناول ''چاندنی رات میں سانپ'' اچھا ناول ہے مگر ایک تجویز اگر منظور کریں کہ اس ناول کے بعد اشتیاق احمد صاحب کا جاسوسی ناول ضرور شروع کریں۔ ایڈیٹر صاحبہ میری عمر بارہ سال ہے۔ میں نے ایک تحریر لکھی ہے، تھوڑی بہت کانٹ چھانٹ کے بعد اسے شائع ضرور کریں۔ جوابی لفافہ ارسال ہے، اگر کوئی بات تحریر کے بارے میں ہو تو ضرور لکھیں۔ شکریہ!

(عکاشہ نیازی، چکوال)

☆ آپ کی تعریف کا شکریہ! آپ مزید تحریریں بھیجیں اور ٹیلی فون پر رابطہ رکھیں۔

اُمید ہے کہ تعلیم و تربیت کی پوری ٹیم خیر و عافیت سے ہو گی اور اگلا شمارہ تیار کرنے میں جوش و خروش کے ساتھ مشغول ہوں گے۔ میرا نام ہاجرہ ہے۔ میں تیرہ سال کی ہوں اور آٹھویں جماعت کی طالبہ ہوں۔ بہت عرصہ بعد شرکت کر رہی ہوں۔ وجہ یہ تھی کہ کبھی رسالہ دیر سے ملا اور کبھی امتحان اور کبھی ٹیسٹ وغیرہ ہوتے ہیں۔ بہرحال اس مرتبہ رسالہ سات تاریخ کو ملا۔ انعامی سلسلوں میں تو حصہ نہ لے سکی، البتہ ایک کہانی کے ساتھ حاضر ہوں۔ کہانی قابلِ اشاعت ہوئی تو ضرور شائع کیجئے گا۔ میں بہتر سے بہتر کہانیاں اور دیگر چیزیں لکھنے کی کوشش کر رہی ہوں۔ اس مرتبہ بھی رسالہ ہمیشہ کی طرح بہترین تھا۔ تمام کہانیاں بہت پسند آئیں۔ اللہ نے چاہا تو اگلے ماہ پھر حاضر ہوں گی۔ فی امان اللہ!

(ہاجرہ)

☆ اپنی تحریریں بھیجیں معیاری ہوئیں تو ضرور شائع کریں گے۔

اُمید ہے آپ خیریت سے ہوں گی۔ تعلیم و تربیت کا اگست اور ستمبر کا شمارہ زبردست تھا۔ میں اپنی پڑھائی میں مصروفیت کی وجہ سے بڑی دیر بعد خط لکھ رہا ہوں۔ اس شمارے کی کہانیاں بہت اچھی تھیں۔ خاص طور پر وہ ایک سفر، ہم ہیں غازی، کام یابی کی شاہراہ سب سے اچھی تھیں۔ ہر مہینے کا شمارہ ٹاپ پر ہوتا ہے۔ مجھے اُمید ہے کہ میرا خط ضرور شائع ہو گا۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تعلیم و تربیت کو دن بہ دن ترقی کی راہ پر گامزن رکھے۔

(راجہ طارق، چونیاں)

میرا نام عمر فاروق ہے۔ میں ہشتم جماعت میں پڑھتا ہوں۔ میں دوسری مرتبہ خط لکھ رہا ہوں۔ جب میں نے پہلی مرتبہ لکھا تو میرا خط شائع نہیں ہوا تھا۔ ستمبر کا شمارہ ٹاپ پر تھا۔ ناول ''چاندنی رات میں سانپ'' زبردست ہے۔ میں بارہ سال کا ہوں اور چار سال سے تعلیم و تربیت پڑھ رہا ہوں۔ میرا خط شائع کر کے میری حوصلہ افزائی فرمائیں۔

(محمد عمر فاروق، سیال کوٹ)

میں تعلیم و تربیت کا بہت پُرانا قاری ہوں مگر لکھاری بننے کی پہلی دفعہ جسارت کی ہے۔ ستمبر کے شمارے کا سرورق دیکھ کر دل باغ باغ ہو گیا اور جذبہ حب الوطنی ٹھاٹھیں مارنے لگا۔ تعلیم و تربیت واحد رسالہ ہے جو تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت بھی کرتا ہے۔ ہماری دعا ہے کہ تعلیم و تربیت صحافت کے آسمان پر ہمیشہ جگمگاتا رہے۔ آمین!

(محمد ارقم، میانوالی)

میرا نام محمد مبشر ہے اور میں آپ کے رسالے کا پانچ سال سے قاری ہوں۔ یہ رسالہ ہمیشہ سے ہی بہت اچھا اور دل چسپ ہے۔ ہمیشہ کی طرح اس بار بھی رسالہ بہت اچھا تھا۔ تمام کہانیاں بہت سبق آموز اور دل چسپ تھیں۔ داؤدی علمی آزمائش اچھا سلسلہ ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ دو شکایات بھی ہیں۔ پہلی یہ کہ ہمارے شہر میں رسالہ بہت دیر سے پہنچتا ہے اور دوسری یہ کہ آپ نے معلومات عامہ کا سلسلہ بند کر کے اچھا نہیں کیا۔ اُمید کرتا ہوں آپ دونوں شکایات کو دُور کرنے کی کوشش کریں گے۔ اپنے خط کا اختتام میں اس شعر سے کرنا چاہوں گا۔

جب تک سورج چاند رہے گا
تعلیم و تربیت تیرا نام رہے گا

(محمد مبشر، ڈیرہ اسماعیل خان)

☆ رسالے کی ترسیل کو بروقت بنانے کی کوشش کر رہے ہیں، جلد ہی آپ کی شکایت دُور ہو جائے گی۔

اُمید ہے آپ کی پوری ٹیم خیریت سے ہو گی۔ اگست کا شمارہ انتہائی

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

دل چسپ تھا۔ ساری کہانیاں بہت معیاری تھیں۔ آپ سوچ رہے ہوں گے کہ میں نے اگست کے شمارے کی تعریف کی ہے، ستمبر کی کیوں نہیں کی۔ ستمبر کا شمارہ مجھے اب تک وصول نہیں ہوا۔ میں نے کئی مہینوں سے کسی گیم میں حصہ بھی نہیں لیا ہے کیوں کہ جب تک مجھے یہ رسالہ ملتا ہے، خط بھیجنے کی تاریخ گزر چکی ہوتی ہے۔ مجھے مطالعے کا بہت شوق ہے، اس لیے رسالے اور انٹرنیٹ پر معیاری کہانیاں پڑھتی ہوں اور گیمز میں بھی حصہ لینے کا شوق ہے۔ میں نے اپنے خط میں بہت غصے کا اظہار کیا ہے، اس لیے آپ سے تھوڑی سی ناراض ہوں لیکن اس کے ساتھ میں یہ بھی جانتی ہوں کہ آپ میرا خط ضرور شائع کریں گے۔ آپ سب لوگ میرے رزلٹ کے لیے دعا ضرور کیجئے گا۔ شکریہ! (شیرونیہ ثناء، حیدر آباد)

☆ پیاری شیرونیہ! ہم آپ سے تعریف کے علاوہ تنقید کے بھی منتظر رہتے ہیں کیوں کہ تنقید تعلیم و تربیت کی بہتری میں معاون ثابت ہوگی۔ لہٰذا تعریف، تنقید اور تجاویز دیتی رہا کریں۔

آپی! آپ کیسی ہیں؟ میں خیریت سے ہوں، آپ کی خیریت نیک مطلوب ہے۔ میں چار سال سے تعلیم و تربیت پڑھ رہی ہوں اور پچھلے ایک سال سے میں نے تعلیم و تربیت میں شرکت نہیں کی کیوں کہ میں اپنے نویں جماعت کے امتحانات کی تیاری میں مصروف تھی۔ آپ کو یہ جان کر خوشی ہوگی کہ میرے نویں جماعت میں 485 نمبر آئے ہیں۔ ستمبر کا رسالہ انتہائی عمدہ تھا۔ اللہ تعالیٰ تعلیم و تربیت کو دن دگنی رات چگنی ترقی دے۔ آمین! (مہلب شہباز، گوجرانوالہ)

☆ مہلب! اللہ تعالیٰ آپ کو کام یاب کرے، آمین۔ آپ کی معیاری تحریروں کا انتظار رہے گا۔

مجھے تعلیم و تربیت بہت پسند ہے۔ مجھے ہر ماہ اس کا بے صبری سے انتظار رہتا ہے۔ یہ میرا پہلا خط ہے، اس لیے شائع ضرور کیجئے گا۔ پورا نہیں آدھا ہی شائع کر دیجئے، ورنہ میں آپ سے ناراض ہو جاؤں گی۔ (آمنہ یوسف، لاہور)

☆ پیاری آمنہ! ناراض مت ہوں۔ رسالے میں بھرپور شرکت کیا کریں۔

اُمید ہے آپ خیر و عافیت سے ہوں گی۔ تعلیم و تربیت بہت اچھا اور معلوماتی رسالہ ہے۔ اُمید کرتی ہوں کہ مزید نکھرے اور سنورے گا۔ اللہ اسے ترقی سے قریب تر کرے۔ (آمین!) تمام تر سلسلے، کہانیاں اور تحاریر معلوماتی، خوب صورت اور اچھی تھیں۔ ہر کہانی قابلِ تعریف تھی۔ 30 تاریخ کو ہی یہ خوب صورت رسالہ میرے گھر جلوہ افروز ہوا۔ اپنا خط دیکھ کر باچھیں کھل گئیں۔ آپ کا شکریہ کہ آپ نے اسے خوب صورت جانا اور حوصلہ افزائی کی۔ 6 ستمبر کے حوالے سے کافی مواد پڑھنے کو ملا۔ یہ دن ہمارے جیالوں کی یاد کا عظیم دن ہے، جب کہ بھارت کی عبرت ناک شکست کا دن تھا۔ ان کی بہادری آج تک ضرب المثل ہے۔ واقعی! ہم سب کو پاکستان سمیت ہر اس چیز پر فخر اور شکر کرنا چاہیے جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا کیں۔ ہم خوش قسمت ترین لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں محمد بن قاسم، صلاح الدین ایوبی اور ظہیر الدین بابر جیسے جری اور بہادر محافظ عطا کیے۔ محترمہ ایڈیٹر صاحبہ! آئندہ سے میں مریم اعجاز کی بجائے ''مریم اعجاز مریم'' کے نام سے شرکت کروں گی۔ اللہ آپ سب کا محافظ و نگہبان ہو۔ (مریم اعجاز مریم، لاہور)

محترم ایڈیٹر صاحبہ! اُمید ہے کہ آپ اور آپ کی ٹیم بخیریت ہوگی۔ آپ کو بہت بہت عید مبارک۔ آپ نے ستمبر کے شمارے میں عید سے متعلق کہانی تو شائع کر دی مگر آپ ہمیں غالباً عید مبارک کہنا بھول گئیں۔ چلیں ہم نے تو کہہ دیا ناں۔ یوں تو پورا شمارہ ہی زبردست تھا مگر قند مکرر میں ''وہ ایک سفر'' نے دل موہ لیا۔ ''چاندنی رات میں سانپ'' اچھا جا رہا ہے مگر اس کی سپیڈ تھوڑی بڑھایئے۔ لاہور، انگریز عہد کی عمارتیں پڑھ کر معلومات میں اضافہ ہوا۔ (حافظہ عفیفہ اشرف)

☆ تعریف کا شکریہ! آپ کے تعاون کے منتظر رہیں گے۔

ان ساتھیوں کے خطوط بھی بہت مثبت اور اچھے تھے، تاہم جگہ کی کمی کے باعث ان کے نام شائع کیے جا رہے ہیں:

محمد عمر، مریم منیر، معظم علی، محمد عثمان، چونیاں۔ مہروب خاور، کندیاں۔ ثانیہ امتیاز، حماس صارم، محمد دانیال، محمد رمیز بٹ، آمنہ یوسف، لاہور۔ وجیہہ کاکاخیل اعزاز، پشاور۔ محمد علی فاروقی، رحیم یار خان۔ محمد فہد بٹ، حلیم اسحاق، جہلم۔ اسامہ بن خرم، گوجر خان۔ محمد آصف، موچھ۔ وجیہہ خلیل، گوجرانوالہ۔ محمد اسامہ سعید، ٹوبہ ٹیک سنگھ۔ حمیرا خاتون، کلورکوٹ۔ سائرہ حبیب، غزالہ حبیب، تاندلیانوالہ۔ ندا افتخار، چشتیاں۔ ثمرہ احمد، سعید بٹ، سیال کوٹ۔ ملک محمد عمر، فیصل آباد۔ محمد خرم شاہین، لیہ۔ نازیہ نزی، نوشہرہ۔ میمونہ نوید، راول پنڈی۔ کشف طاہر، لاہور۔ بنات و بنین، مولا بخش۔ حافظ محمد عثمان۔ تحریم نور طاہر، گجرات۔ صدام صادق، راول پنڈی۔ عبدالمقیت، فیصل آباد۔ بینش آفاق، کراچی۔ نائلہ خرم، گوجرانوالہ کینٹ۔ عباس شریف، جہلم۔ نیلم عبداللہ، کوہاٹ۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

پاک سوسائٹی خاص کیوں ہیں:-

ہائی کوالٹی پی ڈی ایف

ایک کلک سے ڈاؤنلوڈ

کتاب کی مُختلف سائزوں میں اپلوڈنگ

ایڈ فری لنکس

ڈاؤنلوڈ اور آن لائن ریڈنگ ایک پیج پر

ناولز اور عمران سیریز کی مُکمل رینج

Click on http://paksociety.com to Visit Us

پاک سوسائٹی کو فیس بُک پر جوائن کریں http://fb.com/paksociety

پاک سوسائٹی کو ٹوئٹر پر جوائن کریں http://twitter.com/paksociety1

پاک سوسائٹی کو گُوگل پلس پر جوائن کریں https://plus.google.com/112999726194960503629

ہمیں وزٹ کرنے کے لئے ہمارا ویب ایڈریس براؤزر میں لکھیں یا گُوگل میں پاک سوسائٹی تلاش کریں۔

اپنے دوست احباب اور فیملی کو ہماری ویب سائیٹ کا بتا کر پاکستان کی آن لائن لائبریری کا ممبر بنائیں۔

اِس خوبصورت ویب سائٹ کو چلانے کے لئے ہر ماہ کثیر سرمایہ درکار ہوتا ہے، اگر آپ مالی مدد کرنا چاہتے ہیں تو ہم سے فیس بُک پر رابطہ کریں۔۔۔

ہمیں فیس بُک پر لائک کریں اور ہر کتاب اپنی وال پر دیکھنے کے لئے امیج پر دی گئی ہدایات پر عمل کریں:-

http://paksociety.com

www.paksociety.com

سیٹھ بریانی والے کی چٹ خارے دار بریانی کھا کر آدمی ہر چیز بھول جاتا تھا۔ ایک بار جو اس کی دُکان پر آتا، وہ اسی کا ہو کر رہ جاتا۔ سیٹھ بریانی تو بیچتا ہی تھا لیکن جو مزہ بریانی کے ساتھ اس کی رواں کمنٹری دیتی تھی، وہ کہیں اور بھلا کہاں مل سکتا تھا۔

''ارے شیخ صاحب! زندگی بھر ایسی بریانی نہیں چکھی ہوگی۔''

''میاں جی! مہاراجے ترستے ہیں اس بریانی کو۔''

''کسی مُردے کو ہماری بریانی سنگھا دو، وہ بھی جی اُٹھے گا۔''

اور یہ خالی خولی باتیں نہیں تھیں۔ دیگ میں سفید اور زرد دمکتے چاول یوں علیحدہ علیحدہ پڑے ہوتے گویا ابھی گن کر رکھے ہیں۔ مجال ہے جو بوٹی کا ایک ریشہ بھی الگ ہو جائے اور یہ اسی بریانی کا کمال تھا جس نے اسے فٹ پاتھ سے اُٹھا کر ایک چمکتی دمکتی بڑی سی دُکان کا مالک بنا دیا تھا۔ اس کے خیر خواہ اس پر رشک کرتے تھے اور بدخواہ؟ وہ تو آپ جانتے ہی ہیں کسی کو پھلتا پھولتا دیکھ ہی نہیں سکتے۔

ایسے ہی بدخواہوں میں علیم الدین نام کا ایک آدمی بھی تھا۔ اس نے بھی سیٹھ بریانی والا کے قریب بریانی کی دُکان کھولی تھی۔ لیکن جو رش سیٹھ بریانی والا کی دُکان پر ہوتا تھا، اس کا دسواں حصہ بھی اسے نصیب نہ تھا۔ اپنے تئیں اس نے بڑی کوشش کی کہ اپنی بریانی کا معیار بھی بڑھائے، لیکن سیٹھ بریانی والا کی بریانی کے کمال کو وہ نہیں پہنچ پایا تھا۔ وہ صبح شام اسی فکر میں پریشان رہتا تھا۔ اس نے کوشش کر کے اس طریقے کو بھی جان لیا تھا، جس کے مطابق سیٹھ بریانی والا اپنی بریانی پکاتا تھا لیکن پتا چلنے کے باوجود بھی وہ کچھ نہ کر سکا تھا۔ آخر ناکام ہو کر وہ سیٹھ بریانی والے کا دشمن بن گیا۔

سیٹھ بریانی والا طبیعت کا بڑا کھرا آدمی تھا۔ لگی لپٹی رکھے بغیر ہر بات کہہ دیتا تھا۔ اس نے دن رات محنت سے یہ مقام حاصل کیا تھا۔ شہر کے اکثر لوگ اس سے واقف تھے اور اس کے ہنر کو سراہتے تھے۔ سیٹھ کو بھی یہ احساس تھا کہ اس کی باکمال بریانی نے اسے پورے شہر میں مشہور کر دیا ہے اور وہ علیم الدین سے بھی واقف تھا۔ اس نے تو اوّل روز سے ہی یہ کوشش کی تھی کہ اس کے ساتھ اس کے تعلقات بہتر رہیں لیکن علیم الدین اس راہ پر آتا ہی نہ تھا۔ وہ اس سے ملنا تو درکنار اس کو دیکھنا بھی پسند نہیں کرتا تھا۔

ایک دن سیٹھ بریانی والا دُکان پہ جانے لگا تو نہ جانے کیوں اس کا دل گھبرانے لگا اور ذہن میں طرح طرح کے وسوسے آنے لگے۔ اس دن ہر چیز تیار کروا کر وہ دُکان پر آ بیٹھا تھا۔ دیگیں سجاتے ہی گاہک آنا شروع ہو گئے تھے۔ دُکان پر اس نے دو ملازم رکھے ہوئے تھے جو گاہکوں کی بڑی ہوشیاری کے ساتھ خدمت

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

کرتے تھے۔ کوئی گیارہ بجے کے قریب علاقے کا تھانے دار چند سپاہیوں کے ساتھ وہاں پہنچا۔ سیٹھ نے انہیں دیکھتے ہی خوش آمدید کہا لیکن تھانے دار نے سیٹھ کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہ کیا اور دیگوں کے ڈھکن اُٹھا اُٹھا کر جھانکنے لگا۔

''سرکار، مجھے حکم کریں۔'' سیٹھ نے حیرانی سے کہا کیوں کہ اس سے قبل ایسا کبھی نہیں ہوا تھا۔

''خاموش رہو!'' تھانے دار نے اسے ڈانٹا۔ وہ اس وقت ایک دیگ کا ڈھکن اُٹھا رہا تھا۔

''اوہو! یہ لال..... لال..... کیا چیز چمک رہی ہے اندر؟'' تھانے دار نے پوچھا۔

''بوٹیاں ہیں، سرکار!'' سیٹھ نے جواب دیا۔

تھانے دار نے ایک سپاہی کو اشارہ کیا تو اس نے لپک کر دیگ میں ہاتھ ڈالا اور جب وہ ہاتھ باہر آیا تو لوگوں کے منہ سے حیرانی سے اوہ! ایں! اور یہ کیا؟ کی آوازیں نکلیں۔

سپاہی کے ہاتھ میں دو عدد لال بیگ نظر آ رہے تھے۔ دیکھتے ہی دیکھتے دُکان پر لوگوں کا ہجوم اکٹھا ہو گیا۔ بریانی کھاتے ہوئے گاہک بھی اُٹھ کھڑے ہوئے۔ دو گاہک تو قے کرنے لگے۔

''ہونہہ! تو تم اپنے گاہکوں کو یہ الا بلا کھلاتے ہو؟ یہ ہوتی ہیں تمہاری بوٹیاں؟'' تھانے دار نے طنزیہ نگاہوں سے سیٹھ بریانی والا کو گھورا جو بے جان بت کی طرح کھڑا تھا۔

''دس سال کا عرصہ ہو گیا مجھے بریانی بیچتے ہوئے۔ آج تک کوئی گاہک اس میں سے ایک کیڑا تک نہیں نکال سکا۔'' سیٹھ بولا۔

''لیکن آج تو سیٹھ صاحب کمال ہو گیا! اتنے بڑے بڑے لال بیگ نکل آئے۔'' تھانے دار نے ڈنڈے کو گھماتے ہوئے کہا۔

''یہ جھوٹ ہے۔'' سیٹھ بولا۔

''جھوٹ سچ کا پتا تو تھانے جا کر چلے گا، سیٹھ بریانی والا۔'' تھانے دار نے کہا اور اسے دھکیلتا ہوا تھانے لے گیا۔ سپاہیوں نے دُکان کو تالا لگا دیا۔

سیٹھ بریانی والا کو حوالات میں بند کر دیا گیا۔ وہ سر جھکائے بیٹھا تھا۔ اسے یوں لگ رہا تھا جیسے اس کے سر پر آسمان ٹوٹ پڑا ہو۔ اس کی ساکھ بہت بُری طرح متاثر ہوئی تھی۔ یہ بات اس کے ذہن میں کسی طرح بھی نہیں سما رہی تھی کہ اس کی دیگ میں لال بیگ آ جائیں۔ وہ تو انتہا کا صفائی پسند تھا۔ یوں ہی سوچتے سوچتے اسے ایک خیال آیا تو وہ چونک اُٹھا۔ ''واقعی، یہ عجیب بات ہے۔ دیگ میں لال بیگ آئے کہاں سے؟ اور پھر بالکل اوپر، جنہیں سپاہی نے اتنی آسانی سے نکال لیا؟ دیگیں دُکان میں سیٹ کرنے کے بعد میں نے خود ہر دیگ کو چیک کیا تھا۔ کسی بھی دیگ میں لال بیگ نہیں تھے۔ اس کے خلاف یہ کسی کی سازش تو نہیں؟ اور اگر سازش ہے بھی تو وہ اس کا توڑ کیسے کرے؟''

اب اتفاق کی بات دیکھیے کہ پولیس کے ایک ایس پی صاحب کے ہاں بھی دوپہر کے وقت اس کی بریانی جاتی تھی۔ دوپہر کے وقت ایس پی کا خانساماں آیا تو دُکان بند تھی۔ وہ ادھر اُدھر سے معلوم کر کے چلا گیا اور ڈرتے ڈرتے اپنے صاحب کو ساری بات کہہ دی۔ ایس پی صاحب پہلے تو حیران ہوئے پھر بولے:

''ناممکن! یہ بات ناممکن ہے! آج تک ایسا نہیں ہوا۔ اتنی نفیس بریانی صفائی کے بغیر نہیں بن سکتی۔ ہاں، یہ ممکن ہے کہ غلطی سے لال بیگ دیگ میں جا گرے ہوں۔''

''جی، سر!'' خانساماں نے ادب سے کہا۔

''میں خود دیکھتا ہوں۔ سیٹھ کو اس غلطی پر تھانے نہیں لے جانا چاہیے تھا۔'' ایس پی صاحب بولے۔

کچھ دیر بعد ایس پی صاحب تھانے پہنچے تو تمام عملہ اس اچانک دورے سے حیران اور پریشان ہو گیا اور جب انہیں ان کی آمد کے مقصد کا پتا چلا تو ان کے ہاتھوں کے طوطے اُڑ گئے۔ تھانے دار بوکھلا گیا۔ وہ تو سیٹھ کو یوں ہی تھانے لے آیا تھا اور سرزنش کرنے کے بعد اسے چھوڑنے والا تھا۔

سیٹھ بریانی والا کو ایس پی صاحب کے سامنے پیش کیا گیا تو انہوں نے پوچھا۔ ''کیوں سیٹھ، یہ کیا چکر ہے؟''

''چکر تو جناب میں بھی نہیں سمجھ پایا۔ میرے خلاف کوئی سازش معلوم ہوتی ہے۔ سارا شہر طویل عرصے سے میری بریانی کھا رہا ہے۔ ایک دفعہ بھی کسی نے شکایت نہیں کی۔'' سیٹھ نے جواب دیا۔

''تو پھر یہ لال بیگ؟'' ایس پی صاحب نے پوچھا۔

''تھانے دار صاحب، وہ لال بیگ تو آپ نے سنبھال کر رکھے ہوں گے۔'' سیٹھ نے تھانے دار سے مخاطب ہو کر کہا۔

تھانے دار نے جھٹ میز کی دراز سے ایک لفافہ نکالا اور سیٹھ

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

کے سامنے رکھ دیا۔ سیٹھ بریانی والا نے بغور ان کا معائنہ کیا اور پھر ایک لمبی سانس لیتے ہوئے کہا:

''یہ میری دیگوں کے پکنے کے بعد ان میں گرے ہیں۔ پہلے

یا پکنے کے دوران گرتے تو ان کا نام ونشان نہ ملتا۔''

''درست کہتے ہیں آپ'' ایس پی صاحب نے سیٹھ کی بات کی تائید کی۔

اس سے قبل کہ تھانے دار کچھ کہتا، سیٹھ کا ایک ملازم اندر داخل ہوا اور سیٹھ کے کان میں سرگوشی کرنے لگا۔ سیٹھ حیرانی سے سر ہلاتا جاتا تھا۔ ملازم کے بات ختم کرتے ہی وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا اور بولا: ''لیجیے جناب! کھیل ختم ہو گیا۔ یہ کمال میرے ایک ملازم نے کیا ہے۔''

''کیا مطلب؟'' ایس پی صاحب بولے۔

''پرانا قصہ ہے، صاحب۔ علیم الدین نام کا ایک شخص میری دُکان کے پاس ہی بریانی فروخت کرتا ہے لیکن میرے مقابلے میں اس کی دُکان داری نہیں چلتی۔ اس نے میرے ایک ملازم کو لالچ دے کر یہ لال بیگ دیگ میں ڈلوائے تھے تاکہ میرا کاروبار چوپٹ ہو جائے۔''

''مگر اسے کس طرح پتا چلا؟'' ایس پی صاحب نے ملازم کی طرف اشارہ کر کے پوچھا۔

''علیم الدین نے لال بیگ دیگ میں ڈلوا کر تھانے دار صاحب کو اطلاع دی تو یہ مجھے گرفتار کرنے آئے، حالاں کہ علیم الدین نے ملازم سے صرف یہی کہا تھا کہ ذرا اس کی ساکھ خراب کرنی ہے۔ میری گرفتاری کے بعد اس ملازم نے سچ بات بتا دی۔''

''ہم آپ سے معافی چاہتے ہیں سیٹھ بریانی والا'' ایس پی صاحب نے کہا۔

''تکلیف تو جناب، آپ نے میری خاطر کی۔''

''وہ تو میرا فرض تھا۔ آپ کی صفائی اور نفاست کا میں قائل تھا، اس لیے چلا آیا۔'' ایس پی صاحب نے کہا۔ ''اور ہاں، اس علیم الدین کو سازش کرنے کے جرم میں گرفتار کر لیا جائے۔'' انہوں نے تھانے دار کو حکم دیا۔

''جی بہتر، جناب..... چھوڑیں اس بات کو۔'' سیٹھ بولا۔

''اس نے آپ کو نقصان پہنچایا ہے، سیٹھ صاحب!'' ایس پی صاحب بولے۔

''اسے سزا مل گئی ہے۔ میرے اسی ملازم نے ہر شخص کو اس کے بارے میں بتا دیا ہے۔'' سیٹھ نے کہا۔

''ٹھیک ہے، جیسے آپ کی مرضی۔'' یہ کہہ کر ایس پی صاحب

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

رخصت ہو گئے۔

اگلے دن سیٹھ بریانی والا اسی شان سے دُکان پر بیٹھا۔ اس نے علیم الدین کی دُکان کی طرف دیکھا تو وہ بالکل سنسان نظر آئی۔ سیٹھ کو اس پر بڑا ترس آیا۔ وہ اس کے پاس گیا اور اس کی خیریت پوچھی۔

''کیسے ہو، بھائی علیم الدین؟''

علیم الدین تو جیسے زمین میں گڑا جا رہا تھا۔ سیٹھ بریانی والا نے اسے تسلی دی اور کہا۔ ''بھائی، میں تمہارا دشمن نہیں ہوں۔ تم کیوں میرے مخالف ہو گئے ہو؟''

علیم الدین کچھ دیر تو خاموش رہا، پھر بولا ''سیٹھ، تم عجیب آدمی ہو! میں نے تمہیں تھانے پہنچایا اور تم نے انہیں میرے خلاف کارروائی سے روک دیا۔ اب میں تم سے کوئی بات نہیں چھپاؤں گا۔ تمہاری ترقی دیکھ کر میں جلتا، کڑھتا تھا..... اور پھر پتا نہیں تمہاری بریانی میں ایسی کیا بات ہے کہ سارا شہر ہی اس کا دیوانہ ہے، حالاں کہ طریقہ وہی ہے۔''

سیٹھ بریانی والا کرسی پر بیٹھ گیا اور بولا۔ ''تم یہ تو جانتے ہو کہ عزت اور ذلت دینے والی ذات اللہ تعالیٰ کی ہے۔ میں نے یہ کام بڑے خلوص، دیانت اور محنت سے شروع کیا تھا۔ میری عادت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جتنا دیا، اس پر شکر کرتا ہوں اور دوسروں کو ترقی کرتے دیکھ کر جلتا کڑھتا نہیں ہوں۔ میرے دل میں اس کے خلاف کینہ یا حسد پیدا نہیں ہوتا۔ شاید اللہ تعالیٰ کو یہی بات پسند ہے اور اس نے مجھے اتنی عزت دی ہے۔ تم بھی یہ بات آزما کر دیکھ لو۔''

''بات تمہاری واقعی سچی ہے سیٹھ، اور سچ پوچھو تو میں اب تمہاری بریانی کا راز جان گیا ہوں۔''

''وہ راز کیا ہے؟'' سیٹھ نے مسکرا کر پوچھا۔

''جو شخص بُرائیوں سے بچتا ہے تو اس کے اندر نیکی کی مہکار پیدا ہو جاتی ہے..... یہی مہکار تمہارے اندر موجود ہے، اور تمہاری ہر شے اس سے متاثر ہوتی ہے۔''

''بھئی واہ! کتنی دُور کی سوجھی ہے تمہیں۔'' سیٹھ بریانی والا نے ہنس کر کہا۔

علیم الدین بولا: ''دُور کی نہیں سیٹھ، نزدیک کی، جسے میں نے دُور کر رکھا تھا۔''

☆☆☆

کھوج لگانے میں حصہ لینے والے بچوں کے نام

حاشر الاسلام، لاہور۔ فاطمہ انور، کہوٹہ۔ علی طاہر، ٹوبہ ٹیک سنگھ۔ زرنب سلیم، لاہور۔ عبداللہ شاہد مہر، گوجرانوالہ۔ صدیق قیوم، گھڑیاں خاص۔ آمنہ یوسف، لاہور۔ عائشہ تقدیس، راول پنڈی۔ کشف جاوید، فیصل آباد۔ محمد اسامہ سعید، ٹوبہ ٹیک سنگھ۔ نعمان یاسین، رافعہ یاسین، سوہاوہ۔ صاحبزادہ محمد حسنین ہاشمی، اٹک۔ محمد سعد، لاہور۔ محمد منیب ستار، سیال کوٹ۔ آمنہ عرفان، راول پنڈی۔ محمد شاہد، لاہور۔ مہروب خاور، میانوالی۔ عبدالرحمٰن، قصور۔ محمد عثمان غنی، سرگودھا۔ حماس صارم، لاہور۔ حلیم اسحاق، جہلم۔ زینب خان، پشاور۔ سید محمد احمد، لاہور۔ نائمہ تحریم، کراچی۔ مریم طاہرہ، فیصل آباد۔ علینا اختر، کراچی۔ محمد ارقم، میانوالی۔ سمعیہ توقیر، کراچی۔ عمار عثمان، واہ کینٹ۔ محمد عمر فاروق، سیال کوٹ۔ سندس آسیہ، کراچی۔ خنساء حسینی، کلورکوٹ۔ محمد سراج جمیل خواجہ، ڈیرہ غازی خان۔ لبنیہ سیدہ، راول پنڈی۔ محمد اسد، کراچی۔ محمد اویس رضا، راول پنڈی۔ جویریہ خالد، اسلام آباد۔ محمد حسن، لاہور۔ مقدس چوہدری، راول پنڈی۔ ثانیہ امتیاز، لاہور۔ ریاض حسین قمر، منگلا ڈیم۔ ایاز احمد، لاہور۔ رفیق احمد، ڈیرہ غازی خان۔ محمد آصف، موچھ۔ محمد ابراہیم امجد، لاہور۔ وجیہہ خلیل، گوجرانوالہ۔ مائرہ حنیف، بہاول پور۔ حافظہ عفیفہ اشرف، لاہور۔ نجم السحر، منڈی بہاؤ الدین۔ ردا بٹ، لاہور۔ محمد سرور چوہان، گجرات۔ فواد خان، لاہور۔ عائشہ ذوالفقار، لاہور کینٹ۔ اقصیٰ اختر، لاہور۔ وجیہہ کاکا خیل، پشاور۔ محمد شاہد جمعہ، لاہور۔ محمد عمر، چونیاں۔ عبدالمعیز، خانیوال۔ حذیفہ اظہر، فیصل آباد۔ مسفرہ علی بنت رانا رضوان علی، خوشاب۔ ثمین مقصود، لاہور۔ احمد فارقلیط، ڈیرہ غازی خان۔ مدثر شفیق، وجھیانوالہ۔ محمد فہد بٹ، جہلم۔ محمد رمیز بٹ، لاہور۔ عائشہ نذیر، کراچی۔ محمد صدیق، قصور۔ ہانیہ آصف، لاہور۔ عدن سجاد، جھنگ۔ اریبہ ثمرین، لاہور۔ محمد زبیر ارشد، فیصل آباد۔ مریم اعجاز مریم، لاہور۔ سائرہ حبیب، تاندلیانوالہ۔ امتیاز احمد، واہ کینٹ۔ فرید احمد، لاہور۔ لائبہ بشیر، قلعہ دیدار سنگھ۔ سیدہ تحریم مختار، لاہور۔ نورین اشفاق، رحیم یار خان۔ مناہل شہزادی، لاہور۔ محمد حذیفہ علی، کوٹ سلطان۔ عبدالرافع خان، اسلام آباد۔ محمد علی، محمد عثمان، وزیر آباد۔ محمد شمعون بٹ، لاہور۔ عبدالغفور حیدری، کراچی۔ محمد فاروق، لاہور۔ جلال عابد بٹ، دینہ۔ طلحہ محمود ملک، لاہور۔ ظل ہما، حیدر آباد۔ ماہا طارق، لاہور۔ قریشہ فاطمہ فاروقی، رحیم یار خان۔ اسد اللہ، قصور۔ آمنہ ظفر، فیصل آباد۔ محمد قمر الزمان صائم، خوشاب۔ اسامہ بن خرم، گوجر خان۔ زینب محبوب، جہلم۔ مہلب شہباز، گوجرانوالہ۔ جلال حیدر، دینہ۔ سعود الحسن، خانیوال۔ رانا عبداللہ، ملتان۔ بشریٰ بتول، رسال پور۔ نور الامین، اسلام آباد۔ مرزا ندیم بیگ، نوشہرہ۔ مریم حبیب، فیصل آباد۔ عثمان حیدر، پشاور۔ عیان جنید، حیدر آباد۔ محمد سلیمان بٹ، ساہی وال۔ عروسہ خالد، اٹک۔ نوشین مسعود، ملتان۔ راجا محمد اسلم، راول پنڈی۔ افتخار بھٹی، جہلم۔ محمد یاسین قمر، خانیوال۔ عفت بتول، لاہور کینٹ۔ ام کلثوم، خانیوال۔ احسن فاروق، راول پنڈی۔ عامر سہیل، لاہور۔ عمران فاروق، اوکاڑہ۔ عمیرہ بشیر، قصور۔ ریاض حسین، واہ کینٹ۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

باربی کیو مصالحہ

اشیاء:

لونگ:	دو کھانے کے چمچ	ثابت لال مرچ:	100 گرام	ہلدی پاؤڈر:	آدھا چائے کا چمچ
دار چینی:	دو کھانے کے چمچ	جائفل:	دو عدد	بڑی الائچی:	دو کھانے کے چمچ
کالی مرچیں:	دو کھانے کے چمچ	سبز الائچی:	دو کھانے کے چمچ	جاوتری:	دو کھانے کے چمچ
سونف:	چار کھانے کے چمچ	بھنا ہوا زیرہ:	چھ کھانے کے چمچ	ادرک کا پاؤڈر:	چار کھانے کے چمچ
اجوائن:	آدھا چائے کا چمچ	کباب چینی:	آدھا چائے کا چمچ	نمک:	ایک چائے کا چمچ
کالا نمک:	آدھا چائے کا چمچ	لہسن پاؤڈر:	دو چائے کے چمچ	زردے کا رنگ:	آدھا چائے کا چمچ

ترکیب: تمام چیزوں کو ایک ساتھ اچھی طرح پیس کر کسی صاف بوتل میں ڈال کر رکھ لیں اور جب بھی باربی کیو کرنا ہو، اس مصالحے کو استعمال کریں۔
(کالا نمک کے علاوہ تمام اشیاء کو توے پر بھون لیں۔)

ٹومیٹو کیچپ

اشیاء:

ٹماٹر:	دو کلو	لال مرچ (پسی ہوئی):	ایک چائے کا چمچ	چینی:	ایک کلو گرام
سرکہ:	آدھا کپ	ادرک، لہسن کا پیسٹ:	ایک چائے کا چمچ	نمک:	حسب ذائقہ
لال رنگ:	آدھا چائے کا چمچ				

ترکیب: ٹماٹروں کو بڑے کیوبز میں کاٹ لیں۔ اب انہیں پانی کے بغیر تیس منٹ کے لیے ابالیں اور بلینڈ کر لیں۔ پھر گودے کو باریک چھان لیں۔ اب اس میں پسی لال مرچ، چینی، سرکہ، ادرک، لہسن کا پیسٹ، نمک اور لال رنگ شامل کر کے اتنا پکائیں کہ کیچپ تیار ہو جائے۔ پھر اسے ٹھنڈا کر کے اسٹرلائزڈ بوتل میں بھر لیں۔

میٹھی چٹنی

اشیاء:

املی کا رس:	ایک کپ	براؤن شوگر یا گڑ:	آدھا کپ	نمک:	حسب ذائقہ
اجوائن:	آدھا چائے کا چمچ	سونٹھ:	آدھا چائے کا چمچ	بھنا ہوا زیرہ:	ایک چائے کا چمچ
لال مرچ پاؤڈر:	ایک چائے کا چمچ				

ترکیب: تمام چیزوں کو مکس کر کے ایک پین میں ڈال کر 5 سے 7 منٹ کے لیے پکا لیں۔ جب ذرا گاڑھی ساس بن جائے تو ٹھنڈی کر کے کسی بوتل میں ڈال کر فریج میں رکھ دیں۔ جب ضرورت ہو تو استعمال کریں۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

رانا محمد شاہد

کیرم اور لُڈّو

ہمارے روایتی کھیل

کیرم:

اس دل چسپ کھیل کو کھیلنے کے لیے میدان یا لان کی ضرورت نہیں۔ اس کھیل کے لیے مختصر سا سامان درکار ہوتا ہے۔ پلائی وڈ کا بنا ایک بورڈ، ایک اسٹرائکر (striker) اور انیس گوٹیاں اس کھیل کا مکمل سامان ہیں۔ اسٹرائکر کی مدد سے گوٹیوں کو کھیلا جاتا ہے۔

کیرم بورڈ مربع شکل کا ہوتا ہے۔ اس کے چاروں کونوں میں 4 انچ کے قطر کے سوراخ (hole) ہوتے ہیں۔ ان ہولز کے نیچے جالیاں ہوتی ہیں۔ انہیں بورڈ کی جیبیں (pockets) کہا جاتا ہے۔ بورڈ کے درمیان میں گوٹیاں رکھنے کے لیے دائرہ نما جگہ ہوتی ہے۔ بورڈ کے کنارے تھوڑے اونچے ہوتے ہیں تاکہ کوئی گوٹی باہر نہ جا سکے۔ کناروں کے چاروں طرف لائن لگی ہوتی ہے جس پر اسٹرائکر رکھ کر گوٹیوں کو کھیلا جاتا ہے۔ اس کھیل کو بھی دو سے چار کھلاڑی کھیل سکتے ہیں۔ چار کھلاڑی ہوں تو دو، دو کی ٹیمیں بن جاتی ہیں۔

اس کھیل کو دو طریقوں سے کھیلا جاتا ہے۔ پہلا طریقہ نسبتاً سادہ ہے۔ اس میں ہر کھلاڑی ہر گوٹی کو اسکور کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ہر گوٹی کا ایک نمبر ہوتا ہے جبکہ ملکہ (Queen) جو سرخ رنگ کی واحد گوٹی ہوتی ہے، اس کے دس نمبر ہوتے ہیں۔ یہ بورڈ کے عین درمیان میں رکھی جاتی ہے۔ اس میں جو کھلاڑی زیادہ نمبر لیتا ہے، وہ جیت جاتا ہے۔ دوسرے طریقہ میں دو، دو کھلاڑیوں کی ٹیمیں بن جاتی ہیں۔ سفید رنگ کی 9 گوٹیاں ایک ٹیم منتخب کرتی ہے جب کہ کالے رنگ کی 9 گوٹیاں دوسری ٹیم کے حصے میں آتی ہیں۔ سرخ رنگ کی ملکہ مشترک ہوتی ہے۔ چونکہ اس کے دس نمبر ہوتے ہیں، اس لیے یہ فیصلے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ کھیل کی ابتداء میں تمام گوٹیاں ایک خاص انداز سے بورڈ کے درمیان رکھی جاتی ہیں۔ پھر ہر کھلاڑی اپنی باری پر اسٹرائکر کو درمیان میں رکھ کر اپنی گوٹیاں اپنی سامنے والی جیبوں میں لے جانے کی کوشش کرتا ہے۔ اگر غلطی سے اسٹرائکر جیب میں چلا جائے تو کھلاڑی کو جرمانے کے طور پر اپنی اسکور کی ہوئی گوٹی بورڈ پر رکھنا پڑتی ہے۔ ملکہ حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ پہلے کھلاڑی کم از کم ایک گوٹی اسکور کر چکا ہو۔ اسی طرح ملکہ کو اسکور کرنے کے بعد بھی ایک گوٹی اسکور کرنا شرط ہے، ورنہ ملکہ پھر سے بورڈ کے درمیانی حصے میں سجانی پڑتی ہے۔ جو ٹیم پہلے گوٹیاں اسکور کرے، وہ مخالف ٹیم کو اتنے نمبروں سے شکست دے دیتی ہے جتنی مخالف ٹیم کی گوٹیاں باہر بورڈ پر پڑی ہوں۔

لڈو:

یہ روایتی کھیل بہت دل چسپ ہوتا ہے۔ لڈو ہماری روایات کا

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

حصہ ہے۔ اس کھیل میں دو سے چار کھلاڑی حصہ لے سکتے ہیں۔ ہر کھلاڑی اپنے حصے کی چار، چار گوٹیاں رکھ لیتا ہے۔ یہ چار قسم کی گوٹیاں مختلف رنگوں میں ہوتی ہیں۔ آمنے سامنے بیٹھنے والے کھلاڑیوں کی ایک، ایک ٹیم بن جاتی ہے، تاہم چاروں کھلاڑی اکیلے اکیلے بھی کھیل سکتے ہیں۔

کھیل کی ابتداء کوئی بھی کھلاڑی کر سکتا ہے۔ کھلاڑی دانے کو ڈبیا میں ڈال کر ہلاتا ہے اور پھر پھینکتا ہے۔ جب تک کسی کھلاڑی کے چھ نمبر نہیں آتے، وہ اپنی گوٹی اپنے باہر والے خانوں میں نہیں لا سکتا۔ ہر کھلاڑی اپنی اپنی باری پر دانہ پھینکتا جاتا ہے۔ جیسے جیسے کھلاڑی کے چھ نمبر آتے جاتے ہیں، وہ اپنی گوٹیاں باہر نکالتے جاتے ہیں۔ ہر گوٹی کا سفر ستارے والے خانے سے شروع ہوتا ہے۔

اس کھیل کی اہم اور دل چسپ صورت حال یہی ہے کہ ہر کھلاڑی اپنی گوٹیاں، مخالف کھلاڑی کی گوٹیوں سے بچاتا ہوا پوری لڈو کا چکر مکمل کرتا ہے۔ پھر اپنے ہی خانے کے قریب لا کر وہاں سے درمیان کے بڑے خانے یعنی ''گھر'' میں لے جاتا ہے۔ کھیل کا یہ پہلو بھی دل چسپ ہے کہ جہاں مخالف کھلاڑی کی گوٹی مردہ تصور کی جاتی ہے اور اس گوٹی کو پھر سے باہر نکالنے کے لیے قسمت والے دائرے میں لانا پڑتا ہے لیکن اگر کوئی گوٹی ستارے والے خانے میں موجود ہے تو وہ محفوظ تصور کی جاتی ہے اور مخالف کھلاڑیوں کی گوٹی اسے نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ ستارے والے خانے میں اگر ایک گوٹی پڑی ہے تو مخالف کھلاڑی بھی اپنی گوٹی وہاں رکھ سکتا ہے۔ اس کھیل کی کام یابی بھی اسی کو حاصل ہوتی ہے جو اپنی چاروں گوٹیاں نکال کر سب سے پہلے ''گھر'' میں لے جاتا ہے۔

سانپ اور سیڑھی کا کھیل:

یہ کھیل بھی لڈو کا ہی حصہ ہے۔ یہ کھیل زیادہ سادہ اور آسان ہے۔ بچوں اور بڑوں میں خاصا مقبول ہے۔ لڈو کے اس کھیل میں بھی دو سے چار کھلاڑی حصہ لے سکتے ہیں۔ لڈو کے ایک طرف سے سو تک عدد درج ہوتے ہیں۔ ہر عدد ایک خانے کا حصہ ہوتا ہے۔ کئی خانوں سے سیڑھیاں اوپر جاتی نظر آتی ہیں اور کئی خانوں پر سانپوں کے منہ بنے ہوتے ہیں جہاں سے سانپ بل کھاتا نیچے آتا دکھائی دیتا ہے۔ یہ سانپ اور سیڑھی کا کھیل ہے۔

کھیل کے لیے ایک چھوٹی ڈبیا اور ایک چھ ہموار سطحوں والے دانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس دانے کی سطحوں پر ایک سے چھ تک یعنی چھ سطحوں پر چھ تک نقطے بنے ہوتے ہیں۔ اس کے ساتھ چار مختلف رنگوں کی پلاسٹک کی گوٹیاں ہوتی ہیں۔ چار کھلاڑی ہوں تو چار اور دو ہوں تو دو گوٹیوں سے کام چلایا جا سکتا ہے۔ ہر کھلاڑی اپنی گوٹیاں ابتدائی خانے میں رکھتا ہے۔ کھیل کی ابتداء کسی بھی کھلاڑی سے کی جا سکتی ہے۔ ہر کھلاڑی چھ دانے کو ڈبیا میں ڈالتا ہے، ہلاتا ہے اور پھر آہستہ سے پھینکتا ہے۔ جتنے نقطے اوپر آئیں، وہ کھلاڑی کا اسکور تصور ہوتا ہے۔ وہ اپنی گوٹی اتنے خانے آگے لے جاتا ہے۔

ہر کھلاڑی اپنی اپنی باری پر دانہ پھینکتا جاتا ہے اور اپنے اپنے پوائنٹ کے حساب سے اپنی گوٹی آگے بڑھاتا جاتا ہے۔ اگر کسی

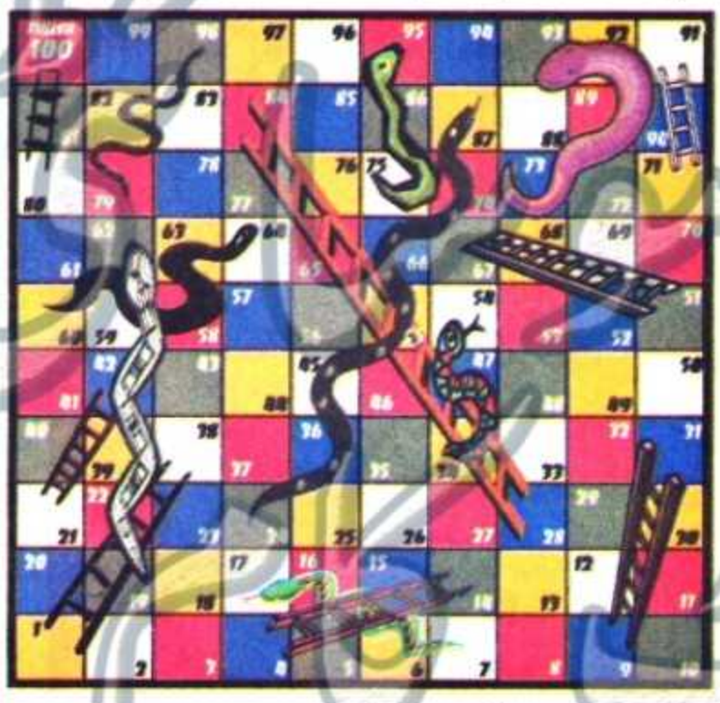

کھلاڑی کی خوش قسمتی سے گوٹی ایسے خانے میں پہنچ جائے، جہاں سے سیڑھی اوپر جاتی ہے تو کھلاڑی کی گوٹی سیڑھی کے آخری کونے والے خانے میں آ جائے گی لیکن اگر انہی خانوں میں سانپ والے خانے میں آ جائے تو گوٹی سانپ کی دم والے خانے میں نیچے چلی جائے گی۔

ہر کھلاڑی اپنے طور پر کوشش کرتا ہے کہ سب سے پہلے اس کی گوٹی 100 نمبر والے خانے میں پہنچ جائے تاکہ جیت اسی کی ہو، تاہم یہ کھیل اس وقت تک جاری رہتا ہے جب تک چاروں کھلاڑی اپنا کھیل مکمل نہ کر لیں۔ یوں پہلی، دوسری، تیسری اور چوتھی پوزیشن کا تعین ہوتا ہے۔

☆☆☆

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

بلاعنوان

اس تصویر کا اچھا سا عنوان تجویز کیجیے اور 500 روپے کی کتب لیجیے۔ عنوان بھیجنے کی آخری تاریخ 10/اکتوبر 2016ء ہے۔

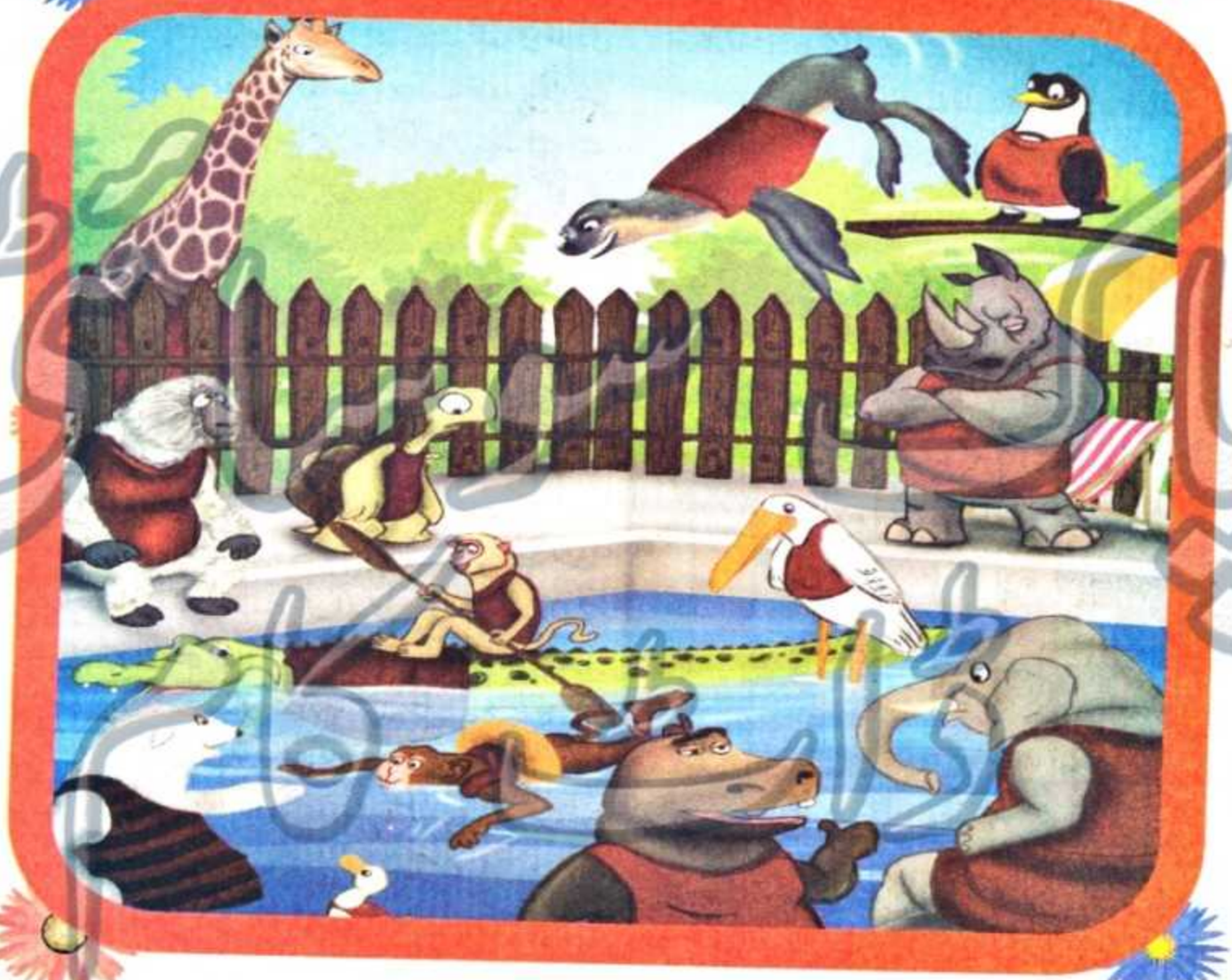

ستمبر 2016ء کے ''بلاعنوان کارٹون'' کے لیے جو عنوانات موصول ہوئے، اُن میں سے مجلسِ ادارت کو جو عنوانات پسند آئے، اُن عنوانات میں سے یہ ساتھی بہ ذریعہ قرعہ اندازی **500** روپے کی انعامی کتب کے حق دار قرار پائے۔

- پانی آنے کی بات کرتے ہو، دل جلانے کی بات کرتے ہو (علینا اختر، کراچی)
- ہڈی جوڑ ننگے بھی، ڈاکٹر ہوں پلمبر بھی (ندا خان، پشاور)
- اب تو آجا کہ تجھے یاد کیا ہے میں نے (حیان مرزا، حیدر آباد)
- تشخیص بے مثال لیکن مرض لا علاج (حسنین مقصود، لاہور)
- پیوستہ رہ شجر سے، امید بہار رکھ (فیضان علی، اوکاڑہ)

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

ہونہار مصور

تصاویر صرف افقی رخ میں ہی بنائیں۔

گائے کی قربانی

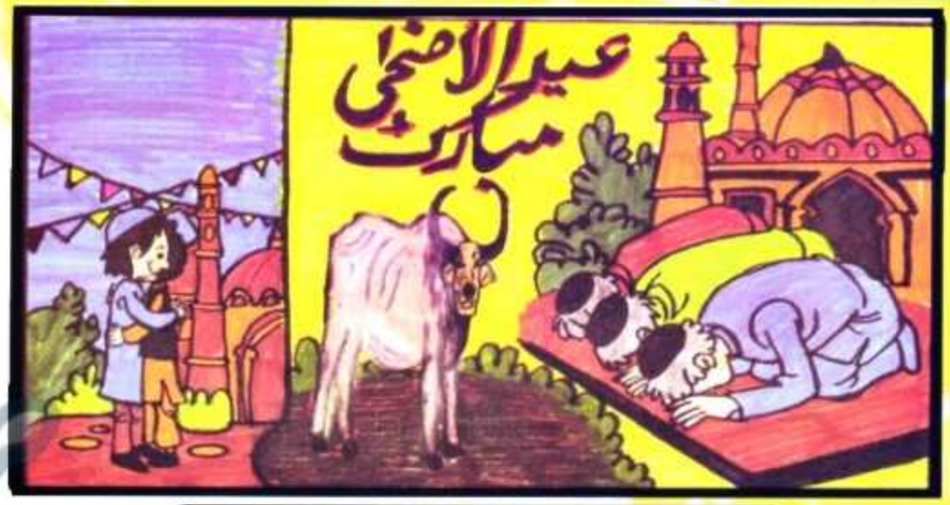

محمد اسامہ سعید چوہدری، ٹوبہ ٹیک سنگھ (پہلا انعام 195 روپے کی کتب)

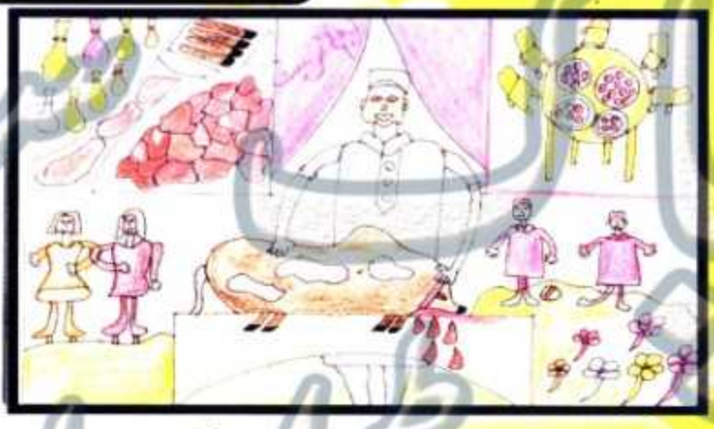

نعمان یاسین، سوہاوہ (دوسرا انعام 175 روپے کی کتب)

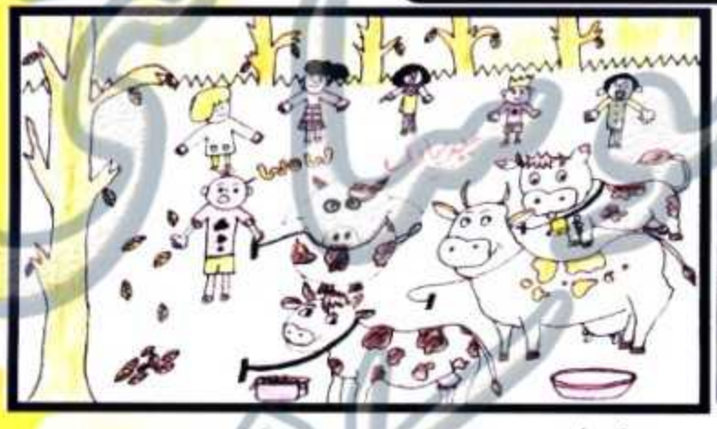

یشل سلیم، لاہور (تیسرا انعام 125 روپے کی کتب)

محمد حیدر علی ہاشمی، اٹک (چوتھا انعام 115 روپے کی کتب)

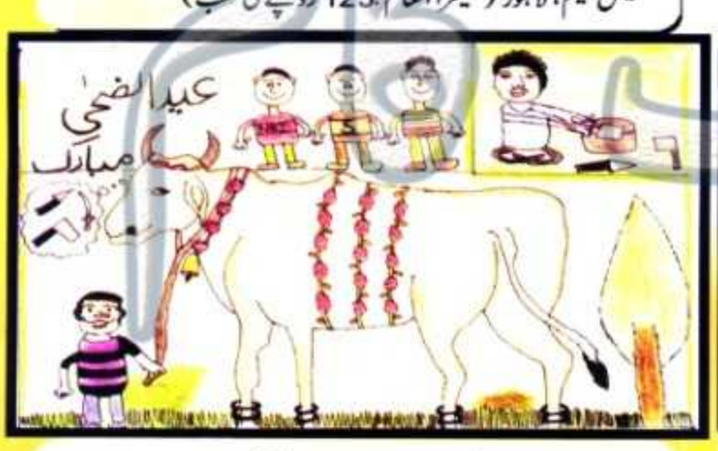

ردا بٹ، لاہور (پانچواں انعام 95 روپے کی کتب)

کچھ اچھے مصوروں کے نام بہ ذریعہ قرعہ اندازی: قریشہ فاطمہ فاروقی، رحیم یار خان۔ صاحبزادہ محمد حسنین ہاشمی، اٹک۔ سمعیہ توقیر، کراچی۔ رافعہ یاسین، سوہاوہ۔ بشریٰ حسینی، کلور کوٹ۔ حماس صارم، لاہور۔ آمنہ عرفان، راول پنڈی۔ حیدر علی، لاہور۔ عمیزہ طور، کراچی۔ فرید احمد، لاہور۔ سادیہ نعمان، لاہور۔ حمیرہ خاتون، کلور کوٹ۔ فروا جمیل، لاہور۔ ارمش مبشر، لاہور۔ ماہا چوہدری، سیال کوٹ۔ فائزہ رزاق، خانیوال۔ آمنہ عاصم، راہوالی۔ نوشین مسعود، ملتان۔ راجا محمد اسلم، راول پنڈی۔ افتخار بھٹی، جہلم۔ محمد یاسین قمر، خانیوال۔ عفت بتول، لاہور کینٹ۔ احسن فاروق، راول پنڈی۔ ام کلثوم، خانیوال۔ ریاض حسین، واہ کینٹ۔ عامر سہیل، لاہور۔ عمیرہ بشیر، قصور۔ عمران فاروق، اوکاڑہ۔ عیان جنید، حیدر آباد۔ عروہ خالد، اٹک۔ محمد سلیمان بٹ، ساہی وال۔ عثمان حیدر، پشاور۔ نورالامین، اسلام آباد۔ مرزا ندیم بیگ، نوشہرہ۔ بشریٰ بتول، رسال پور۔ رانا عبداللہ، ملتان۔ سعود الحسن، خانیوال۔ سجاد حیدر، کراچی۔ ثوبیہ سلیم، لاہور۔ گل ہما، حیدر آباد۔ نورین اشفاق، رحیم یار خان۔ محمد زبیر ارشد، لاہور۔ عائشہ نذیر، کراچی۔ امتیاز عالم، واہ کینٹ۔ لائبہ بشیر، قلعہ دیدار سنگھ۔

اکتوبر کا موضوع
خوب صورت پرندے
آخری تاریخ 8 اکتوبر

نومبر کا موضوع
لاری اڈہ
آخری تاریخ 8 نومبر

ہدایات: تصویر 6 انچ چوڑی، 9 انچ لمبی اور رنگین ہو۔ تصویر کی پشت پر مصور اپنا نام، عمر، کلاس اور پورا پتا لکھے اور اسکول کے پرنسپل یا ہیڈ مسٹریس سے تصدیق کروائے کہ تصویر اسی نے بنائی ہے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

http://paksociety.com

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام پر موجود آل ٹائم بیسٹ سیلرز:-

طلبہ و طالبات کے لیے فیروز سنز کی معیاری لُغات

فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ
لاہور۔ راولپنڈی۔ کراچی

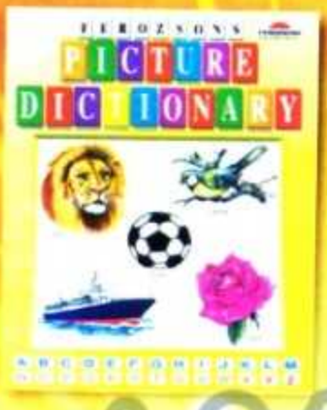

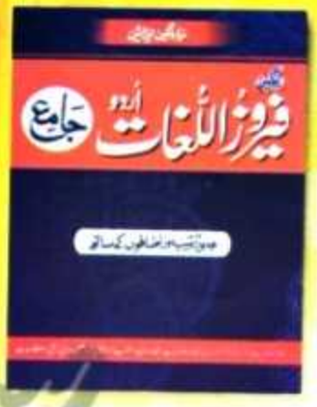

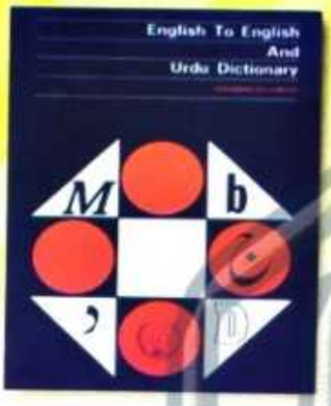

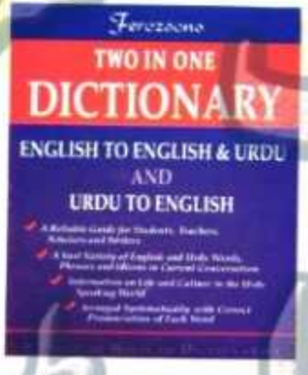

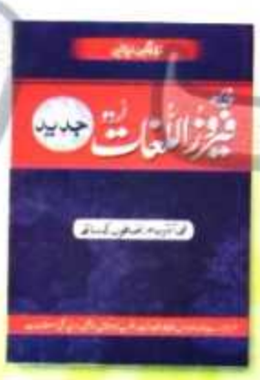

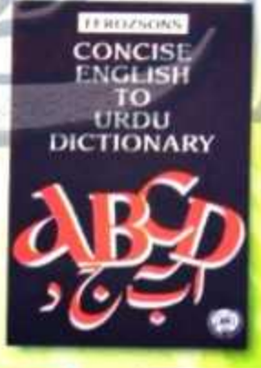

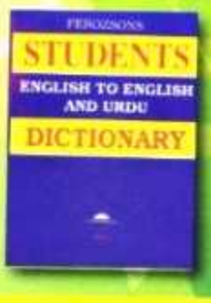

ہدایات برائے آرڈرز: پنجاب: 60۔ شاہراہ قائداعظمؒ، لاہور۔ 042-111-626262
سندھ اور بلوچستان: پہلی منزل، عمران اپارٹمنٹس، مین کلفٹن روڈ، کراچی۔ 021-35867239-35830467
خیبر پختونخوا، اسلام آباد، آزاد کشمیر اور قبائلی علاقے: 277۔ پشاور روڈ، راولپنڈی۔ 051-5124970-5124897

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY